3007

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 22۔ فروری 2010

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، معدنیات و کان کنی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسز میں درج سوالات پوچھے جائیں گے
اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث کا تسلسل اور اختتام

قاعدہ 87 کے تحت تحریک

تحریک التوائے کار نمبر 2010/62 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

جناب احمد خان بلوچ یہ تحریک پیش کریں گے ”کہ اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر 2010/62 (منسلکہ) میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جاسکے۔“

3009

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

سوموار، 22۔فروری 2010

(یوم الاثنین، 7۔ ربیع الاول 1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 9 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
وَقَالَ صَوَابًا (38) ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ فَمَن شَآءَ اتَّخَذَ إِلٰى رَبِّهٖ
مَاٰبًا (39) إِنَّآ أَنذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۚ يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ
يَدٰهُ وَيَقُولُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِي كُنتُ تُرٰبًا (40)

سُوْرَةُ النَّبَاِ آیات 38 تا 40

جس دن روح (الامین) اور (اور) فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے تو کوئی بول نہ سکے گا مگر جس کو (خدائے) رحمٰن اجازت بخشے اور اس نے بات بھی درست کہی ہو (38) یہ دن برحق ہے۔ پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کے پاس ٹھکانا بنائے (39) ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا (40)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری پیش نے کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا
چاروں پاسے رونق ہوئی
دن خوشیاں دا آ گیا
آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا

سبحان اللہ سبحان اللہ محبوب پیارا آیا اے
اوہدے ورگا رتبہ جگ اندر کسے ہور نبی نہ پایا اے
سب توں آخر دے وچ آ کے سارے جگ تے چھا گیا
آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا

سب خوشیاں مناؤ رل سارے
دن عید میلاد دے آئے نیں
ہوئے دور ہنیرے جگ توں
نور اجالا آ گیا
آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا

رحمت لے کر سرکار آئے
پھل کلیاں نیں نغمے گائے
آقا آئے رحمت ہوئی
چڑھ دلاں نوں چاہ گیا
آ گیا آ گیا کملی والا آ گیا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ صنعت، معدنیات اور کان کنی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔میرا خیال ہے کہ آج سوالوں کے جوابات پارلیمانی سیکرٹری صاحب دیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر!میں موجود ہوں اور جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!میرا خیال ہے کہ آج محکمہ صنعت بھی ہے جس کے پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گے۔

پیپلز پارٹی کے سیاسی کارکنوں اور معزز اراکین اسمبلی پر پُرامن احتجاج کرنے پر مقدمات کا اندراج

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): ٹھیک ہے۔جناب سپیکر!آج ایک چیز ہمارے علم میں آئی ہے کہ آج سے 6/5 دن پہلے پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں نے پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں کچھ لیڈر حضرات اور ایم پی ایز بھی تھے۔انہوں نے ایک احتجاجی مظاہرہ پریس کلب کے باہر کیا اور یہ جمہوریت کا حسن ہے کہ جمہوری ادوار میں لوگوں کو اپنا اظہار رائے کا حق حاصل ہوتا ہے۔لوگ اپنا اظہار کرنے کے لئے سڑکوں پر بھی آتے ہیں، احتجاج بھی کرتے ہیں لیکن اس کا ہرگز مقصد یہ نہیں ہوتا کہ املاک کو نقصان پہنچایا جائے۔اس دن کسی املاک کو کوئی نقصان نہیں پہنچا، کوئی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب نہیں ہوئی، کسی کے بارے میں کوئی نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے گئے اور کسی کے خلاف گالی گلوچ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ہم تمام اداروں کی عزت کرتے ہیں، تمام اداروں کا احترام کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہمارے کچھ لیڈر حضرات، ایم پی

ایز اور کارکنوں پر ایک مقدمہ درج کیا گیا ہے کہ انہوں نے جلوس نکالا اور وہاں پر کوئی تقریریں ایسی کیں ہیں۔ میں اس House میں پنجاب کے عوام کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی تمام اداروں کا احترام کرتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی قسم کی وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب نہیں ہوئی، کسی ایک گاڑی کا شیشہ تک نہیں ٹوٹا، کسی کو کوئی ضرب نہیں آئی اور کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا۔ صرف کارکنوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے اور وہ جمہوریت کا حسن ہے۔ یہاں پر کوئی آمریت نہیں ہے، یہاں پر کوئی مارشل لاء کی حکومت نہیں ہے، یہاں پر جمہوری حکومت ہے اور اس جمہوریت میں سب کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنا اظہار رائے کر سکے۔ اپوزیشن کو بھی یہ حق حاصل ہے اور حکومت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ اظہار رائے کر سکے۔ اب اظہار رائے کی اتنی اجازت ہے کہ آج مال روڈ کے دکانداروں نے یہ احتجاج کیا ہے کہ مال روڈ پر جلوس نکالنے پر پابندی ہونی چاہئے اس سے زیادہ جمہوریت کا حسن کیا ہو سکتا ہے؟ ہم جمہوریت پر یقین رکھنے والے لوگ ہیں اور ہم نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اگر اس ملک میں اس وقت جمہوریت قائم ہے تو وہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی وجہ سے قائم ہے۔ اس ملک میں جو قربانی پاکستان پیپلز پارٹی نے اس جمہوریت کے لئے دی ہے وہ کسی اور نے نہیں دی اس لئے ہم اس جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے سیاسی لیڈروں اور ہمارے قائد کے پتلے جلائے جاتے ہیں لیکن کبھی ہم نے یہ نہیں کہا کہ یہ کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم اس کو جمہوریت کا حسن سمجھتے ہیں۔ میں اس House میں اپنی پارٹی کی طرف سے ایک دفعہ پھر یہ ensure کرانا چاہتا ہوں کہ ہم اداروں کا احترام کرتے ہیں اور ہم نے کسی قسم کی کوئی توڑ پھوڑ نہیں کی، ہمارے کارکنوں نے کسی املاک کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور میں آئندہ کے لئے بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ ہم اداروں کا احترام کرتے رہیں گے اور کسی قسم کی کوئی ایسی حرکت نہیں کریں گے جس سے کسی کے جذبات مجروح ہوں یا کسی قسم کا کوئی مالی نقصان ہو۔ شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ!میں آپ کو بعد میں وقت دیتا ہوں ابھی اپوزیشن لیڈر کھڑے ہیں۔ جی، چودھری صاحب!

چشمہ جہلم لنک کینال کی بندش سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیرالدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں وزیر موصوف نے آج جس واقعہ کا اظہار کیا ہے اور پنجاب کے ساتھ ایک المیہ بھی ہوا ہے۔ میں دونوں باتوں کا ذکر جناب کی اجازت سے کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محترمہ ساجدہ میر اور دوسری ہماری ساتھی پر جو مقدمہ ہوا ہے میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

صرف باتوں سے کام نہیں بنے گا۔ جس بات کو آپ غلط سمجھتے ہیں اور یہ ایوان اسی لئے ہے کہ جس بات کو آپ غلط سمجھتے ہیں تو جرأت کے ساتھ اس کی مذمت کریں۔ یہ روش کہ ملفوف کرکے اور گول مول باتیں کرکے چلا جائے تو اس طرح سے کسی کے حقوق کا تحفظ ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی کو relief مل سکتا ہے۔ دوسرا واقعہ یہ ہے کہ آج چشمہ جہلم لنک کینال بند کر دی گئی ہے۔ وہاں پر یہاں کے ایک سینئر مشیر تشریف لے گئے تھے اور ان کے ساتھ یہ وزیر موصوف بھی تھے۔ یہ جو ایک brute majority کے لئے کام چل رہا ہے، NFC ایوارڈ کے ذریعے پنجاب کو مالیاتی نقصان پہنچا دیا گیا تھا جو نسلوں تک بھگتنا پڑے گا۔ آج پانی پر compromise کرکے کسانوں کو بھوک، افلاس کا message دے دیا گیا، ان کو target کیا گیا اور ان کے گھروں میں ناچنے والی بھوک کی پیشین گوئی کر دی گئی ہے۔ اس بارے میں floor پر بتایا جائے کہ یہ وہاں پر گئے تھے اور کیا کرکے آئے ہیں، کتنا پانی بیچ آئے ہیں اور کتنے پانی پر کس کس جگہوں پر compromise کیا گیا ہے؟ یہاں پر ہمیں بتایا جائے کیونکہ یہ 80 فیصد کسانوں کی زندگی کا سوال ہے۔ اس پر کوئی compromise نہیں ہو گا۔ ہمیں پتا چلے تاکہ اس کے بعد پھر ہم آگے چلیں کہ کیوں یہ بند کیا گیا اور کیوں یہ compromise کیا گیا ہے؟ یہ لنک کینال پنجاب کی life line ہے۔ میں اتنی گزارش کرتا ہوں کہ صرف میلسی تحصیل، میں ضلع نہیں

کہتا صرف میلسی تحصیل اتنی زیادہ کاٹن پیدا کرتی ہے جتنی ہمارے ساتھ والا پورا ایک صوبہ کاٹن پیدا کرتا ہے اور ان کا پانی بند کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! اس پر ہماری ابھی بحث ہونی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! بحث نہیں، آج یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: آج وہ wind up کریں گے تو بتائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ آج وہاں کیا کر کے آئے ہیں اس بارے میں یہاں پر بتایا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ جو وہاں مذاکرات کر کے آئے ہیں اس بارے میں ہمیں بتائیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ winding up speech میں آپ کو ساری بات بتائیں گے۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ کب کریں گے؟۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آج کریں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چشمہ جہلم لنک کینال بند کر دی گئی ہے یہ صرف اس بارے میں جواب دیں کہ وہ کیا کر کے آئے ہیں؟ وہ پارلیمانی سیکرٹری کو ساتھ ہی نہیں لے کر گئے اس پر وہ جواب دیں وہ خصوصی طیارے میں بیٹھ کر گئے اور وہاں کیا کر کے آئے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ اپنے کرائے پر جا سکتے ہیں، ایسی کون سی بات ہے، آپ اس بات کو چھوڑیں۔ میں نے محترمہ ساجدہ میر کو بٹھایا تھا کیونکہ اپوزیشن لیڈر کھڑے ہو گئے تھے۔ میں اب محترمہ کو کہتا ہوں کہ اپنی بات کریں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج مجھے اس ایوان میں آتے ہوئے بڑی شرم محسوس ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیوں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جس جمہوریت کے لئے میں جیلوں میں گئی، جس جمہوریت کی بحالی کے لئے میں نے سڑکوں پر مار کھائی لیکن آج اسی جمہوری دور میں اگر میرے اور میرے ساتھیوں کے خلاف FIR کاٹی جائے تو یہ قابل شرم بات ہے۔ ہم نے ہمیشہ آمریت کے خلاف لڑائی لڑی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ میاں نواز شریف بھی ہمارے ساتھ مل کر establishment کے خلاف لڑیں گے۔ وہ قوتیں جو جمہوریت کے راستے میں رکاوٹ ہیں ان کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے ہم ان کے ساتھ تیار ہیں لیکن آج نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہی ہوں کہ ایک سابقہ وزیراعظم کے نام سے ہمارے نام کو منسوب کیا گیا اور پتلا جلایا گیا۔ اگر منتخب صدر کے خلاف پتلے جلائے جائیں، اخبار میں جو تارکھ کر فوٹو بنائی جائے اور اس پر رجسٹرار صاحب کی آنکھیں بند ہیں۔ ہم

اپنا انصاف لینے کے لئے سڑک پر آئے تھے اور ہم نے عدلیہ کے کسی فیصلے کی خلاف ورزی نہیں کی۔ [*************] انہوں نے ہائیکورٹ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ پانچ جج ان کے چیمبر سے لئے گئے اگر ہم نے احتجاج کیا ہے تو ہمارا right بنتا ہے اور چیف جسٹس صاحب Impartial ہو کر سوچیں اگر یہ FIR ختم نہ ہوئی تو کل میں اس ایوان میں آکر خود سوزی کروں گی اور میں یہ برملا کہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہیں کرنا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ کتنی قابل شرم بات ہے، کہاں گئے قانون کے حکمران؟ یہاں ایم پی اے محفوظ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں، آپ ایسا نہ کہیں۔ تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب سعید اکبر خان نوانی!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری محترمہ ایم پی اے صاحبہ نے جذبات میں کچھ ایسی باتیں کی ہیں جو on the floor of the House اس forum پر

نہیں ہونی چاہئیں لیکن سب سے جو بڑی اہم بات ہے وہ چشمہ جہلم لنک کینال کی ہے۔یہاں Irrigation Minister راجہ ریاض صاحب جو کہ سینئر منسٹر بھی ہیں اور وہ تشریف رکھتے ہیں اس معاملہ پر اس House میں وضاحت فرمائیں کیونکہ آپ اس چشمہ جہلم لنک کینال سے شاید تھوڑا دور ہیں اور ہم اس کے ساتھ ہیں اور اس بات کا بڑا impact ہے،لوگوں میں بہت بڑا اضطراب ہے۔میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ایوان چونکہ پورے پنجاب کا نمائندہ House ہے اس کو اس بارے میں پوری وضاحت ہو تا کہ اگر ہم سے پبلک پوچھے اور اس کی ہم سے کوئی جواب طلبی کرے تو ہمیں correct پتا ہو تا کہ ہم ان کی تسلی کروا سکیں۔بہت شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں، ذرا محترمہ کو بات کرنے دیں وہ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بہت شکریہ مجھے بڑی حیرت ہوئی جب مجھے آج یہ پتا چلا کہ ایک ایسا احتجاج جو ہم نے ایک ایسی قیادت کی لیڈرشپ کے لئے کیا جنہوں نے جمہوریت کے لئے قربانیاں دینے والی لیڈرشپ کے بارے میں کچھ ایسے الفاظ کہے تھے جس کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے بھی کچھ الفاظ کہے جن کو expunge کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری بڑی اہم بات ہے۔میں پریس کانفرنس کروں گی۔

جناب سپیکر: جی، میں ان کی بات سن رہا ہوں۔جی، محترمہ! آپ پریس کانفرنس کریں مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! .I am on point of order مجھے ایک منٹ چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! آپ انہیں روکیں، ہم برداشت کرتے ہیں اور کب تک ہم برداشت کریں گے، اگر ہماری لیڈر شپ کے پتلے جلائے جاتے ہیں، ہم اگر اپنے ہونٹ سی کر بیٹھے ہیں تو صرف جمہوریت کی مضبوطی کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ ہمیں کسی کا ڈر خوف نہیں، ہم نے پرویز مشرف کا سات سال مقابلہ کیا اور تمام قیادتوں کا احترام کرتے ہیں اور انہیں بھی ہماری قیادت کا احترام کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، میں نے floor ان کو دیا ہے آپ اس کے بعد بات کریں میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جیسے ابھی نوانی صاحب نے کہا کہ اس issue پر بات کرنے کے لئے ساجدہ میر کے لئے یہ مناسب پلیٹ فارم نہیں تھا تو مجھے بڑی حیرت ہو رہی ہے کہ ایک عوامی نمائندہ جو ہے اگر اس کے ساتھ وہ عدلیہ جس کی بحالی کی struggle میں ہم اپنا خون دیتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! محترمہ میری بات سنیں، ان عدالتوں کا احترام میں نے اور آپ نے نہیں کرنا تو اور کس نے کرنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): بالکل ہم نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر: تو اس کے متعلق جو غیر شائستہ الفاظ ہیں ان کو expunge کیا جائے گا۔ جی، آپ جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی سی ہے اگر ہم اس پلیٹ فارم پر اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی یا ناانصافی کا ذکر نہیں کریں گے تو ہم کہاں جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، ضرور کرنا چاہیئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی و قوت برقی (محترمہ فائزہ احمد ملک): جناب سپیکر! بات صرف اتنی سی ہے کہ ہم پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اس عدلیہ کی جو بحالی ہے وہ جمہوریت کے لئے اور اس عدلیہ کی بحالی کے لئے جو قربانیاں پاکستان پیپلز پارٹی دیتی رہی ہے وہ ورکر ہم ہی ہیں جن پر یہ مقدمہ درج ہوا ہے، ہم نے اس عدلیہ کو بحال کرانے کے لئے اپنے ساتھیوں کو بھی قربان کیا اور ہم نے اس وقت کے جو ڈکٹیٹر تھے ان کے آنسو گیس کے شیل کھائے ہیں اور لاٹھی چارج بھی برداشت کرتے رہے ہیں تو آج اگر عدلیہ کی طرف سے ہمارے لئے ایسا فیصلہ آئے تو ظاہر ہے ہم حیران ہی ہوں گے اور ہم انصاف کے لئے کس کی طرف دیکھیں گے؟ جب انصاف کرنے والے جمہوریت کی قربانیاں دینے والوں کے خلاف پرچے درج کرنے لگ جائیں تو بڑی حیرت کی بات ہے، اس وجہ سے ہم یہاں حیران ہو کر آپ سے سوال کر رہے ہیں کہ ہم انصاف لینے کے لئے کہاں جائیں؟ ہم اداروں کی مضبوطی کے لئے دو سال سے کوشش کر رہے ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی مفاہمت کی پالیسی کو لے کر چلتے ہوئے تمام سیاسی جماعتوں کو اپنے ساتھ لے کر آگے چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے سینئر ممبر نوانی صاحب نے جو بات کی ہے میں بھی اس کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتا رہے ہیں، آپ کو کیا ہو گیا اور آپ دیکھتے بھی نہیں ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اپوزیشن لیڈر صاحب نے کچھ ایسے الفاظ کہے جن کی مجھے ان سے امید نہیں تھی اور انہوں نے صرف یہاں پر ایک سیاسی بیان دینے کی کوشش کی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ آٹھ نو سال ان کی حکومت رہی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چشمہ جہلم لنک کینال کے بارے میں بتائیں؟

جناب سپیکر: جی،No cross talk. دیکھیں !میری بات سنیں جب آپ بات کرتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کی طرف سے جواب سننے کی ہمت بھی رکھیں۔ یہ اچھی بات نہیں،No cross talk جی، pleaseان کی بات سنیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میں بات کر رہا ہوں اور ادھر ہی آ رہا ہوں۔اس پورے دور میں ایک دفعہ بھی انہیں اعزاز حاصل نہیں ہوا کہ یہ NFC Award کو حل کر سکیں اور میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں اور اللہ کے فضل سے چاروں صوبوں نے اس لاہور شہر میں بیٹھ کرNFC Award کو حل کیا جو پوری قوم کے لئے تحفہ تھا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے بعد جو پانی کا مسئلہ ہے 1991 میں جب میاں محمد نواز شریف کی حکومت تھی انہوں نےaccord کیا اور جب ان کی حکومت آئی تو یہ مسئلہ تقریباً12 سال سے چل رہا ہے اور ان سے یہ ہمت نہیں ہوئی کہ یہ سندھ اور پنجاب میں جو غلط فہمیاں ہیں ان کو دور کر سکیں اور آج مجھے انتہائی دکھ ہوا ہے کہ چودھری ظہیر الدین صاحب پنجاب کا کیس لڑنے کی بات کر رہے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب relevantرہیں، وہpersonal کیوں ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ بات سنیں، کیا کر رہی ہیں؟ان کو جو انہوں نے کہا ہے اس کا جواب دے رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!کم از کم خدا کا خوف کھائیں کہ یہ کس منہ سے پنجاب کا کیس لڑ رہے ہیں ؟ پنجاب کا کیس ہم لڑ رہے ہیں اور ہم نے NFC Award کو حل کیا ہے آج ہمیں یہ سبق سکھا رہے ہیں،انتہائی دکھ کی بات ہے ہم نے جو جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں اور ہم فیڈریشن کے symbol ہیں اور ہم جو چار صوبوں کی زنجیر ہیں،یہ ہمیں سبق سکھا رہے ہیں۔یہ لوگ خدا کا خوف کریں۔

جناب سپیکر!issue یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے۔۔۔

MR.SPEAKER: Order please, order please.

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر بات سنی ہے تو سنیں ورنہ میں خاموشی سے بیٹھ جاتا ہوں۔ چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ صاحبان کو وزیر اعظم صاحب نے بلایا۔ یہ بات غور سے سنیں اور میں بھی اس میٹنگ میں گیا اور انہوں نے کہا کہ ہم بیٹھ کر اس مسئلہ کو حل کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ وزیر اعظم صاحب اگر آپ مجھے اجازت دیں اور آپ ہمیں موقع دیں کیونکہ یہ ہمارا اور سندھ کا مسئلہ ہے ہم آپس میں بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے اور آپس میں بیٹھ کر اس مسئلہ کو حل کریں گے اور آپ کے فورم پر یہ مسئلہ آئے گا ہی نہیں۔ انشاءاللہ ہم نے جس طرح آپس میں بیٹھ کر NFC Award کو حل کیا اس طرح اس کو بھی کریں گے۔ اس کے بعد ہمارا ایک وفد وہاں پر گیا اور اس وفد نے Minister for Irrigation اور وزیر اعلیٰ سندھ سے ملاقات کی اور انہیں اس چیز کا احساس دلایا کہ پنجاب پر جو آپ یہ الزام لگاتے ہیں کہ پنجاب پانی چوری کرتا ہے، ہم آپ کا پانی چوری نہیں کرتے، آپ ہمارے بھائی ہیں اور پانی تو دور کی بات ہے ہماری جان بھی آپ کے لئے حاضر ہے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے ہمیں اعتماد کی فضا قائم کرنی چاہئے اور ایک دوسرے کے خلاف جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور کرنی چاہئیں اور بیٹھ کر اس پانی کو اس طریقے سے تقسیم کریں کہ پانی کی کمی تو ہے۔ آپ کی فصلیں ایک مہینہ پہلے پانی مانگتی ہیں چاہے گندم کی ہو یا گنا کی ہو۔ صرف ایک مہینہ کا فرق ہے اور ہماری فصلیں ایک مہینہ بعد پانی مانگتی ہیں تو ہم آپس میں بیٹھیں، اپنا فارمولہ جو کہ 1991 کے Accord کے مطابق جو تقسیم کا فارمولہ ہے کہ جب آپ کو ایک مہینہ پہلے پانی چاہئے ہوتا ہے تو آپ زیادہ لے لیں اور اس کے بعد جب ہمیں پانی چاہئے تو آپ تھوڑی مہربانی کریں اور ہمیں آپ خود کہیں کہ اب آپ کو ضرورت ہے اب آپ لے لیں۔ انہوں نے ہمارے اس فیصلے کو خوش آمدید کہا، welcome کہا اور ہم نے بھی ان کو خوش آمدید کہا کہ آپ ایک ماہرین کا وفد بھیجیں۔ ہمارے ماہرین اور آپ کے ماہرین بیٹھیں گے اور ہم قوم کو یہ تحفہ دیں اور ہمیں کوئی چور کہے اور نہ ہم کسی کو چور کہیں بلکہ ہم ایک دوسرے کے بھائی بن کر اس مسئلہ کو حل کریں۔ آج ان کا وفد یہاں پر آیا ہوا ہے اور لغاری صاحب خود وہاں پر گئے ہیں اور مجھے ملے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس وفد کو بھی ملے ہیں۔

جناب سپیکر! لیکن یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہاں پر اس وفد کو ملے اور مجھے بھی ملے ہیں اور یہاں پر آکر بجائے یہ کہنے کے کہ یہ بڑی اچھی چیز ہو رہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چشمہ جہلم لنک کینال کو بند کر دیا گیا ہے اور اسے چلنے دیتے تو بات تھی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اس طرف آرہا ہوں۔ یہ میرے ساتھ شرط لگا لیں، پانچ ہزار سے دو ہزار کیوسک ہم نے کم کیا ہے اور تین ہزار کیوسک ابھی چل رہا ہے اور میں اس floor پر بیان دے رہا ہوں، کوئی بند نہیں ہوئی اور ہم کسی کا حق نہیں کاٹ رہے۔ ہمیں بارش کی وجہ سے اتنی کمی نہیں ہے اُدھر ہم پانی دے رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جنوبی پنجاب میں بارش نہیں ہو رہی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): خدا کے لئے لغاری صاحب! جب final فیصلہ ہو گا میں اس میں آپ کو بھی بٹھاؤں گا۔ میں آپ سے پورے House کے سامنے وعدہ کر رہا ہوں مجھ سے غلطی ہوئی ہے مجھے آج آپ کو دعوت دینی چاہئے تھی۔ جب اگلی میٹنگ ہو گی چاہے وہ سندھ میں ہو، اسلام آباد میں ہو، میں آپ کو لے کر جاؤں گا اور اس فیصلے پر آپ کے دستخط کراؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میرے خیال میں انہیں اس طرح سے مخاطب نہیں کرنا چاہئے تھوڑا ضابطہ کے خلاف ہے۔ یہ Chair کو مخاطب کریں۔ اس دن بھی میں نے یہ عرض کی تھی یہ link canals ہمارے ساؤتھ پنجاب کے لئے life line ہیں۔ وزیر موصوف نے بات کی کہ بارشیں ہوئی ہیں۔۔۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): وہ چل رہی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ بند ہو گئی ہے یہ ثابت کر دیں جو سزا آپ کہیں گے میں قبول کروں گا۔ آج اس میں تین ہزار کیوسک پانی چل رہا ہے۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر انہوں نے interruption کرنی ہے تو ہم چلے جاتے ہیں۔ جب یہ مسئلہ پہلے پیدا ہوا تھا، گرمیوں میں بھی یہ بات ہوئی تھی تو اس وقت وزیر موصوف نے اس floor پر یہ commitment کی تھی کہ اگر ایک کیوسک پانی بھی بند کیا جائے گا تو یہ استعفیٰ دے دیں گے۔ آج یہ کہہ رہے ہیں کہ پانی پانچ ہزار کیوسک سے کم ہو کر تین ہزار کیوسک ہو گیا ہے دو ہزار کیوسک ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ آج یہ خود admit کر رہے ہیں کہ انہوں نے دو ہزار کیوسک چھوڑ دیا ہے۔ بات ایک ہزار یا دو ہزار کیوسک کی نہیں ہے۔ اس وقت بات یہ ہے کہ جو پانی ہمارا حق ہے جس پانی سے ہماری زراعت چلتی ہے۔ وہ نہریں، کاش! اس دن یہ House میں موجود ہوتے میری بات سنتے وہ نہریں جو کہ Indus Water Treaty کے تحت ہمارے South Eastern Punjab ریاست بہاولپور کو خاص طور پانی مہیا کرتی ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ بار بار interrupt کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر آگئے ہیں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر کس طرح ہو سکتا ہے ؟ اگر انہوں نے بار بار interrupt کرنا ہے اور آپ نے ان کا دفاع کرنا ہے تو آپ ضرور کریں۔ آپ حکومت کی policies کا بالکل دفاع کریں لیکن یہ مناسب نہیں ہے آپ ہماری بات بھی سُنیں۔ ہم بھی اسی پنجاب کے رہنے والے ہیں اگر اپوزیشن کو برداشت نہیں کیا جائے گا، اپوزیشن نے تو public welfare کے لئے watch dog کا کام کرنا ہے اور حکومت نے تو اپنے مفاد کی بات کرنی ہے۔ اپوزیشن کا role اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ treasury benches کا ہے اس دن بھی میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی اور آپ نے House میں ایک کمیٹی بنائی تھی اس میں آپ نے سینئر مشیر صاحب، سینئر منسٹر صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو رکھا تھا۔ اُن میں سے یہ ہماری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو نہیں لے کر گئے۔ اب جب یہ واپس آئے ہیں تو ہمیں بتائیں تو سہی کہ وہاں پر کیا ہوا؟ وہاں پر ہوا یہ ہے کہ انہوں

نے واپس لاہور آ کر پھر سے یہ اعلان کر دیا کہ پانی کم کر دیا جائے گا۔این ایف سی ایوارڈ کے اندر بھی یہی کچھ ہوا۔پنجاب نے اپنے پانی کا تقریباً 2.4 فیصد حصہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

معزز اراکین حزب اختلاف: شیم، شیم۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اس کے بعد آج ہم پانی چھوڑ رہے ہیں کسی پر تنقید کرنا میرا مقصد نہیں ہے۔ ہم یہ ساری چیزیں کر کے کیا proof کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پنجاب ہمیشہ دیتا رہے گا، دیتا رہے گا۔اپنا حق لینا چاہئے کسی کا حق نہ چھینو لیکن اپنے حق کا دفاع تو کرو۔اپنے نام کی مشہوری کے لئے اگر پانی بھی چھوڑ دیں، وسائل بھی چھوڑ دیں اور ہم جنوبی پنجاب کے ان علاقوں کے وسائل چھوڑ رہے ہیں جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد پیسے دے کر یہ ملک چلایا تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔بس اب تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!اگر آپ بولنے نہیں دیں گے تو ہم پھر باہر جا کر بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب!میں کیا کروں میں نے ایجنڈے کے مطابق چلنا ہے، کیا میں نے ایجنڈا نہیں چلانا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ہم کسی اور پلیٹ فارم پر جا کر بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسی بات نہیں ہے۔جو آپ نے وہاں نمائندے بھیجے ہیں کیا وہ پنجاب کا سودا کر کے آئیں گے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، پنجاب کا سودا کیا گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ Privatization Bill لے کر آئیں ہیں یہ پنجاب کا سودا نہیں ہے تو کیا ہے؟

جناب سپیکر: بہت افسوس کی بات ہے۔(قطع کلامیاں)

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر !پہلے تو میں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے لغاری صاحب جو اس House کے معزز ممبر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو آفر کر دی ہے کہ وہ جب جائیں گے تو آپ کو ساتھ لے کر جائیں گے ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر !اب کیا فائدہ ؟ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):اس معزز House کے ممبر جو لغاری صاحب ہیں میں انہیں گزارش کروں گا کہ صوبوں کے درمیان ہم آہنگی بڑھ رہی ہے۔'پہلے پاکستان، پھر صوبے اور میری عرض سُن لیں کہ اس وقت اُن کا وفد لاہور پنجاب میں موجود ہے اور اِس وقت یہ جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں میری ان سے انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ ہم اس کو ایک احسن طریقے سے کرنے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب اس کو کریں گے ، اس کو approve کروائیں گے لیکن یہ جو الفاظ استعمال کر رہے ہیں میں اگر اس طرف چلا گیا تو پھر میں یہ کہنے پر آ جاؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: نہیں، آپ فراخ دلی کا ثبوت دیں۔

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاؤں گا کہ [****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ expunge کئے جائیں ۔ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے ۔ نہیں ، نہیں ۔ too much۔راجہ صاحب! It is too much, very bad.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ فراخ دلی سے کام لیں۔ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔ آپ انصاف کریں۔

محترمہ سیمل کامران: آٹا چور، چینی چور۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کسی معزز رکن کو جو اس معزز House کا ممبر ہے کسی کو کوئی اس قسم کے الفاظ نہیں کہنے چاہئیں اور غداری کے الفاظ تو پاکستان کے کسی شہری کو نہیں کہے جاسکتے۔ میں ان الفاظ کو expunge کرتا ہوں۔ راجہ صاحب، پلیز! آئندہ ایسی بات نہ کریں۔ یہ نامناسب ہے میں اس کو اچھا نہیں سمجھتا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بار بار یہ بات ہو چکی ہے۔ اس طرح کی گفتگو کا جواب دینے کے لئے جس سطح پر آنا پڑتا ہے وہ ہمارا کلچر ہے اور نہ ہی ہماری ٹریننگ ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر صوبائی ہم آہنگی کی بات کی گئی ہے۔ پچھلے دو سالوں میں صوبائی ہم آہنگی جتنی زیادہ damage ہوئی ہے اس سے پہلے آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی ۔ کہا جا رہا ہے کہ بارشیں ہو رہی ہیں۔ میں جنوبی پنجاب سے اور یہاں پر بھی یہ کہوں گا کہ:

بیتا دید اُمید کا موسم
خاک اُڑتی ہے صوبے میں
کب بھیجو گے درد کا بادل
کب برکھا برساؤ گے

میں اس بات پر کہ دو ہزار کیوسک پانی surrender کر دیا گیا ہے اور یہاں پر جو توہین آمیز کلمات استعمال کئے گئے ہیں ان پر ہم ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ چودھری صاحب! یہ تو مناسب بات نہیں ہے۔

ملک بلال احمد کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا تجمل حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! وہ بہت دیر سے کھڑے ہیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کے تو سوالات کے جواب آنے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ابھی نہیں۔

ملک بلال احمد کھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔Be relevant میں نے تقریر نہیں سننی۔

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! جی، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں نے تقریر نہیں کرنی یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ سب سے پہلے میں پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر، جنرل سیکرٹری اور اراکین اسمبلی اور دو سو پچاس کارکنوں پر جو پرچہ درج ہوا ہے، جھوٹی ایف آئی آر درج ہوئی ہے اس کی پُر زور مذمت کرتا ہوں اور جناب کی وساطت سے ایف آئی آر کو خارج کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ اس کے بعد دوسرا اہم مسئلہ ہمارے جنوبی پنجاب کا ہے۔ پہلے بھی floor پر تقریریں ہو چکی ہیں، بات ہو چکی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کا notice لیتے ہوئے اور جنوبی پنجاب کی فلاح و بہبود کے لئے اور جنوبی پنجاب کے احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے 5۔ارب روپے کے package کا اعلان فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: جی، جب وہ ٹائم آئے گا تب بات کیجئے گا۔ اب اجازت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے کچھ ایم پی ایز کو فنڈز میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ کچھ کو فنڈز نہیں دیئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ باتیں آپ اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں کریں۔ میرے پاس کیوں کر رہے ہیں؟

ملک بلال احمد کھر: جناب سپیکر! میں اس بات پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ملک بلال احمد کھر احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی ہے۔ یہ کوئی بات ہے۔ اس کا اسمبلی سے کیا تعلق ہے؟

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ جائیں اور دونوں کو منا کر لائیں۔ ادھر سے بھی منانا ہو گا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! حاجی اسحاق صاحب کو اپوزیشن کو منانے بھیج دیں۔

جناب سپیکر: حاجی اسحاق اور کامران مائیکل صاحب آپ دونوں جائیں اور اپوزیشن والے ساتھیوں کو منا کر لائیں اور سندھو صاحب اور مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب جائیں اور کھر صاحب کو منا کر لائیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں question بولنے لگا ہوں۔ پہلا سوال چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اس کی اجازت دے دیں تو آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، اللہ حافظ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کر لوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایجنڈا جو آج پیش کیا گیا ہے اور اس ایجنڈے میں اس تحریک التوائے کار کا کہیں ذکر نہیں ہے جس کو آج بحث کے لئے رکھا گیا تھا۔ ریکارڈ نکلوا لیں سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں، اس سے پہلے میری بات بھی سن لیجئے۔ یہ وہ تحریک التوائے کار ہے جس کی وجہ سے ایک اہم issue کو derail کیا گیا۔ آپ اس دن کسی وجہ سے تشریف لے گئے تھے جناب چیئرمین کرسی پر تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد حالات یہ ہوئے کہ جمعہ کی نماز میں بھی میرا ذکر

یہ کہہ کر کیا گیا کہ میں دوسری تیسری شادی کروانا چاہ رہا ہوں۔ جس خاتون نے یہ ذکر کیا ان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنی پوزیشن آج clear کریں۔ میں نے ان مظلوم عورتوں کا ذکر کیا تھا جو محروم طبقات سے ہیں اور جن کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ 18 فیصد نوکریوں میں ان کو حصہ دیا جائے۔ یہ بحث آج کے ایجنڈے پر کیوں نہیں آئی جب کہ یہاں ریکارڈ پر بھی بات موجود ہے آپ اس پر تسلی کر لیں۔ میں نے اور دوسرے لوگوں نے بھی اس پر بات کرنی ہے۔ کوئی چینل ایسا نہیں ہے جس نے اس کا ذکر نہیں کیا اور میرے بارے میں ایسی باتیں کی ہیں جو میں نے کی ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب! آپ کیا کر کے آئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب والا! وہ فرما رہے ہیں کہ راجہ صاحب یا کھوسہ صاحب تشریف لائیں تو ان سے بات کریں گے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کو جانا پڑے گا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ اپنے ریکارڈ کو نکلوا لیجئے ان سے پوچھ لیجئے اس کو بحث کے لئے رکھیں۔ کیونکہ اس پر دوسرے دوستوں نے بھی بات کرنی ہے۔ میں بلا وجہ اس میں ملوث ہو رہا ہوں میں نے شادیوں والی بات کی ہی نہیں۔ میں نے تو low income group کے جو لوگ ہیں جو middle class ہے ان کی بات کی ہے۔ ابھی یہ بحث چل رہی تھی لیکن اب یہ ایجنڈے پر ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جس وقت یہ معاملہ زیر غور آئے گا اس وقت اس پر بات کریں گے اور پھر اس کا جواب بھی دیں گے آپ کی بات بھی سنیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آپ بجا فرما رہے ہیں لیکن آپ اعلان فرما دیں۔

جناب سپیکر: نہیں ابھی نہیں جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا اس وقت بات کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ کھر صاحب واک آؤٹ ختم کر کے واپس آ گئے ہیں .welcome back جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! معزز ممبران سے میں نے request کی ہے کہ جنوبی پنجاب کے لئے 5۔ ارب روپے کا ایک package تھا۔۔۔

جناب سپیکر: 5۔ارب کا؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی، 5۔ارب کا اس کے انچارج جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ تھے۔ ہمارے معزز ممبران کو اس کی تقسیم پر تحفظات ہیں۔ میں نے انہیں assurance دی ہے کہ کل سردار صاحب آئیں گے میں ان کی ان سے میٹنگ کراؤں گا اور انشاءاللہ آپ کا یہ مسئلہ حل کرواؤں گا۔ کل تک کے لئے میں نے انہیں گزارش کی ہے کہ یہ مہربانی کریں اور اب یہ تشریف لے آئے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ ان کا مسئلہ حل کروادیں گے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی، انشاءاللہ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ راجہ صاحب نے پانی کے بارے میں جو بات کی ہے اور انہوں نے اس کی بھی پوری وضاحت فرما دی ہے کہ پانچ ہزار کیوسک چلتے تھے دو ہزار کیوسک پانی پر ہم نے compromise کیا تین ہزار کیوسک پانی اس وقت بھی چشمہ جہلم لنک کینال میں چل رہا ہے۔ میں خوش ہوں کہ صوبوں میں ہم آہنگی ہونی چاہئے یہ پاکستان کی فیڈریشن کے لئے بھی بہتر ہے ہم اس بات کو appreciate کرتے ہیں لیکن مجھے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خدشہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں سن رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: تسی ویکھدے کینوں پئے او۔

جناب سپیکر: جی میں کچھ اور دیکھ رہا ہوں۔ آپ کی خوبصورت بات سن رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: ہر پاکستانی اور پنجاب کے ہر باسی کے لئے خوشی کی بات ہے، گورنمنٹ پنجاب کی ہو یا مرکز کی وہ صوبوں کی ہم آہنگی کے لئے کوشش کر رہے ہیں جس میں این ایف سی ایوارڈ سب سے بڑی مثال ہے۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ کہیں صوبوں میں تو ہم آہنگی ہو جائے اور صوبوں کے اندر آپس میں کوئی لڑائی نہ ہو جائے۔ کیونکہ یہ چشمہ لنک جنوبی پنجاب کے لئے ایک انتہائی ہی اہم کینال

ہے۔اس وقت جب پانچ ہزار کیوسک پانی چل رہا ہے تو وہاں کے کاشتکار اس وقت بھی پانی کی کمی کی شکایت کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دفعہ بارشیں بہت کم ہوئی ہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔اس بات کو بھی ضرور مد نظر رکھا جائے کیونکہ جتنے بھی کمیٹی کے ممبران ہیں یہ بہت ہی اہم اور ذمہ دار لوگ ہیں۔پنجاب اور پاکستان سے محبت کرنے والے ہیں مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس بات کو وہ ضرور مد نظر رکھیں گے۔ دوسری بات جو شیخ صاحب نے کی ہے اگر آپ اس بات کو پوری توجہ سے سنیں اور پوراHouse اس کو consider کرے کیونکہ نہایت ہی اہمیت کی حامل یہ تحریک ہے۔وہ اس لئے بھی ہے کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو غریب لوگ اپنی غربت کی مجبوری کی وجہ سے اپنی جوان بیٹیوں یا بہنوں کی شادی نہیں کر سکتے اور وہ بغیر شادی کے اپنی تمام زندگی گزارتی ہیں جن کا کچھ عرصے کے بعد کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ اس میں دوسری شادی کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔بات ہے مجبوری کی، غربت کی انہوں نے یہ فرمایا کہ اس کا آج اس House کو اس نمائندہ House کو ان بے زبان لوگوں کے لئے سوچنا چاہئے اور گورنمنٹ کو ایک تجویز دینی چاہئے کہ ان کے لئے سروس میں کوئی quota مقرر کر دیں کہ جن کی آخری زندگی اس کسمپرسی کی حالت میں گزرتی ہے، جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا، جن کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہوتا یا وہ اپنے گھر کے برتن صاف کر رہی ہوتی ہیں اور اس کے بدلے ان کو ایک وقت کی روٹی ملتی ہے۔

جناب سپیکر! اس House کا کام ہی یہی ہے کہ مجبور غریب اور ان لوگوں کی زبان بنیں جن کی اپنی کوئی زبان نہیں ہے۔ اس بات پر میں پورے House کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسی باتوں کو مذاق میں لے کر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ایک ثواب کا کام ہے اور نہایت اہمیت کا حامل کام ہے اس کو مذاق میں لے کر جانا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔اگر ان عورتوں کو یہ پتا چلے کہ آج یہ گورنمنٹ ہماری پرسان حال ہے تو ان کو خوشی ہوگی۔اگر خواجہ سراؤں کی بات سنی جا رہی ہے تو ان لوگوں کی بات بھی سنی جائے جن کی کوئی سننے والا نہیں ہے۔خواجہ سرا تو اپنی بات سڑکوں پر سنا لیتے ہیں مگر ان کی بات سننے والا کوئی نہیں ہے۔میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہ بات نہایت اہمیت کی حامل ہے اس لئے پورے House کا اس پر consensus ہو اور حکومت کو یہ تجویز دے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔شکریہ

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب والا! جب بھی پاکستان کے استحکام کی بات ہو، پاکستان کی فیڈریشن کی بات ہو، مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری اپوزیشن کا رویہ ہمیشہ ہی افسوسناک رہا ہے اور ہمیشہ ہی غیر سنجیدہ رہا ہے۔ یہاں پر 52 فیصد آبادی کے بارے میں بات کر رہے ہوں یا 18 فیصد کے بارے میں بات کر رہے ہوں کوئی بہت ہی سنجیدہ، کوئی بہت ہی genuine قسم کے مسئلے پر یہاں بحث کی جا رہی ہو تو ہماری اپوزیشن اس کو negative پیرائے میں لے جاتی ہے۔ میں سلام پیش کرتی ہوں اپنے محترم بھائی شیخ علاؤالدین صاحب کو کہ جنہوں نے وہ issue جو کہ عورتوں کو اٹھانا چاہئے تھا اتنے sensitive issue کو، اتنے اہم issue کو انہوں نے اٹھایا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے اس دن بات کو سمجھا نہیں ہے۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: لیکن اپوزیشن اراکین پر افسوس ہے کہ انہوں نے اس کو بھی اسی رویے میں لے لیا۔ یہ اپوزیشن کی ہمیشہ روایت رہی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ کہاں کا قانون ہے کہ ایک کا گھر آباد کرنے کے لئے دوسرے کا گھر برباد کر دیا جائے؟ ہمارے ہاں پورے پاکستان میں یہ بحث چل پڑی ہے اور عورتوں کو اپنے گھروں میں یہ پریشانی لگ رہی ہے کہ خدانخواستہ ہماری اسمبلی اس قسم کے بل پاس نہ کرنا شروع کر دے۔ کیا ہماری اسمبلی کا یہی کام ہے، کیا ہمارا positive کام نہیں ہونا چاہئے اور کیا ہمارا کام ان عورتوں کی بھلائی کے لئے نہیں ہونا چاہئے جنہیں ہم represent کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر! میں آخری بات اپنی اس بہن سے کرنا چاہتی ہوں جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں لیکن یقیناً اسی ایوان میں کہیں نہ کہیں بیٹھی ہماری بات سن رہی ہوں گی۔ میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ انہوں نے بڑے بلند و بانگ دعوے تو کر دیئے ہیں لیکن وہ اپنے خاوند کے ولیمے کے کارڈ اس ایوان کو کب دے رہی ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کی بالکل تائید کرتا ہوں کہ بڑے ہی اچھے تناظر میں بات کی گئی تھی لیکن اس دن یہ تجویز آئی تھی کہ اگر ان 17/15 فیصد خواتین کے مسائل حل کرنا

چاہتے ہیں اور جس مسئلے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی وہ شادی کا مسئلہ تھا۔اس کے لئے یہاں پر ایک تجویز دی گئی تھی۔ یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اسمبلی کے اندر کوئی قانون پاس ہونے جارہا ہے کہ پنجاب کا ہر مرد اپنے سر پر سہرا باندھے گا اس طرح کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔اس کے بعد دوسرے دن اور آج بھی ادھر سے میری کچھ بہنیں تجویز دیتی ہیں کہ ہم اجازت دیتی ہیں ادھر سے تجویز آتی ہے کہ ہم اجازت نہیں دیتیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر شادیوں کی اجازت کسی خاتون اور کسی مرد ممبر کا حق نہیں ہے۔جو بات آج سے چودہ سو سال پہلے طے ہو چکی ہے اس پر کوئی ممبر یہ استحقاق نہیں رکھ سکتا کہ وہ اس پر اپنی تجویز دے۔رہی شیخ صاحب کی بات تو ہم بالکل اس کی تائید کرتے ہیں کہ وہ 17 فیصد خواتین جن کے ساتھ یہ مسئلہ ہے یقیناً یہ بڑا حساس مسئلہ ہے۔اگر یہاں کوئی دوسری شادی کی بات ہوئی تھی تو صرف ان 17 فیصد خواتین کے لئے ہوئی تھی لیکن پورے پنجاب کے لئے نہیں ہوئی تھی اس لئے میں یہاں پر اس کی درستی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک تجویز آئی تھی کہ اگر اس تجویز کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کے مسائل حل ہو سکتے ہیں تو اس تجویز پر عمل کیا جائے otherwise یہ ضروری نہیں کہ ہر خاتون رکن اٹھ کر اپنے میاں کو چار چار شادیوں کی اجازت دے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی ، بہت شکریہ۔ چودھری صاحب!میرے خیال میں اندر تشریف لے آئیں اور ایجنڈے کی کارروائی شروع کی جائے۔

معزز اراکین: آپ کارروائی شروع کریں۔

سوالات

(محکمہ جات صنعت اور معدنیات وکان کنی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، چودھری ظہیر الدین صاحب کا سوال ہے۔اس کے ساتھ کیا کیا جائے۔

معزز اراکین: اسے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: یہ pending نہیں ہو سکتا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 546 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز رکن نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں پائی جانے والی
معدنیات کے مقامات و آمدن کی تفصیلات

*546: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر معدنیات و کان کنی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں کس کس جگہ کون کون سی معدنیات پائی جاتی ہیں؟

(ب) سال 2003 سے آج تک ان معدنیات سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2004 سے آج تک کس کس معدنیات کا ٹھیکہ نیلام ہوا؟

(د) کن کن پارٹیوں کو ان معدنیات کا ٹھیکہ کتنی کتنی مالیت میں دیا گیا؟

(ہ) ان معدنیات کی نیلامی کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر معدنیات و کان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع فیصل آباد میں درج ذیل مقامات پر سینڈ سٹون اور عام ریت کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

نمبر شمار	نام	سینڈ سٹون
1	چک نمبر 60 ر۔ب تحصیل و ضلع فیصل آباد	عام ریت
2	کھرڑیانوالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
3	چک نمبر 144 گھر تل کلاں تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
4	چک نمبر 262 تار گڑھ بھائی والا تحصیل و ضلع فیصل آباد	عام ریت
5	چک نمبر 68 جمیانہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت

6	چک نمبر97جنالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
7	چک نمبر58لہل تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
8	چک نمبر215کمال پور پنچ گرائیں تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
9	چک نمبر216محمد والا تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
10	چک نمبر215نیتھڑی تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
11	چک نمبر235نیا موآنہ تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
12	عالم شاہ کھگہ تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت
13	شیر ازا تحصیل تاندلیانوالہ تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
14	مہر شہانہ تحصیل تاندلیانوالہ تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
15	دلیکی وہنیوال تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد	عام ریت
16	اعوان بلوچ پروکہ چک نمبر218 تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
17	چک نمبر70ج۔ب منصوراں تحصیل وضلع فیصل آباد	عام ریت
18	چک نمبر629گ۔ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	عام ریت

(ب) سال2003سے آج تک ان معدنیات سے حاصل ہونے والے آمدن کی تفصیل سال وار۔

سال	آمدن
2002-03	3,89,180/-
2003-04	7,00,510/-
2004-05	28,86,281/-
2005-06	10,45,310/-
2006-07	14,46,317/-
2007-08	17,23,066/-

(ج) سال2004سے آج تک عام ریت اور سینڈ سٹون کے پٹاجات نیلام کئے گئے۔

(د) سال2004سے آج تک جن جن پٹاداران کو بلاک عطا کئے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) پٹاجات کی نیلامی کروانے والی اتھارٹی کا نام عہدہ گریڈ حسب ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام عہدہ	گریڈ	جگہ تعیناتی
1	چودھری محمد اسلم ڈائریکٹر لائسنسنگ	19	لاہور

	ادنیٰ معدنیات / لائسنسنگ اتھارٹی		
2	شیخ اعجاز حسین ڈائریکٹر لائسنسنگ ادنیٰ معدنیات / لائسنسنگ اتھارٹی	19	لاہور
3	چودھری امجد علی ڈائریکٹر لائسنسنگ ادنیٰ معدنیات / لائسنسنگ اتھارٹی	19	لاہور

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس سوال میں فیصل آباد کے اندر عام ریت کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ پنجاب کے تمام بڑے شہروں کے گردونواح میں جتنی بھی ریت اور گھسو نکالا جاتا ہے یہ ان تمام جگہوں سے نکالا جاتا ہے جہاں سرکاری land ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا کوئی اور نام رکھ سکتے ہیں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اسے ریت نما مٹی کہہ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اچھا جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ریت اور ریت نما مٹی ان جگہوں سے نکالی جاتی ہے جو سرکاری جگہ ہوتی ہے۔ جس طرح جب لاہور میں رنگ روڈ announce ہوتا ہے اور کسی گاؤں سے نکلتا ہے تو اس گاؤں کے تمام زمیندار مل کر اس جگہ سے کروڑوں روپے کی مٹی نکال لیتے ہیں اور جب سرکار وہاں سڑک بناتی ہے تو پھر کروڑوں روپے کی مٹی ڈال کر اس کی filling کی جاتی ہے۔ میرا ان سے یہ سوال ہے کہ یہ ریت چاہے فیصل آباد سے نکالی جائے، لاہور یا قصور سے نکالی جائے یہ بنیادی طور پر ڈیپارٹمنٹ سے اجازت لینا ضروری ہے۔ کیا انہوں نے ابھی تک اس کے متعلق کوئی قانونی کارروائی کی ہے کہ جہاں سے یہ ریت نکالی جاتی ہے وہاں پر بڑے بڑے کھڈے ڈال دیئے جاتے ہیں اور انہوں نے جیسے یہاں بتایا کہ 2007 اور 2008 کے اندر 18 موضع جات سے مٹی اور ریت نکالی جا رہی ہے لیکن 17 لاکھ روپے مٹی کے وصول ہوئے ہیں۔ لاہور، قصور، سیالکوٹ اور باقی بڑے شہروں میں بھی اسی طرح ہوتا ہے۔ کیا یہ کسی کے خلاف کوئی قانونی کارروائی کرتے ہیں جو یہاں سے مٹی اٹھا کر لے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر:راجہ صاحب!میرے خیال میں ان کا ضمنی سوال بھی شیطان کی آنت جتنا لمبا ہے آپ دیکھ لیں کہ ان کے سوال کی کچھ سمجھ آئی ہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات و کان کنی (راجہ ریاض احمد):جی، شکریہ۔ جناب سپیکر!میں اس House کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ محکمہ معدنیات نہروں پر نیلامی کرتا تھا اور اس سے چار کروڑ روپے کی آمدنی ہوتی تھی لیکن نہروں کا بہت نقصان ہوتا تھا تو میں نے پچھلے سال اس پر پابندی لگا دی تھی کہ محکمہ معدنیات نہروں سے ریت کی نیلامی نہیں کر سکے گا۔ محکمہ معدنیات دوسری نیلامی کرتا ہے جہاں پر ریت ہو۔ایک اتھارٹی موجود ہے جو اسے نیلام کرتی ہے اور جو نیلامی لیتا ہے وہ وہاں سے ریت اٹھاتا ہے اس کے لئے بھی پہلے ٹرالیوں کے ریٹ مقرر نہیں تھے لیکن اب وہ بھی مقرر کر دیئے گئے ہیں۔میرے خیال میں معزز ممبر کہنا چاہتے ہیں کہ جہاں سے ریت نکالی جاتی ہے وہاں پر بڑے بڑے گڑھے بن جاتے ہیں اور بعد میں جب وہ کالونی میں آتے ہیں تو پھر مشکلات ہوتی ہیں۔ہم ایک دفعہ پھر اسے review کر لیتے ہیں اور اس کا یہ حل ہے کہ اگر شہر کے نزدیک ریت ہو تو اسے نیلام نہ کیا جائے۔ شہر کے نزدیک دس یا بیس میل کی حد رکھ لینی چاہئے کہ اندازاً جتنا شہر پھیلے گا۔ویسے تو جس تیزی سے شہر پھیل رہے ہیں یہ کہنا کہ کل یہاں آبادی نہیں آئے گی مشکل ہے لیکن اس بارے میں ایک سروے کروا لیتے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ:شکریہ۔ جناب سپیکر!اس سوال کے جز (ب) میں آمدن کے متعلق جو معلومات فراہم کی گئی ہیں میرا اس سے متعلق سوال ہے۔اس میں بتایا گیا ہے کہ 2004 اور 2005 میں آمدن 28 لاکھ 86 ہزار 281 روپے اور اس کے بعد 2005 اور 2006 میں بتدریج یہ آمدن کم ہوئی ہے جبکہ 2004 سے 2008 تک ریت کی قیمت میں تقریباً چار گنا اضافہ ہو چکا ہے تو اس آمدن میں کمی کی کیا وجہ ہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔میں نے بھی بریفنگ کے دوران یہ محسوس کیا تھا یہ آمدن 7 لاکھ روپے سے 28 لاکھ روپے پر گئی اور پھر اگلے سال 28 لاکھ روپے سے 10 لاکھ روپے پر آئی۔دراصل ہوتا یہ ہے کہ بعض سالوں میں ٹھیکیدار پورا سال کام کرتے ہیں۔ٹھیکہ سال کا ہوتا ہے جب وہ پورا سال کام کریں تو آمدن زیادہ ہوتی ہے لیکن بعض سال ایسے ہوتے ہیں کہ ٹھیکیدار نے پہلی قسط دی کام کیا اور بھاگ گئے تو ہمارے وہ ٹھیکہ جات جو کینسل ہوتے ہیں ان سے پہلے تخمینہ ہوتا ہے کہ کتنی آمدن ہونی ہے۔اب اسی طرح 08-2007 میں 17 لاکھ روپے تھی اور 09-2008 میں 22 لاکھ روپے پر چلی گئی لہذا یہ اس تناسب سے نیچے اوپر ہوتی رہتی ہے۔جب ٹھیکیدار پورا سال کام کریں تو آمدن زیادہ ہوتی ہے اور جس سال ٹھیکیداروں کی اکثریت کام چھوڑ کر بھاگ جائے تو آمدن کم ہوتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی راجہ ریاض صاحب نے فرمایا کہ نہروں سے ریت اٹھائی جاتی تھی جس کا ٹھیکہ ہوتا تھا لیکن ہم نے سمجھا کہ وہ نقصان زیادہ ہوتا ہے اس لئے بند کر دیا۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جہاں نہر سے ریت اٹھانے کا ٹھیکہ ہوتا تھا definitely اس علاقے کی requirement پوری کرنے کے لئے وہ ٹھیکے ہوتے تھے۔جہاں کنسٹرکشن ہوتی ہے اور وہاں ریت کا اور کوئی بندوبست نہیں ہے آیا انہوں نے اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر کوئی ہوم ورک کیا ہے کہ وہاں لوگوں کو جو کنسٹرکشن کے کام میں تکلیف ہو گی، کمی آئے گی، اس سے بہت زیادہ نقصان ہو گا اور انہوں نے اس کا کوئی substitute بھی سوچا ہے کیونکہ اسے معدنیات ہی deal کرتی ہے اور وہ کنسٹرکشن کے کام میں بہت زیادہ کام آتی ہے کیونکہ ریت کے بغیر تو کوئی کنسٹرکشن کا کام ہو ہی نہیں سکتا تو آیا انہوں نے اس بات کو بھی مدنظر رکھا ہے؟

سینئر وزیر/وزیر معدنیات وکان کنی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے جو ضمنی سوال کیا ہے وہ بڑا relevant ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ پانی اس وقت ہماری سب سے اولین

ترجیح بن چکا ہے۔نہروں سے ریت نکالنے کا جب ہم ٹھیکہ دیتے تھے تو ٹھیکیدار محکمہ کے لوگوں کے ساتھ مل کر 100 کیوسک فٹ کی بجائے 1000 کیوسک فٹ ریت نکال لیتے تھے۔یہ ٹھیک ہے کہ پہلے قریب سے ریت available ہو جاتی تھی اور سستی ملتی تھی۔اب دریا سے ریت لانی پڑتی ہے تو اس کا carriage زیادہ پڑتا ہے اور ریت مہنگی ملتی ہے لیکن چونکہ پانی ہماری اولین ترجیح ہے اس لئے مجبوراً یہ step اٹھایا گیا ہے۔ابھی بھل صفائی کا season چل رہا ہے تو checking کے دوران مجھے کئی جگہوں پر معلوم ہوا کہ لوگوں نے ریت چوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ہم نے ان کے خلاف پرچے دیئے ہیں۔آپ کو یہ سن کر حیرانی ہو گی کہ انگریز نے بڑی نہریں اس طرح سے design کی ہیں کہ ان کی بھل صفائی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔انہوں نے یہ نہریں اتنی مہارت سے بنائی ہیں کہ بھل صفائی کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔بڑی نہریں جہاں سے ہم ریت بیچتے تھے وہاں پر تو بھل صفائی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ان نہروں کا design ہی ایسا ہے کہ ان نہروں کی خود بخود صفائی ہو جاتی ہے جبکہ چھوٹی نہروں کی محکمہ نے خود بھل صفائی کی ہے۔میں محکمہ کو defend نہیں کرتا لیکن ریت اٹھانے کی وجہ سے نہروں میں شگاف پڑتے تھے،بہت زیادہ گڑھے نکال دیئے جاتے تھے اب یہ ٹھیکے نہ دینے کی وجہ سے محکمہ Irrigation کو بڑا فائدہ پہنچا ہے۔محکمہ کی طرف سے ہی یہ سفارش کی گئی تھی کہ ان نہروں سے ریت نہ نکالی جائے۔معزز رکن کی بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ پہلے ریت قریب ہی دستیاب ہو جاتی تھی اور سستی ملتی تھی۔اب دور سے ریت لائی جاتی ہے جس کی وجہ سے کچھ مہنگی مل رہی ہے۔چونکہ ہماری اولین ترجیح پانی ہے اس لئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر تین ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔اب آگے چلتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ ضروری تو نہیں ہے کہ صرف تین ضمنی سوالات ہی کئے جائیں۔یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ میں بہت ضروری سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ "سال 2004 سے آج تک عام ریت اور سینڈ سٹون کے پٹا جات نیلام کئے گئے" لیکن سینڈ سٹون کے حوالے سے تفصیل نہیں بتائی گئی۔پورے جواب میں سینڈ سٹون کا ذکر نہیں کیا گیا وزیر صاحب ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

جناب سپیکر: کامران مائیکل صاحب! آپ بتائیں کہ کیا رپورٹ ہے؟

وزیر اقلیتی امور و انسانی حقوق (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کے حکم سے میں اور حاجی اسحاق صاحب اپوزیشن کو منانے کے لئے گئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ ماضی میں بھی نو، دس مرتبہ ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ ان پر ذاتی attacks کئے گئے اور ان الفاظ کو کارروائی سے حذف بھی کیا جاتا رہا ہے۔ اس مرتبہ انہوں نے یہ condition لگائی ہے کہ جب تک سینئر منسٹر صاحب اپنے الفاظ کی ہم سے معذرت نہیں کرتے اس وقت تک ہم House میں واپس نہیں آئیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر معدنیات و کان کنی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر میری کسی بات سے کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں اس کی معذرت چاہتا ہوں۔ میں سب کی عزت کرتا ہوں۔ میں نے یہ بات پاکستان اور صوبوں میں ہم آہنگی کے لئے کی ہے۔ جب وہ ایک غلط بات کر رہے تھے تو میں نے اس کے جواب میں یہ بات کہی تھی۔ بہر حال اگر ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کامران مائیکل صاحب! اب تو اپوزیشن کو House میں واپس لے آئیں، کیا انہوں نے راجہ ریاض صاحب کی بات سنی نہیں؟ اب ان کا مطالبہ پورا ہو گیا ہے لہذا ان کو House میں واپس لے کر آئیں۔ منسٹر صاحب! آپ سعید اکبر نوانی صاحب کے سوال کا جواب دے دیں۔ نوانی صاحب! میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں نے ہی یہ طے کیا تھا کہ ایک سوال پر تین سے زیادہ ضمنی سوالات نہیں کئے جائیں گے۔ آپ نے وہ بات سنی بھی ہے۔ پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔ وہ لکھا ہوا تو اب میں آپ کو دکھا نہیں سکتا۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن میرا سوال بہت ضروری تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، منسٹر صاحب آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر معدنیات و کان کنی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اصل میں یہ ضلع فیصل آباد کے حوالے سے سوال کیا گیا ہے۔ یہ پورے صوبے کا سوال نہیں ہے۔ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ضلع فیصل آباد میں عام ریت اور sand stone کی نیلامی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! On her behalf question No.654، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سیدہ ماجدہ زیدی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں منرل واٹر بنانے والے اداروں کے نام و دیگر تفصیلات

*654: سیدہ ماجدہ زیدی: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں منرل واٹر بنانے والے اداروں کے برانڈ کے نام کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مجوزہ برانڈ میں منرل نام کی کوئی چیز نہ ہے، اگر ہاں تو آیا ان پروڈکٹس کو لیبارٹری میں چیک کیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب اور معیار کے مطابق نہ ہونے کی صورت میں کیا سزا دی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین):

(الف) پنجاب میں منرل واٹر کے نام سے کوئی ادارہ پانی کو پیک نہ کرتا ہے۔ تاہم پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول (PSQCA) کے ریکارڈ کے مطابق 82 فیکٹریاں پینے والا پانی پلاسٹک کی بوتلوں میں پیک کر کے مختلف ناموں سے فروخت کر رہی ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس کے علاوہ بھی پینے کے پانی کے مختلف برانڈ مارکیٹ میں فروخت ہو رہے ہیں۔ جن کا اندراج (PSQCA) کے ریکارڈ میں نہ ہے۔ ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ (الف) میں اوپر بیان کیا گیا ہے منرل واٹر کے نام سے کوئی فیکٹری پنجاب منرل واٹر پیک نہیں کر رہی۔ پروڈکٹ کو لیبارٹری میں چیک کرنے کی ذمہ داری PSQCA کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر PSQCA لاہور کی چٹھی نمبر 787/08/CHEM/79-L)-SDC مورخہ 2008-11-04 ضمیمہ (ج) کے مطابق آج

تک کسی بھی پینے کے پانی کے برانڈ میں منرلز کی کمی نہیں پائی گئی ان منرلز کی تفصیل پینے کے پانی کو تیار کرنے والے ادارے بوتل پر تحریر کرتے ہیں۔PSQCA پینے کے پانی کو سہ ماہی بنیادوں پر سختی سے مخصوص طریق کار کے مطابق ٹیسٹ کرتے ہیں ٹیسٹ شیٹ کا نمونہ ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔مزید برآں صارفین کے حقوق و مفادات کو تحفظ اور ان کی شکایات کو جلد نمٹانے کے لئے حکومت پنجاب نے جنوری 2005 سے پنجاب تحفظ صارفین ایکٹ کے نام سے ایک قانون بنایا ہے اس پر عملدرآمد کی ذمہ داری محکمہ صنعت کی ہے۔اس قانون کے تحت صوبہ بھر میں عدالتیں اور صارف کونسلیں قائم کی گئی ہیں تاکہ صارفین کی ناقص ، غیر معیاری اور مضر صحت مصنوعات بنانے والے اداروں کے خلاف شکایات کا ازالہ کیا جاسکے۔صارفین مذکورہ مقصد کے لئے بغیر کسی کورٹ فیس کے صارف عدالتوں میں شکایات / مقدمہ درج کرا سکتے ہیں۔اس وقت پینے والے پانی تیار کرنے والے دو اداروں کے خلاف صارفین نے ڈیرہ غازی خان اور ملتان کی صارف عدالتوں میں دو مقدمات دائر کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ محمد انعام ولد حق نواز سکونتی مکان نمبر CB-133A خیابان سرور۔ڈیرہ غازی خان بنام (فلور اواٹر کمپنی) عبداللہ اینڈ سنز ہول سیل ڈیلر، فوارہ چوک، فرنیچر مارکیٹ ڈیرہ غازی خان۔

2۔ خالد اعوان ولد محمد میاں سکونتی مکان نمبر ۔ سی بی ۔ اے 133، گارڈن ٹاؤن ملتان بنام آب شفاڈرنکنگ واٹر خانیوال روڈ وہاڑی۔

ان مقدمات کا جوں ہی فیصلہ ہوا پنجاب اسمبلی کو مطلع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "پنجاب میں منرل واٹر کے نام سے کوئی ادارہ پانی کو پیک نہ کرتا ہے۔تاہم پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول (PSQCA) کے ریکارڈ کے مطابق 82 فیکٹریاں پینے کا پانی پلاسٹک کی بوتلوں میں پیک کر کے مختلف ناموں سے فروخت کر رہی ہیں۔اس کے علاوہ بھی پینے کے پانی کے مختلف برانڈ مارکیٹ میں فروخت ہو رہے ہیں جن کا اندراج (PSQCA) کے ریکارڈ میں نہ ہے۔"میرا اسی سے متعلقہ ضمنی سوال ہے کہ جن

کمپنیوں کا اندراج نہیں ہے کیا انہیں حکومت چیک کرتی ہے اور ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ہے یا نہیں؟ منسٹر صاحب kindly اس کی ذرا وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! محترمہ نے جو سوال کیا ہے اس حوالے سے وزارت صنعت نے صارفین کے حقوق کے لئے ایک صارف کورٹ قائم کی ہے کہ اگر مارکیٹ میں کوئی غیر معیاری چیزیں دستیاب ہیں اور صارفین کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو وہ اس court میں شکایت کریں۔ اس حوالے سے جن لوگوں نے اس court سے رجوع کیا ہے ہم ان لوگوں کے معاملات کو حل کر رہے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ کی اپنی بھی کوئی ذمہ داری ہے؟ کیا ان کے بھی کوئی انسپکٹرز ہیں جو کہ ان چیزوں کو چیک کرتے ہوں، periodically check کرتے ہوں، کیا ان کی production کے کوئی samples لئے جاتے ہیں یا وہ بغیر کسی checking کے اپنی مارکیٹ کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ کے محکمہ کا اس کی checking کے لئے کوئی staff ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! اس کی quality اور دیگر چیزوں کو check کرنے کے لئے "پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی" ہے جو کہ وفاق کے ماتحت ہے وہ سب کچھ check کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے محکمہ کے پاس اس حوالے سے کوئی staff نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! ہمارے پاس اس حوالے سے کوئی staff نہیں ہے۔ ہم نے صارف کورٹس قائم کی ہیں اگر ان کورٹس میں کوئی شکایت لے کر آتا ہے تو ہم اس کا ازالہ کرتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہی مسائل ہیں کہ production کی ذمہ داری کسی اور کے پاس ہے جبکہ checking کی ذمہ داری وفاق کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوچھنا آپ کا کام ہے، میرا کام نہیں ہے۔ آپ مہربانی کریں اور اپنے طور پر اس بارے میں کوئی تحرک کریں۔

رانا محمد افضل خان: میرے خیال میں اس بارے میں کوئی تحریک التوائے کار لے کر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کسی اچھے طریقے سے اس معاملے کو لے کر آئیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ "آج تک کسی بھی پینے کے پانی کے برانڈ میں minerals کی کمی نہیں پائی گئی" تو کیا پانی میں minerals قدرتی طور پر موجود ہوتے ہیں یا شامل کئے جاتے ہیں، چکوال میں بھی بہت سی ایسی factories ہیں جو کہ گھروں کے اندر پانی تیار کر کے باہر فروخت کرتی ہیں۔ کیا تمام factories خواہ وہ رجسٹرڈ ہیں یا نہیں ان میں minerals check کئے جاتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہاں پر جو products فروخت کی جاتی ہیں وہ drink water کے نام سے فروخت کی جا رہی ہیں، mineral water کے نام سے کوئی drink فروخت نہیں ہو رہی۔ دوسرا اس کی quality چیک کرنے کی ذمہ داری "پاکستان سٹینڈرز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی" کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ نے پوچھا ہے کہ کیا اس پانی میں minerals ڈالے جاتے ہیں یا قدرتی طور پر موجود ہوتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو پانی زمین کی آخری سطح سے آتا ہے اس میں تو minerals پہلے سے موجود ہوتے ہیں اگر اس کی quality بہتر نہیں ہے تو factories اپنے طور پر بھی اس میں کوئی چیز add کرتی ہوں گی مگر وہ ہمارے محکمہ سے متعلقہ نہیں ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے بیان کیا ہے کہ پانی میں minerals موجود ہوتے ہیں تو محکمے کی طرف سے یہ بالکل ایک rough attitude ہے محکمے کو اپنے attitude میں تبدیلی کرنی چاہئے جہاں minerals نہیں ہوتے اگر

وہاں پر minerals ڈالنے کا کوئی طریق کار ہے اس کو طے کیا جائے کیونکہ پورے پنجاب میں یہ mineral water کے نام سے فروخت ہو رہا ہے اور اس سے بہت سی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ اس کو check کرے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! کوئی پانی mineral water کے نام سے فروخت نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس پانی میں minerals ہوتے ہیں یا نہیں؟

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب کے اندر کہا گیا ہے کہ PSQCA لاہور کی چٹھی نمبر SDC-(L-79/CHEM/08/787 مورخہ 2008-11-04 کے مطابق آج تک کسی بھی پینے کے پانی کے برانڈ میں minerals کی کمی نہیں پائی گئی۔ یہ جواب 22۔نومبر 2008 کو موصول ہوا ہے جبکہ لاہور ہائیکورٹ کی ایک حالیہ judegment ہے جس کے مطابق 3 dozen سے زیادہ ایسی فیکٹریاں پکڑی گئی ہیں جن کا پانی inferior quality کا ہے۔ اس letter کو درست تسلیم کیا جائے یا لاہور ہائیکورٹ کی judgement کو درست تسلیم کیا جائے جو فریقین کو سننے کے بعد deliver ہوئی ہے، اور اگر یہ letter غلط ہے تو پارلیمانی سیکرٹری موصوف اس لیٹر کو جاری کرنے والی authority کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر! یہ جواب ہمیں 2008-11-04 کو موصول ہوا تھا اور کورٹ میں یہ معاملہ ایک ہفتہ پہلے چلا ہے۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ فیکٹریاں ناقص پانی بیچ رہی تھیں لیکن ہائیکورٹ نے final decision 2009 میں کیا ہے یہ bad practice تھی اور یہ لیٹر 2008-11-04 کا ہے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایسے لیٹر صرف اور صرف routine میں issue کئے جاتے ہیں اس کی enquiry کی جائے کہ جو فیکٹریاں ناقص پانی بیچنے کا کام کر رہی تھیں تو محکمے نے اس پر action کیوں نہیں لیا اور لاہور ہائیکورٹ کو اس میں کیوں مداخلت کرنا پڑی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت(جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر!یہ معاملہ Federal Government کا ہے ہمارے محکمے کے ذمہ یہ کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب Question Hour ختم ہوتا ہے۔

سینئر وزیر/وزیر معدنیات و کان کنی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت(جناب محمد تجمل حسین): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ معدنیات کی طرف سے ریت نکالنے والا رقبہ و دیگر تفصیلات

*597: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر معدنیات و کان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ معدنیات کی طرف سے ریت نکالنے کا کوئی مخصوص رقبہ یا علاقہ ہے جس پر ٹھیکیدار ٹیکس وصول کر سکتا ہے یا کسی بھی علاقہ سے اٹھائی جانے والی ریت پر ٹیکس لیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟

(ب) کیا صوبہ بھر میں اٹھائے جانے والے ریت کا ٹیکس ایک ہی ہے یا ٹھیکیدار کی صوابدید پر منحصر ہے؟

(ج) کون کون سی جگہ سے حکومت ریت اٹھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(د) کیا کسی مالک زمین کے رقبہ سے ذاتی استعمال کے لئے کوئی ریت اٹھاتا ہے یا نکلتی ہے اس پر بھی ٹیکس لیا جا سکتا ہے؟

(ہ) نیلامی ٹھیکہ کی میعاد اور مکمل طریق کار کی وضاحت فرمائی جائے؟

(و) کیا حکومت ہر سال ٹھیکہ نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اشتہارات نیلامی کے طریق کار کی وضاحت فرمائیں اور کیا ہر قومی اخبار میں اس کا اشتہار دیا جاتا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات و کان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) محکمہ معدنیات سروے آف پاکستان کی شیٹس کے مطابق مختلف رقبہ جات کے نقشے تیار کر کے ریت کی نیلامی کے لئے پیش کرتا ہے اور پٹا جات ان نقشوں کے مطابق عطا کئے جاتے ہیں۔ پٹادار عام ریت صرف اپنے الاٹ شدہ رقبہ جات سے ہی ٹیکس وصول کرنے کا مجاز ہوتا ہے اور الاٹ شدہ رقبہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ سے اٹھائی جانے والی ریت پر ٹیکس وصول کرنے کا مجاز نہ ہے۔

(ب) محکمہ معدنیات کی طرف سے ریت کے ٹیکس کا کوئی شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے۔ کیونکہ پنجاب معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 2002 میں شیڈول ریٹ کا ٹیکس ٹھیکیدار ڈیمانڈ اور سپلائی کی بنیاد پر وصول کرنے کا مجاز ہے۔

(ج) عام ریت معدن کی تعریف میں آتی ہے اور حکومت کی ملکیت ہے۔ حکومت دریاؤں، ندی نالوں اور کسی بھی دوسری جگہ، جہاں ریت دستیاب ہو، سے ریت اٹھانے کی اجازت بذریعہ ٹھیکہ دے سکتی ہے۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں بتایا گیا ہے کہ عام ریت حکومت کی ملکیت ہے۔ لہٰذا ریت چاہے کسی آدمی کی ذاتی زمین سے بھی نکلتی ہے تو اس پر محکمہ معدنیات کا ٹھیکیدار ٹیکس لینے کا مجاز ہوتا ہے۔

(ہ) عام ریت کے ٹھیکہ کی میعاد دو سال ہوتی ہے اور اس کا طریق کار یہ ہے کہ مختلف رقبہ جات کی نیلامی کا اشتہار اخبارات میں دیا جاتا ہے جس میں ہر ضلع کی تاریخیں، وقت اور جگہ نیلام کے متعلق بتایا جاتا ہے۔ حکومت نے ہر ضلع کی نیلامی کے لئے ای ڈی او (آر) یا ان کے نمائندے کی سربراہی میں ضلعی نیلام کمیٹیاں تشکیل دی ہوئی ہیں۔ جس میں محکمہ آبپاشی، محکمہ جنگلات، چیف انسپکٹر آف مائنز اور محکمہ تحفظ ماحول کے نمائندے بطور ممبر شامل ہیں اور محکمہ معدنیات کا متعلقہ آفیسر سیکرٹری نیلام کمیٹی کے طور پر شامل ہے۔ ہر رقبہ کی

کھلی نیلامی کروائی جاتی ہے۔ نیلامی سے قبل خواہشمند حضرات کو متعلقہ سیکرٹری نیلام کمیٹی کے پاس رجسٹریشن کروانی ہوتی ہے اور صرف رجسٹرڈ پارٹیاں ہی نیلام میں حصہ لے سکتی ہیں۔ نیلامی کے وقت سب سے زیادہ بولی دینے والے شخص کو موقع پر بولی کا زر چہارم جمع کروانا ہوتا ہے۔ بولی کی منظوری یا نامنظوری ڈائریکٹر لائسنسنگ (ادنیٰ معدنیات) پنجاب لاہور نے دینی ہوتی ہے۔ بولی منظور ہونے پر کامیاب بولی دہندہ کو بولی کا 25 فیصد بطور سکیورٹی بھی جمع کروانا ہوتا ہے۔ جس کے بعد اسے دو سال کا پٹا برائے نکاسی ریت الاٹ کر دیا جاتا ہے۔ نیلامی کی بقیہ رقم ٹھیکیدار کو ہر چھ ماہ کے بعد پیشگی ادا کرنی ہوتی ہے۔

(و) عام ریت کے تین ماہ کے اندر خالی ہونے والے رقبہ جات اور نئے بنائے جانے والے رقبہ جات کی اخبارات میں مشتہر کرنے کے بعد حکومت سارا سال نیلامی کراتی رہتی ہے۔ نیلامی کے اشتہارات میں نام رقبہ جات، نام ضلع، وقت نیلام، نیلامی کی جگہ، رجسٹریشن کا طریق کار اور دیگر اہم شرائط شامل کی جاتی ہیں۔ اشتہار نیلام ڈائریکٹر لائسنسنگ، محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کو بھیجتا ہے جو اسے آگے مشتہر کرنے کے لئے اخبارات کو بھیج دیتے ہیں۔ نیلامی کا اشتہار کم از کم دو قومی اخبارات میں شائع کروایا جاتا ہے۔

لاہور میں پی پی۔144 کے گنجان آباد علاقوں سے فیکٹریوں کی منتقلی

*884: جناب وسیم قادر: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں لگی فیکٹریوں کی تعداد نام، مقام اور مالکان کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) جس جس فیکٹری نے این او سی حاصل کیا اس کی تفصیل فراہم فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت این او سی حاصل نہ کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

(د) کیا حکومت پی پی۔144 کے گنجان آباد علاقوں میں فیکٹریوں کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) پی پی۔144لاہور میں142 فیکٹریاں لگی ہیں۔ نام، مقام اور مالکان کی فہرست ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب کی موجودہ صنعتی پالیسی مورخہ30۔ستمبر2002(ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)کے تحت نئی انڈسٹری لگانے کے لئے محکمہ صنعت سے این او سی لینے کی ضرورت نہ ہے۔تاہم گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر مندرجہ ذیل صنعتیں لگانے پر پابندی ہے۔

1۔ شوگر انڈسٹریز لگانے اور اس میں توسیع کرنے پر پابندی ہے۔(نوٹیفکیشن نمبرAEA-III-2003/5/3-مورخہ6۔دسمبر2006ضمیمہ (پ)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

2۔ ضمیمہ (ب)کے شیڈول(سی)میں شامل مندرجہ ذیل انڈسٹریز لگانے پر پابندی ہے۔

1. Arms and Ammunition
2. Security Printing Currency and Mints
3. High Explosive
4. Radio Active Substances
5. Alcoholic Beverages or Liquors

(ج) حکومت کی مجوزہ صنعتی پالیسی کی خلاف ورزی کرنے کی کوئی شکایت اس وقت حکومت کے پاس زیر التواء نہ ہے۔ایسی کسی شکایت کی صورت میں خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(د) محکمہ صنعت مروجہ کسی بھی قانون کے تحت ان فیکٹریوں کو بند کرنے کا حکم نہیں دے سکتا۔

صوبہ میں نمک اور کوئلہ کے ذخائر کی تفصیلات

*2541: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نمک اور کوئلہ کے ذخائر کس کس ضلع میں ہیں؟

(ب) سالانہ نمک اور کوئلہ کتنا نکالا جاتا ہے؟

(ج) نمک اور کوئلہ نکالنے کا ٹھیکہ کس طریق کار کے تحت الاٹ کیا جاتا ہے؟

(د) سال08-2007 اور09-2008 کے دوران ان ٹھیکہ جات سے کتنی رقم حکومت کو وصول ہوئی؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) نمک اور کوئلہ کے ذخائر ضلع جہلم، چکوال، خوشاب اور میانوالی (سالٹ رینج) میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع اٹک اور ڈیرہ غازی خان میں بھی کوئلے کی تلاش کے لئے پٹاجات عطا کئے گئے ہیں۔

(ب) سالانہ نمک اور کوئلہ کی نکاسی درج ذیل ہے:۔

معدنیات	سال	پیداوار
نمک	2005-06	1751293 میٹرک ٹن
	2006-07	1745669 میٹرک ٹن
	2007-08	1849199 میٹرک ٹن
	2008-09 (جولائی2008 تا جنوری2009)	1062069 میٹرک ٹن
کوئلہ	2005-06	573684 میٹرک ٹن
	2006-07	516716 میٹرک ٹن
	2007-08	553453 میٹرک ٹن
	2008-09 (جولائی2008 تا جنوری2009)	295751 میٹرک ٹن

(ج) اعلیٰ معدنیات کے پٹاجات بشمول نمک اور کوئلہ وغیرہ بمطابق پنجاب کان کنی مراعاتی قوانین2002 کے تحت عطا کئے جاتے ہیں۔ خواہشمند حضرات مجوزہ فارم برائے حصول پٹاجات بعد از ادائیگی درخواست فیس وغیرہ، فارم پر کر کے مع نقشہ جات ومالی حیثیت کے ثبوت کے ساتھ لائسنسنگ اتھارٹی (ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز) کے پاس جمع کرواتے ہیں۔ ان درخواستوں کا فیصلہ قاعدہ نمبر104 کے تحت مائنز کمیٹی "پہلے آیئے پہلے پایئے" کی بنیاد پر کرتی ہے البتہ نمک کے پٹاجات صرف اور صرف صنعتی پلانٹ جس میں نمک بطور خام مال استعمال ہو، کی بنیاد پر عطا کئے جاتے ہیں۔ پٹاداران کو معدنیات کی پیداوار پر گورنمنٹ کے منظور شدہ ریٹس پر رائیلٹی ادا کرنی ہوتی ہے۔

(د) سالانہ نمک اور کوئلہ کی آمدن درج ذیل ہے:۔

معدنیات	سال	آمدن
نمک	2007-08	-/36983980روپے
	2008-09(جولائی2008تا جنوری2009)	-/21241380روپے
کوئلہ	2007-08	-/19370855روپے
	2008-09(جولائی2008تا جنوری2009)	-/10351285روپے

ضلع لاہور میں انڈسٹریل اسٹیٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1708: **جناب محمد نوید انجم**: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی گئی ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب قائم کیا گیا تھا؟

(ج) ہر انڈسٹریل سٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے تھے؟

(د) اس وقت ان انڈسٹریل اسٹیٹس میں کتنے پلاٹ بغیر الاٹمنٹ کے پڑے ہیں، ان کے نمبرز، سائز اور انڈسٹریل اسٹیٹ کے نام بتائیں؟

(ہ) کتنے پلاٹوں پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے ان پلاٹوں کے نمبرز، سائز اور ناجائز قابضین کے نام و پتاجات بتائیں؟

(و) ناجائز قابضین سے یہ پلاٹ خالی کروانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع لاہور میں مندرجہ ذیل مقامات پر انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کی گئی ہیں:۔

1۔ قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور

2۔ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور

3۔ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروزپور روڈ لاہور

4۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر رائیونڈ روڈ لاہور

(ب)

(i) قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور 1964 میں 565 ایکڑ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(ii) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور 2004 میں 1602 ایکڑ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(iii) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروز پور روڈ لاہور 62-1961 میں 9.75 ایکڑ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(iv) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور 04-2003 میں 910 کنال 10 مرلہ رقبہ پر تعمیر کی گئی۔

(ج)

(i) قائد اعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور میں 469 پلاٹس ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
14 مرلہ	16
15 مرلہ	01
ایک کنال	62
دو کنال	149
چار کنال	88
ایک ایکڑ	102
1.5 ایک	4
دو ایکڑ	25
3 ایکڑ	9
5 ایکڑ	9
6 ایکڑ	1
7 ایکڑ	1
9 ایکڑ	1
23 ایکڑ	1
میزان	469

(ii) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں 667 پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پلاٹ سائز	تعداد
4 کنال	147
ایک ایکڑ	346
دو ایکڑ	90

تین ایکڑ	36
5ایکڑ	27
6ایکڑ	9
10ایکڑ	8
14ایکڑ	2
20ایکڑ	2
میزان	667

(iii) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروزپور روڈ لاہور میں 40 پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

پلاٹ سائز	تعداد
2کنال	12
ایک کنال	19
دس مرلے	9
میزان	40

(iv) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں 344 پلاٹس ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

پلاٹ سائز	تعداد
4کنال	55
دو کنال	110
ایک کنال	170
10مرلے	9
میزان	344

(د) قائد اعظم انڈسٹریل اسٹیٹ ٹاؤن شپ لاہور، سندر انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور، سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کوٹ لکھپت فیروزپور روڈ لاہور میں تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ خالی نہ ہے جبکہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سندر، رائیونڈ روڈ لاہور میں تمام پلاٹ قیمت کی ادائیگی پر بک ہو چکے ہیں، سول ورکس تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ صرف بجلی کا

کام ابھی باقی ہے جس کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعہ ان درخواست دہندگان کو پلاٹ الاٹ کئے جائیں گے جنہوں نے پلاٹ بک کرائے ہوئے ہیں۔

(ہ) مندرجہ بالا تمام انڈسٹریل اسٹیٹس میں کسی بھی پلاٹ پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(و) چونکہ مندرجہ بالا تمام انڈسٹریل اسٹیٹس میں کسی بھی پلاٹ پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے اس لئے کسی قسم کے اقدامات اٹھانے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع سرگودھا کی حدود میں دریائے چناب اور جہلم سے ریت نکالنے کے ٹھیکہ جات کی تفصیلات

*2542: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں دریائے چناب اور جہلم سے ریت نکالنے کے بلاک کتنے ہیں؟

(ب) ان بلاک سے ریت نکالنے کا ٹھیکہ کب کن کن افراد کو دیا گیا ان افراد کے نام، ولدیت، پتاجات بتائیں؟

(ج) ان افراد سے ریت نکالنے کے ٹھیکہ جات سے کتنی آمدن حکومت کو ہوئی؟

(د) یہ ٹھیکے کس اتھارٹی نے کس طریق کار کے تحت الاٹ کئے؟

(ہ) کیا ٹھیکے اخبارات میں تشہیر کے بعد الاٹ کئے گئے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع سرگودھا کی حدود میں دریائے چناب میں دو اور دریائے جہلم میں دو عام ریت کے بلاکس / زون گرانٹ شدہ ہیں۔

(ب) ضلع سرگودھا میں دریائے چناب اور جہلم میں نکاسی عام ریت کے ٹھیکہ جات و افراد کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) عام ریت کے ٹھیکہ جات کی میعاد دو سال ہوتی ہے اور بولی کی رقم کا زر چہارم بوقت نیلام وصول کیا جاتا ہے جبکہ بقیہ رقم ہر 6ماہ کے بعد پیشگی اقساط کی صورت وصول کی جاتی ہے۔ موجودہ ٹھیکہ جات کی کل رقم اور اب تک وصول شدہ آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

بولی کی کل رقم	آمدن جو تاحال وصول ہوئی
دریائے چناب-/9050000روپے	-/4525000روپے
دریائے جہلم-/2955000روپے	-/1377500روپے
کل-/12005000روپے	-/5902500روپے

(د) حکومت پنجاب نے پنجاب معدنی مراعاتی قواعد مجریہ 2002 کے قاعدہ نمبر 194 کے تحت ہر ضلع میں رقبہ جات عام معدنیات کی نیلامی کے لئے درج ذیل افسران پر مشتمل ضلعی نیلام کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) کی سربراہی میں مقررہ دفتر / جگہ میں نیلام عام کا انعقاد بمطابق قواعد کرتی ہے:۔

1۔	ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو)	چیئرمین
2۔	نمائندہ چیف انسپکٹر آف مائنز	(ممبر)
3۔	نمائندہ محکمہ آبپاشی	(ممبر)
4۔	نمائندہ محکمہ جنگلات	(ممبر)
5۔	نمائندہ محکمہ تحفظ ماحولیات	(ممبر)
6۔	اسسٹنٹ ڈائریکٹر / ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ معدنیات	(ممبر / سیکرٹری)

سیکرٹری ضلعی نیلام کمیٹی (اسسٹنٹ ڈائریکٹر / ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ معدنیات) نیلامی کے بعد ہر بلاک / زون کی سابقہ کیفیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی سفارشات مرتب کر کے کیس لائسنسنگ اتھارٹی کو پیش کرتا ہے۔واضح رہے کہ حکومت نے پنجاب معدنی مراعاتی قواعد مجریہ 2002 کے تحت ڈائریکٹر مائنز اینڈ منرلز کو لائسنسنگ اتھارٹی کے اختیارات تفویض کئے ہوئے ہیں۔لائسنسنگ اتھارٹی بولی کی منظوری یا نامنظوری کے احکامات صادر کرتی ہے۔ بولی کی منظوری کی صورت میں کامیاب بولی دہندہ سے بولی کی رقم کا 25 فیصد بطور سکیورٹی وصول کرنے کے بعد سیکرٹری ضلعی نیلام کمیٹی الاٹمنٹ لیٹر جاری کرتا ہے۔

(ہ) عوام الناس کی اطلاع اور تشہیر عامہ کے لئے نیلامی سے قبل اخبارات میں اشتہار شائع کئے جاتے ہیں جن میں نیلام عام میں شامل تمام رقبہ جات کے متعلق تفصیلات (نام / محل وقوع، نام معدنیات، تاریخ اور وقت نیلام) مع دیگر شرائط وضاحت سے درج کی جاتی ہیں۔ اشتہارات بابت نیلام عام میں قطعی طور پر وضاحت کی جاتی ہے کہ نیلامی سے متعلقہ تمام معلومات ڈائریکٹر لائسنسنگ یا متعلقہ سیکرٹری ضلعی نیلام کمیٹی(اسسٹنٹ ڈائریکٹر / ڈپٹی ڈائریکٹر متعلقہ دفتر) سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

دفتر ڈائریکٹر انڈسٹریز سے متعلقہ تفصیلات

*2276: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر انڈسٹری کے دفتر کے سال 07-2006 اور 08-2007 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بیان کریں؟

(ب) اس کے لاہور میں کس کس جگہ دفاتر کام کررہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر میں گریڈ 17 اور اوپر کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل بیان کریں؟

(د) ڈائریکٹر انڈسٹری کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں ان کے سالانہ اخراجات بتائیں؟

(ہ) ڈائریکٹر انڈسٹری کی ذمہ داریوں کی تفصیل بتائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) سال 07۔2006

اخراجات	301,58,394/-	روپے
آمدن (محاصل)	12,444,253/-	روپے
سال 08۔2007		
اخراجات	37,759,000/-	روپے
آمدن (محاصل)	169,644,99/-	روپے

(ب)

1۔ ہیڈکوارٹر آفس پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

2۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی)، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

3۔ دفتر چیف انسپکٹر آف بوائلر، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

4۔ دفتر انسپکٹر آف بوائلر لاہور سرکل پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور۔

(ج) ہیڈکوارٹر آفس

عہدہ	گریڈ	تعداد اسامی
ڈائریکٹر	BS-19	1
ایڈیشنل ڈائریکٹر	BS-19	1
جوائنٹ ڈائریکٹر	BS-19	1
سینئر اکانومسٹ	BS-19	1
چیف اکاؤنٹس آفیسر	BS-18	1
ڈپٹی ڈائریکٹر	BS-18	3
سٹاف اکانومسٹ	BS-18	2
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	BS-17	6
اسسٹنٹ رجسٹرار	BS-17	1
لائبریرین	BS-17	1
ریسرچ آفیسر	BS-17	2

2۔ دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر (ای اینڈ آئی پی) پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور

عہدہ	گریڈ	تعداد اسامی
ڈسٹرکٹ آفیسر	BS-18	1
ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر	BS-17	1

3۔ دفتر چیف انسپکٹر آف بوائیلر، پونچھ ہاؤس ملتان روڈ، لاہور

عہدہ	گریڈ	تعداد اسامی
چیف انسپکٹر آف بوائلر	BS-18	1
ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلر	BS-17	1

(د) ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے پاس مندرجہ ذیل گاڑیاں ہیں۔ جس کے سالانہ اخراجات برائے سال 08-2007 مبلغ۔/449,270 روپے ہیں۔

1۔ صرف ایک گاڑی نمبری LRW-5757 ڈائریکٹر انڈسٹریز جناب ضرار حیدر کے زیر استعمال ہے۔

2۔ گاڑی نمبری LZO-4069 جناب ناصر رفیق، ایڈیشنل سیکرٹری، وزیراعلیٰ ٹاسک فورس کے زیر استعمال ہے۔

3۔ گاڑی نمبری LZO-4073 ایڈیشنل ڈائریکٹر انڈسٹریز / جائنٹ ڈائریکٹر (ڈویلپمنٹ) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

4۔ گاڑی نمبر LXA-4622 ڈپٹی ڈائریکٹر (ایڈمن) اور ڈپٹی ڈائریکٹر (پلاننگ) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

5۔ گاڑی نمبری LOX-5541 ریسرچ آفیسر، لائبریرین اور لینڈ ایکوزیشن کلکٹر (انڈسٹری) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

6۔ گاڑی نمبر LOW-2422 جنرل ڈیوٹی پر ہے اور سینئر اکانومسٹ، چیف انسپکٹر آف بوائلر، ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلر، اسسٹنٹ ڈائریکٹر (پلاننگ) اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) کے سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے زیر استعمال ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب اور ضلعی آفیسرز ای اینڈ آئی پیز کے مابین رابطے کا کام ڈائریکٹر انڈسٹریز انجام دیتا ہے پنجاب کے تمام ضلعی دفاتر جو ای اینڈ آئی پی کے نام سے موجود ہیں ان کے تمام سرکاری ملازمین کے انتظامی، عمومی امور کی نگرانی کرنا ہے اور سکیل 1 تا 15 کے ملازمین کی تقرری و انضباطی قوانین کے تحت اتھارٹی / اپیلٹ اتھارٹی کے فرائض بھی انجام دیتا ہے۔

دیگر امور درج ذیل ہیں۔

1۔ صنعتی اداروں کے کوائف اکٹھا کرنا۔

2۔ ضلعی پری انویسٹمنٹ سٹڈیز شائع کرنا۔

3۔ صنعتی ڈائریکٹری شائع کرنا۔

4۔ کارخانہ داروں کو زمین کے حصول میں لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 کے تحت مدد کرنا۔

5۔ ملازمین کے سروس معاملات کے سلسلے میں قوانین پر عملدرآمد کرنا۔

علاوہ ازیں مندرجہ ذیل قوانین پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جاتا ہے۔

1۔ انڈسٹریل سٹیٹسٹکس ایکٹ 1942

2۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1860 اور مدرسہ ایکٹ 2006

3۔ پارٹنرشپ ایکٹ1932

4۔ کمپنیز آرڈیننس1984

5۔ بوائلر اینڈ پریشر ویسلز آرڈیننس2002

6۔ بوائلر ایکٹ1923

7۔ پنجاب انڈسٹریز کنٹرول ایکٹ1963

مزید برآں ڈائریکٹوریٹ جن امور کی انجام دہی کرتا ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

معدنی ترقی کارپوریشن کے ڈیلی ویجز ملازمین کو ریگولر کرنے کی تفصیلات

*4587: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ایم ڈی، معدنی ترقی کارپوریشن پنجاب کے آفس میں اس وقت کتنے ملازمین ڈیلی ویجز پر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) یہ ملازمین کتنے کتنے عرصے سے اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ان کے ناموں اور عہدہ جات سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت پنجاب ان تمام ملازمین کو فوری طور پر انہی اسامیوں پر ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(د) مذکورہ آفس میں کتنے ملازمین کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کے ناموں و عہدہ جات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے آفس میں اس وقت 167 ڈیلی ویجز ملازمین کے نام، عہدہ جات اور تاریخ تعیناتی منسلکہ کیفیت نامہ پرچم (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن میں تعینات ڈیلی ویجز ملازمین کے نام، عہدہ جات اور تاریخ تعیناتی منسلکہ کیفیت نامہ پرچم (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔

(د) مذکورہ آفس میں اس وقت تین ملازمین بنیادی سکیل نمبر 7 میں کنٹریکٹ پر تعینات ہیں۔ان کے نام اور عہدہ جات مندرجہ ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام	عہدہ
1	حافظ سلمان زاہد	جونیئر کلرک
2	عمران سلیم	جونیئر کلرک
3	عباس اسلم	جونیئر کلرک

یہ تینوں ملازمین ہمارے ان ملازمین کے بیٹے ہیں جو دوران سروس فوت ہوئے اور ان کو پنجاب سول سروسز (اے اینڈ سی ایس) رولز 1974 کے رول 17-اے کے تحت جاری کردہ ہدایات جو کہ فوت شدہ ملازمین کے خاندانوں کو ملازمت دینے سے متعلق ہیں کو مدنظر رکھتے ہوئے بھرتی کیا گیا تھا۔ ان میں سے 2 ملازمین کا کیس سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کو ان کی عمر میں کمی و بیشی جبکہ تیسرے ملازم کو گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن مورخہ 14-اکتوبر 2009 کے بعد بھرتی شدہ کو ریگولرائزڈ کرنے کے سلسلے میں ہدایات کے لئے بھیجا گیا ہے۔

ٹاؤن شپ لاہور میں ٹیکنیکل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2507: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کتنے ٹیکنیکل کالجز ہیں، نیز یہ کالجز کہاں کہاں واقع ہیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ٹاؤن شپ لاہور میں پائے جانے والے ٹیکنیکل کالجز میں کل کتنا سٹاف ہے، سٹاف کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟،

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ٹاؤن شپ لاہور میں لڑکوں کا ایک اور لڑکیوں کے تین ٹیکنیکل کالجز ہیں:-

1۔ گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر، کالج روڈ ٹاؤن شپ سکیم میں واقع ہے جس کا فون نمبر 9262141 ہے۔

2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، نزد مرحبا شادی ہال، کالج روڈ، ٹاؤن شپ میں واقع ہے جس کا فون نمبر 50-9262149 ہے۔

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، 627-سی بلاک نمبر 3، ٹاؤن شپ میں واقع ہے۔جس کا فون نمبر 5143131 ہے۔

4۔ آر ایم جی ٹی سی، گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، اندرون گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین نزد مرحبا شادی ہال، کالج روڈ، ٹاؤن شپ میں واقع ہے جس کا فون نمبر 9262153 ہے۔

(ب)

1۔ گورنمنٹ اپرنٹسز ٹریننگ سنٹر، کالج روڈ، ٹاؤن شپ سکیم میں کل سٹاف پوزیشن 76 ہے۔

2۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، نزد مرحبا شادی ہال کالج روڈ، ٹاؤن شپ میں کل سٹاف پوزیشن 70 ہے۔

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، 627-سی، بلاک نمبر 3 ٹاؤن شپ میں کل سٹاف پوزیشن 19 ہے۔

4۔ آر ایم جی ٹی سی، گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین میں کل سٹاف پوزیشن 5 ہے۔

ٹاؤن شپ میں پائے جانے والے ٹیکنیکل کالجز کے سٹاف کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ معدنیات وکان کنی ڈیلی ویجز ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4588: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ میں اس وقت کتنے آفیسرز و اہلکاران ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب دوسرے محکموں کی طرح ان کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) ان میں سے کتنے لوگوں کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعینات کیا گیا ہے؟

(د) ڈیلی ویجز پر کام کرنے والے ملازمین جن اسامیوں پر تعینات ہیں کیا وہ منظور شدہ اسامیاں ہیں اگر ہاں تو ان اسامیوں پر مذکورہ ملازمین کو ریگولر کیوں نہیں کیا جارہا؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات و کان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن میں اس وقت 167 ڈیلی ویجز ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔

(ج) مذکورہ آفس میں اس وقت تین ملازمین بنیادی سکیل نمبر 7 میں کنٹریکٹ پر تعینات ہیں۔

(د) جن اسامیوں پر ڈیلی ویجز ملازمین کام کر رہے ہیں ان میں سے 52 اسامیاں منظور شدہ ہیں جبکہ 115 اسامیاں عارضی ہیں نیز اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی وضع کردہ پالیسی پر عمل کیا جائے گا۔

پنجاب میں کامرس کالجز اور انسٹیٹیوٹ آف کامرس میں پرنسپلز کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کا مسئلہ

*3155: **ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر معدنیات و کان کنی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب میں کامرس کالجز اور انسٹیٹیوٹ آف کامرس میں پرنسپلز کی 70 سے زیادہ اسامیاں خالی پڑی ہیں، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ستمبر 2007 میں عارضی طور پر کرنٹ چارج کی بنیاد پر 20 پرنسپلز ایک سال کے لئے تعینات کئے گئے اور اسی طرح ستمبر 2008 میں بھی 20 پرنسپلز کی ایک سال کے لئے تعیناتی کی گئی، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2008 میں جنرل کیڈرز میں پنجاب حکومت نے خواتین کالجز میں سکیل نمبر 18 کی خواتین پروفیسرز کو سکیل نمبر 19 میں ترقی دے کر پرنسپلز کی اسامیاں پُر کر دی ہیں جبکہ (ٹیوٹا) کامرس کالجز اور انسٹیٹیوٹ آف کامرس کے بہت سے ادارے پرنسپلز کے بغیر انتظامی اور مالی معاملات میں رکاوٹ کا باعث بن رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے سکیل 18 کی سنیارٹی لسٹ ابھی تک جاری نہیں کی، سنیارٹی لسٹ کب تک جاری کر دی جائے گی؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک خالی اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔بی ایس۔18 کی سنیارٹی 2003-08-31 ہائیکورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر 2004/982 کے تحت چیلنج کر دی گئی جسے ہائیکورٹ نے اپنے حکم بتاریخ 2004-12-15 کے تحت غیر قانونی قرار دیا اور ہدایت کی کہ سنیارٹی لسٹ (کامرس) نئی بنائی جائے۔ آرڈرز تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔Tentative seniority list بی ایس۔18 اب 2009-07-09 کو جاری ہو چکی ہے۔اس کے فائنل ہونے پر پروموشن کیس (بی ایس۔18) سے بی ایس۔19 بنا کے ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیا جائے گا اور جونہی PSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹیں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کیونکہ ریگولر پروموشن سنیارٹی لسٹ کے بغیر (جو کہ ہائیکورٹ میں چیلنج ہو چکی تھی) نہیں کی جا سکتی تھی۔

(ج) سوال کے جز (ج) کا پہلا حصہ جنرل ایجوکیشن میں خواتین کی پروموشن بی ایس۔19 سے متعلق ہے جس کا ٹیوٹا سے تعلق نہ ہے۔

یہ درست نہ ہے کیونکہ تمام گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس برائے خواتین میں خواتین کی ریگولر پروموشن بی ایس۔19 کر کے پوسٹنگ آرڈر مورخہ 2009-09-19 کو جاری کر دیئے گئے ہیں۔ آرڈرز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(د) جی نہیں۔ یہ درست نہ ہے قواعد و ضوابط کے تحت Tentative Seniority List سینئر انسٹرکٹرز اور وائس پرنسپلز بی ایس۔18 مورخہ 2009-07-09 کو جاری ہو چکی ہے۔

(ہ) بی ایس۔18 کی Tentative Seniority List مورخہ 2009-07-09 کو جاری ہو چکی ہے اور ایک ماہ میں جو اعتراضات Tentative Seniority List پر اکٹھے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ

کرنے کے بعد فائنل سنیارٹی لسٹ جاری ہو گی جس کے بعد بی ایس۔19 کا پروموشن کیس بنا کر S&GAD کو بھیج دیا جائے گا اور ان کی پروموشن پنجاب سلیکشن بورڈ کرے گا۔

ریت نکالنے کے ٹھیکوں پر مستقل پابندی کی تفصیلات

*4694: **محترمہ نسیم لودھی:** کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ معدنیات وکان کنی کی طرف سے پنجاب بھر کی نہروں سے ریت نکالنے کے ٹھیکوں پر مستقل پابندی عائد کر دی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ٹھیکوں کے منسوخ ہونے کی وجہ سے محکمہ معدنیات کی مد میں حکومت کو کروڑوں کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ مورخہ 15-10-2009 کو محکمہ آبپاشی اور محکمہ معدنیات پنجاب کے آفیسران کی میٹنگ ہوئی جس کی صدارت جناب وزیر معدنیات و کانکنی نے کی، اور فیصلہ کیا گیا کہ نکاسی ریت سے نہروں کو پہنچنے والے نقصان کے خدشہ کے پیش نظر آئندہ سے نہروں کے ریت کے بلاکس کی نیلامی پر پابندی ہو گی۔مزید فیصلہ کیا گیا کہ نہروں میں سے جہاں پر بھل صفائی کی ضرورت ہو گی اس جگہ کی نشاندہی متعلقہ چیف انجینئر آبپاشی، ڈائریکٹر جنرل معدنیات کو کرے گا جس کو پنجاب معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 2002 کے تحت محکمہ معدنیات نیلام کر سکے گا۔میٹنگ کی کارروائی کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ معدنیات کو نہروں میں پڑنے والے عام ریت کے رقبہ جات سے سالانہ تقریباً چار کروڑ روپے موصول ہوتے تھے جبکہ محکمہ آبپاشی کے چیف انجینئرز اور سیکرٹری کے مطابق متعلقہ نہروں کو ریت کی نکاسی سے ناقابل تلافی نقصان کا خدشہ ہے۔

اس لئے جناب وزیر معدنیات وکان کنی نے متعلقہ محکموں کے اتفاق سے آئندہ نہروں کے ریت کے بلاکس پر پابندی عائد کی ہے۔

پٹرول پمپس لگانے کی تفصیلات

*3608: **جناب طاہر اقبال چودھری:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حکومت کسی بھی شہر میں شہری آبادیوں کے قریب اور گردونواح میں پٹرول پمپس لگانے کی اجازت کس طریق کار اور معیار کے تحت دیتی ہیں آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(I) پٹرول پمپ / سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے درخواست گزار آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی اسلام آباد سے سی این جی (پروڈکشن اینڈ مارکیٹنگ) رولز مجریہ 1992 کے تحت provisional لائسنس حاصل کرکے ضلعی رابطہ آفیسر کو درخواست کرتا ہے کہ اسے پٹرول پمپ / سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے۔

(II) حکومت پنجاب محکمہ صنعت کی ہدایات کے مطابق ضلعی سطح پر ضلعی رابطہ افسر کی سربراہی میں پٹرول پمپ / سی این جی سٹیشن کی کمیٹی ہے جو اپنی سفارشات ضلعی ناظم کو پیش کرتی ہے۔ کمیٹی میں متعلقہ یوٹیلٹی کمپنیوں کا نمائندہ، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو اور سول ڈیفنس آفیسر شامل ہوتے ہیں۔

(III) دفتر ضلعی رابطہ آفیسر سے درخواست کی کاپیاں ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو، ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس، واپڈا اور سوئی گیس کے محکمہ جات کو ارسال کی جاتی ہیں کہ وہ موقع ملاحظہ کرکے اپنی رپورٹیں ارسال کریں۔

(IV) مندرجہ بالا محکمہ جات سے عدم اعتراض کی رپورٹیں موصول ہونے پر کیس کو ڈسٹرکٹ پٹرول پمپ / سی این جی سٹیشن کمیٹی کی میٹنگ میں برائے منظوری پیش کیا جاتا ہے۔ کمیٹی اپنی سفارشات ضلعی ناظم کو پیش کرتی ہے۔ ان سفارشات کی روشنی میں ضلعی ناظم پٹرولیم رولز مجریہ 1973 (1)(ڈی) کے تحت پٹرول پمپ / سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے عدم اعتراض سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں۔ (پالیسی لیٹر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

ضلع بہاولپور میں ریت کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*4823: جناب ذوالفقار علی: کیا وزیر معدنیات وکان کنی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولپور میں ریت کا ٹھیکہ کتنی مالیت میں کس کس ٹھیکیدار کو دیا گیا ہے؟

(ب) فی ٹرالی ریت کی قیمت ٹھیکیدار کتنی وصول کر سکتا ہے؟

(ج) کن کن ٹھیکیداروں کے خلاف یکم جنوری2008 سے آج تک ریت کی قیمت زائد وصول کرنے کی شکایات موصول ہوئی ہیں؟

(د) محکمہ ریت کی قیمت زیادہ وصول کرنے پر کیا کارروائی ٹھیکیدار کے خلاف کر سکتا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر معدنیات وکان کنی (راجہ ریاض احمد):

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ مائنز اینڈ منرلز کی جانب سے عام ریت کے پٹا جات جن اشخاص / فرمز کو جتنی مالیت میں الاٹ کئے گئے ہیں ان کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ ٹھیکیدار ریت کی ڈیمانڈ اور سپلائی کے مطابق قیمت ریت فی ٹرالی وصول کر سکتا ہے کیونکہ عام ریت کے ٹھیکہ جات پر شیڈول ریٹ مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ تاہم اب سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 2009-11-20 (ہیومن رائٹس پٹیشن نمبر 21/2009) کے تحت حکومت کی طرف سے شیڈول ریٹ مقرر کرنے کے بعد آئندہ ادنیٰ معدنیات بشمول عام ریت کی نیلامی کی جائے گی۔

(ج) ضلع بہاولپور میں صرف ایک ٹھیکیدار لیاقت علی (پٹا عام ریت حاصل پور زون-I) کے خلاف حاصل پور میں ڈی سی او بہاولپور کی کھلی کچہری منعقدہ مورخہ 2008-08-24 میں زائد وصولی قیمت معدن کی شکایت کی گئی جس میں ڈی سی او صاحب کو تحریری طور پر بتایا گیا تھا کہ عام ریت کا کوئی شیڈول ریٹ مقرر نہ ہے۔ بعد ازاں اس بارے میں ڈی ڈی او (آر) حاصل پور کے پاس دفتر معدنیات بہاولپور کے اہلکار، پٹا دار عام ریت اور شکایت کنندہ کے درمیان میٹنگ ہوئی جس میں محکمہ معدنیات کی طرف سے وضاحت کی گئی کہ پٹا دار عام ریت طلب اور رسد کی بنیاد پر مناسب قیمت وصول کرنے کا مجاز ہے جس پر شکایت نمٹا دی گئی۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ ٹھیکیدار ریت کی ڈیمانڈ اور سپلائی کے مطابق قیمت فی ٹرالی وصول کر سکتا ہے کیونکہ عام ریت کے ٹھیکہ جات پر شیڈول ریٹ مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ تاہم اب سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 20-11-2009(ہیومن رائٹس پٹیشن نمبر 21/2009)کے تحت شیڈول ریٹ مقرر کرنے کے بعد ادنیٰ معدنیات بشمول عام ریت کا نیلام کیا جائے گا۔ شیڈول ریٹ مقرر ہونے کے بعد محکمہ معدنیات ٹھیکیداروں کے خلاف قانونی کارروائی کر سکے گا۔

لاہور فوڈ سٹیمپ سکیم میں مسلم لیگ(ق) کی خواتین ممبران کو کوٹا نہ دینے کی تفصیلات

*4052: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں فوڈ سٹیمپ سکیم کا کوٹا صرف مسلم لیگ ن کے ممبران کو دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوسری جماعتوں کے ممبران کو مذکورہ سکیم میں کوئی کوٹا نہیں دیا گیا؟

(ج) اگر جز(ب)کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پنجاب نے یہ فرق کیوں رکھا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر صنعت(چودھری عبدالغفور):

(الف) درست نہ ہے۔ بلکہ لاہور میں فوڈ سپورٹ کے تحت مستحق افراد کو ماہانہ ایک ہزار روپیہ بذریعہ منی آرڈر ادا کیا جا رہا ہے۔ البتہ بذریعہ نوٹیفکیشن نمبرPS/cmtfeel/FS-24 1019/2008/مورخہ 03-12-2008(کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)کے تحت بلا تخصیص تمام ممبران صوبائی اسمبلی بشمول مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق)، اقلیتی نمائندوں، مخصوص نشستوں پر خواتین وغیرہ کا کوٹا مقرر کیا ہے۔اسی طرح اس سکیم کے تحت خواتین(MPAs) جن کا تعلق لاہور سے ہے، ان کو بھی کوٹا دیا گیا ہے یہ کوٹا

مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (فنکشنل) اور کچھ خواتین جن کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے کو بھی دیا گیا ہے لہٰذا کوٹا دینے کے سلسلے میں کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا گیا ہے۔

فی الحال data cleansing فیملی نمبر کے اندراج اور ایسے افراد جو فوڈ سپورٹ سکیم اور بے نظیر سکیم دونوں سکیموں سے امداد حاصل کر رہے ہیں ان کے ناموں کے اخراج کی وجہ سے سکیم عارضی طور پر بند ہے اس لئے جیسے ہی سکیم دوبارہ شروع ہو گی تو تمام پارٹیوں کے ایم پی ایز اور مخصوص نشستوں پر منتخب خواتین جو کسی وجہ سے کوٹا استعمال نہیں کر سکیں ان کو بھی یہ کوٹا مہیا کر دیا جائے گا۔

(ب) درست نہ ہے۔جز(الف) کے تحت جواب دے دیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ جز(ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے کوئی تفصیل دینا درکار نہیں ہے۔

ٹیوٹا میں گریڈ 19 کی عرصہ دراز سے خالی اسامیوں کی تفصیلات

*4280: رائے صفدر عباس بھٹی: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن اور ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی پنجاب میں کمرشل انسٹیٹیوٹ /کامرس کالجز میں گریڈ 19 کی 90 عدد اسامیاں عرصہ دراز سے خالی چلی آ رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ اسامیاں پروموشن کی بنیاد پر پر کی جاتی ہیں،ان اسامیوں پر تعیناتیاں کب تک کر دی جائیں گی اور حق دار اساتذہ کو ترقی نہ دینے کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ 87 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں اور ان پر ضرورت کے تحت کرنٹ چارج کی بنیاد پر پرنسپلز اور چیف انسٹرکٹرز کی پروموشن BS-18 سے BS-19 وزیر اعلیٰ کی منظوری لے کر ایک سال کے لئے تقرری کی جاتی رہی ہے (آرڈرز تتمہ (الف) ایوان کی

میز پر رکھ دیئے گئے ہیں) سنیارٹی کے بغیر ریگولر پروموشن نہیں کی جا سکتی کیونکہ BS-18 کی سنیارٹی 31-08-2003 کو کورٹ میں رٹ پٹیشن نمبر 982/2004 کے تحت چیلنج کر دیا گیا ہائیکورٹ نے اپنے حکم بتاریخ 15-12-2004 کو سنیارٹی BS-18 کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا کہ سنیارٹی BS-18 (کامرس) نئی بنائی جائے۔ آرڈرز تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں)۔اب جبکہ ante dated پروموشن Tier-4 کے تحت 2009 میں مکمل ہو گئی ہے۔Tentative Seniority بی ایس۔18 مورخہ 09-07-2009 کو جاری ہو چکی ہے اور اعتراضات موصول ہو گئے ہیں جن کا فیصلہ کیا جانا ہے کیونکہ فدا حسین ملک (وائس پرنسپل) ڈی ایم بھکر، اعجاز رسول وائس پرنسپل جی آئی سی شاہ پور صدر اور گلریز ضیاء وائس پرنسپل جی سی سی کوٹ لکھپت لاہور کو انٹی ڈیٹ پروموشن 14-11-1992 سے دی گئی جس کو 27-05-2009 کی ڈی پی سی نے withdraw کر لیا جس کے آرڈرز 02-07-2009 کو جاری ہوئے۔ آرڈرز تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں) انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ 02-07-2009 کے آرڈرز withdraw کئے جائیں۔14-11-1992 سے انٹی ڈیٹ پروموشن بحال کی جائے اور ان کو سنیارٹی میں پروموٹی سے اوپر رکھا جائے۔ فدا حسین ملک (وائس پرنسپل) ڈی ایم بھکر کو پرسنل ہیرنگ کا موقع دیا گیا اور اب ان کے کیس میں سیکرٹری ریگولیشن سے مورخہ 12-09-2009 کو ایڈوائس مانگ لی گئی ہے۔ایڈوائس آنے پر اعتراضات کا فیصلہ کر کے سنیارٹی فائنل ہونے پر پروموشن کیس (BS-18) سے (BS-19) بنا کر ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیا جائے گا اور جو نہی PSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹیں پر کر دی جائیں گی۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ یہ اسامیاں پروموشن کی بنیاد پر پُر کی جاتی ہیں اور سنیارٹی فائنل ہونے پر ان کا پروموشن کیس (BS-18) سے بی ایس (BS-19) بنا کر ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیج دیا جائے گا اور جونہی PSB-II ان کی پروموشن کرے گی پرنسپلز کی خالی پوسٹوں پر تعیناتیاں جلد از جلد کر دی جائیں گی کیونکہ ریگولر پروموشن سنیارٹی لسٹ کے

بغیر (جو کہ ہائیکورٹ میں چیلنج ہو چکی تھی) نہیں کی جا سکتی تھیں۔سنیارٹی لسٹ 2009-07-09 کو دوبارہ جاری کی گئی جو کہ متنازعہ ہو چکی ہے۔

فیصل آباد میں انڈسٹریل اسٹیٹ کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4283:خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں کتنی انڈسٹریل اسٹیٹ کس کس جگہ کب کتنے رقبے پر قائم کی گئی تھیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے تھے؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک خالی پڑے ہیں ان پلاٹوں کے نمبر اور انڈسٹریل اسٹیٹ کا نام بتائیں؟

وزیر صنعت (چوہدری عبدالغفور):

(الف)

1۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن (PSIC) نے فیصل آباد میں 1980 میں ایک ہی سمال انڈسٹریل اسٹیٹ 244 ایکڑ رقبہ پر قائم کی جو کہ چک نمبر 2/7،2/8 نلکا کوہالہ روڈ پر واقع ہے۔

2۔ فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی (FIEDMC) کے زیر انتظام دو انڈسٹریل اسٹیٹس فیصل آباد میں قائم کی گئی ہیں۔

I) ویلیو ایڈیشن سٹی کھرڑیانوالہ، ساہیانوالہ روڈ پر 215 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔اس انڈسٹریل اسٹیٹ کی تعمیر 2004 میں شروع ہوئی اور 2008 میں مکمل ہوئی۔

II) M-3 انڈسٹریل سٹی موٹروے پر دارالاحسان انٹر چینج پر 4500 ایکڑ پر محیط انڈسٹریل اسٹیٹ ہے اس کی تعمیر کا آغاز 2007 میں ہوا۔

(ب)

1۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام سمال انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں:-

سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
کیٹیگری اے 4 کنال	149
کیٹیگری بی، 2 کنال	185

کیٹیگری سی،ایک کنال	183
کیٹیگری ڈی،10مرلے	366
کیٹیگری ای،7مرلے	137
ٹوٹل پلاٹ	1020

2۔ فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی(FIEDMC) کے زیر انتظام قائم کی گئی انڈسٹریل اسٹیٹس میں مندرجہ ذیل سائز کے پلاٹ بنائے گئے ہیں۔

(i) ویلیو ایڈیشن سٹی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
1	2ایکڑ	29
2	ایک ایکڑ	63
3	1/2ایکڑ	33
	ٹوٹل پلاٹ	125

(ii) M-3انڈسٹریل سٹی

فیز ون اے

نمبر شمار	سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
1	15ایکڑ سے25ایکڑ	5
2	10ایکڑ سے15ایکڑ	30
3	5ایکڑ سے10ایکڑ	16
4	2ایکڑ سے5ایکڑ	11
	ٹوٹل پلاٹ	62

فیز ون بی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	تعداد پلاٹ
1	3ایکڑ سے 12ایکڑ	53

(ج)

(i) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر انتظام سمال انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد میں 1017 پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں۔تین پلاٹ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے منسوخ کئے ہیں اور ان کے سابقہ الاٹیز نے محکمہ کے خلاف مختلف عدالتوں میں کیس دائر کر رکھے ہیں۔ ان پلاٹوں کے نمبر کیٹیگری بی-540 ایک پلاٹ رقبہ 2 کنال اور کیٹیگری ای میں نمبر890 اور904دو(2)پلاٹ رقبہ 7 مرلہ پر محیط ہیں۔

(ii) فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی (FIEDMC) کے تحت فیصل آباد میں قائم کردہ انڈسٹریل اسٹیٹس میں الاٹ شدہ اور خالی پلاٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ویلیو ایڈیشن سٹی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	کل پلاٹ	الاٹ شدہ	خالی پلاٹ	زون	خالی پلاٹ نمبر
1	2ایکڑ	29	22	7	میڈاپ زون	7a
					نٹڈ گارمنٹس زون	1a
					متفرق	4a
					انجینئرنگ	4a,3a,2a,1a
2	ایک ایکڑ	63	63	-	-	-
3	½ایکڑ	33	28	5	ووون گارمنٹس زون	3c,1c
					نیو ایریا پیکجنگ زون	11 c, 10 c, 7 c

M-3انڈسٹریل سٹی

فیز ون اے

نمبر شمار	سائز پلاٹ	کل پلاٹ	الاٹ شدہ	خالی پلاٹ	خالی پلاٹ نمبر
1	15سے25ایکڑ	5	0	5	54،53،48،46،45
2	10سے15ایکڑ	30	3	27	1،4،5،6،13،14،15،16،23تا41
3	5سے10ایکڑ	16	1	15	43،49،50،55تا66
4	2سے5ایکڑ	11	3	8	8تا12،17،51،52

فیز ون بی

نمبر شمار	سائز پلاٹ	کل پلاٹ	الاٹ شدہ	خالی پلاٹ	خالی پلاٹ نمبر
1	3سے12ایکڑ	53	11	42	B3, B1A, 22, 21, B11, B8, B7, B6, B4تاB30،B34تاB47

ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4288: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے کتنے ادارے ہیں یہ کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان اداروں میں کس کس skill میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(ج) ان میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

(د) ان اداروں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ٹیوٹا کے کل اداروں کی تعداد 21 ہے۔جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

تحصیل فیصل آباد	11عدد
تحصیل جڑانوالہ	03عدد
تحصیل سمندری	03عدد
تحصیل تاندلیانوالہ	02عدد
تحصیل چک جھمرہ	02عدد

(ب)

(i) بی ٹیک (الیکٹریکل اور الیکٹرونکس)

(ii) تین سالہ ڈپلومہ ان ایسوسی ایٹ انجینئرز

(iii) تین سالہ ڈپلومہ ان ڈریس ڈیزائننگ اینڈ ڈریس میکنگ

(iv) دو سالہ ڈپلومہ

(v) بی کام، ڈی کام، آفس منیجمنٹ، دیگر شارٹ کورسز

(ج) ان اداروں میں 5374 طلباء زیر تربیت ہیں۔

(د) سال 08-2007 کے دوران اداروں کے اخراجات -/147,732,318 روپے اور سال 09-2008 کے دوران اداروں کے اخراجات -/181,665,647 روپے ہیں۔

تحصیل بورے والہ میں ٹیکنیکل اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4329: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل بورے والہ میں کتنے ٹیکنیکل ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں ان اداروں کے نام اور جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ان اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس skill کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) ان اداروں میں کہاں تک تعلیم دی جاتی ہے؟

(ہ) ان اداروں میں طالب علموں سے کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(و) کیا غریب اور مستحق طلباء کو فیس میں رعایت دی جاتی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) تحصیل بورے والہ میں ٹیوٹا کے زیر اہتمام 4 ٹیکنیکل ادارے کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ چک نمبر 507/ای بی بورے والہ

2۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس، چونگی نمبر 5 ملتان روڈ بورے والہ

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) عظیم آباد، بورے والہ

4۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر، میاں ٹاؤن چیچہ وطنی روڈ بورے والہ

(ب)

1-	گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والہ	536
2-	گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والہ	858
3-	گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین)	192
4-	گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر	40

(ج)

1۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والہ

(الف) ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجینئر، الیکٹریکل، الیکٹرونکس، ٹیلی کمیونیکیشن

(ب) بی ٹیک، الیکٹریکل، الیکٹرونکس

2۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والہ

(الف) ڈپلومہ آف کامرس (ڈی کام)

(ب) بیچلر آف کامرس (بی کام)

(د) ڈپلومہ آف بزنس ایڈمنسٹریشن (ڈی بی اے)

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) بورے والہ

(الف) ووکیشنل سرٹیفکیٹ (ایک سال)

(ب) ووکیشنل ڈپلومہ (دو سال)

شارٹ کورسز

ڈومیسٹک ٹیلرنگ (تین ماہ)بیوٹیشن (تین ماہ)ہینڈ ایمبرائیڈری (تین ماہ)مشین ایمبرائیڈری (تین ماہ)،

فیبرک پرنٹنگ (تین ماہ)

4۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر بورے والا

(الف) ویلڈنگ (چھ ماہ)

(ب) آٹو اینڈ فارم مشینری (چھ ماہ)

(ج) ٹرنر (چھ ماہ)

(د) الیکٹرک وائرنگ ٹیکنیشن (چھ ماہ)

(د) 1۔ گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ بورے والہ بی ٹیک تک تعلیم دی جاتی ہے۔

2۔ گورنمنٹ کالج آف کامرس بورے والہ بی کام تک تعلیم دی جاتی ہے۔

3۔ گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ (خواتین) بورے والہ، دو سالہ ڈپلومہ

4۔ گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر بورے والہ، چھ ماہ کے تربیتی کورسز

(ہ) فیس سالانہ کی بنیاد پر وصول کی جاتی ہے تاہم سوال کے مطابق ماہانہ شرح فیس درج ذیل ہے:-

1۔	بی ٹیک فیس	606/- روپے
2۔	ڈی اے ای فیس	393/- روپے
3۔	بی کام فیس	500/- روپے
4۔	ڈی کام فیس	340/- روپے
5۔	ڈی بی اے فیس	340/- روپے
6۔	ووکیشنل سرٹیفکیٹ (خواتین) فیس	79/- روپے
7۔	ووکیشنل ڈپلومہ (خواتین) فیس	58/- روپے
8۔	ٹریڈ سرٹیفکیٹ (چھ ماہ) فیس	99/- روپے

(و) جی ہاں! ادارے کے قوانین کے مطابق دی جاتی ہے۔ جس کے مطابق پرنسپل دس فیصد مستحق طلباء کی مکمل یا آدھی ٹیوشن فیس میں رعایت دے سکتا ہے۔

ضلع لودھراں میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا مسئلہ

*4450: **میاں محمد شفیق ارائیں**: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع لودھراں میں کوئی سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت ضلع لودھراں میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ اور اس کے دفاتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع لودھراں میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قائم نہیں کی گئی کیونکہ لودھراں خانیوال ہائی وے پر ایک سمال انڈسٹریل اسٹیٹ مہر شاہ سٹیشن کے قریب واقع ہے۔

(ب) لودھراں میں سمال انڈسٹریز اسٹیٹ کے قیام کے لئے اس وقت کوئی تجویز نہ ہے۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے خانیوال لودھراں ہائی وے پر موجود انڈسٹریل اسٹیٹ سے لودھراں کے لوگ بھی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ضلع قصور میں انڈسٹریل اسٹیٹس کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*4522: **ملک اختر حسین نول**: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنی انڈسٹریل اسٹیٹس کس کس جگہ کب کتنے رقبہ پر قائم کی گئی تھیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے تھے؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک خالی پڑے ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع قصور میں 1998 میں ایک سیلف فنانس بنیاد پر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ موضع اقبال نگر 8۔ کلومیٹر فیروزپور روڈ پر 645 کنال رقبہ پر قائم کی گئی۔

(ب) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قصور میں 326 پلاٹ مندرجہ ذیل کیٹیگری کے بنائے گئے ہیں۔

کیٹیگری	سائز پلاٹ	تعداد
کیٹیگری "A"	دو کنال	87

کیٹیگری "B"	ایک کنال	156
کیٹیگری "C"	10۔مرلہ	62
کیٹیگری "D"	مختلف سائز	21
	میزان	326

(ج) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ قصور میں تمام کے تمام 326 پلاٹ آلاٹ ہو چکے ہیں اور کوئی پلاٹ برائے الاٹمنٹ خالی نہ ہے۔

فوڈسٹیمپ سکیم دوبارہ شروع کرنے کی تفصیلات

*4669: **محترمہ سیمل کامران:** کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت فوڈسٹیمپ سکیم کو دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ صوبے کے غریب اور نادار عوام کو مالی امداد دینے کے لئے حکومت پنجاب نے "پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم" کا آغاز کیا ہے جس میں صوبہ پنجاب کے لاکھوں مستحق خاندانوں کو ایک ہزار روپے ماہوار کے حساب سے امداد ان کے گھر کی دہلیز پر بذریعہ منی آرڈر فراہم کی جارہی ہے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کو صاف و شفاف بنانے کے لئے حکومت نے بہت سے اقدامات کئے جن میں حقداروں کی نشاندہی کے لئے الگ الگ محکموں اور اداروں کو استعمال کیا جارہاہے تاکہ اس سکیم سے صرف مستحق افراد فائدہ اٹھائیں۔ فی الحال data cleansing فیملی نمبر کے اندراج اور ایسے افراد جو فوڈ سپورٹ سکیم اور بے نظیر، دونوں سکیموں سے امداد حاصل کر رہے ہیں، ان کے ناموں کے اخراج کی وجہ سے سکیم عارضی طور پر بند ہے۔ سکیم کے اگلے مرحلہ میں صرف destitute کیٹیگری جس میں مستحقین کی تعداد تقریباً ساڑھے تین لاکھ بنتی ہے۔ باقی کے تقریباً دس لاکھ مستحقین کو مستقل بحال کرنے کے لئے پروگرام وضع کئے جارہے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت امداد حاصل کرنے والوں کو TEVTA اور PVTC اداروں کے ذریعے مختلف

شعبوں میں تربیت دے کر کاروبار یا نوکری کے قابل بنایا جائے گا۔ اس سکیم کو جلد ہی دوبارہ جاری کیا جا رہا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ صنعت کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4800: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ صنعت کے ضلع گوجرانوالہ میں کس کس جگہ دفاتر قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے انچارج صاحبان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) ان دفاتر کے سال 08-2007 اور 09-2008 کے بجٹ کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(د) کتنی رقم ان سالوں کے دوران اس ضلع میں ترقیاتی مقاصد پر خرچ ہوئی، ان ترقیاتی کاموں کی تفصیل بتائیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) محکمہ صنعت کے ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل دفاتر ہیں۔

(1) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل دفاتر قائم ہیں:۔

(i) ریجنل آفس پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

(ii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔1 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

(iii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

(iv) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔3 (EPZ) مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چندوالا گوجرانوالہ

(2) پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل دفاتر ہیں۔

(i) ڈسٹرکٹ کنزیومر کورٹ، DC۔ 28 روڈ، بالمقابل رائل کالج آف کامرس گوجرانوالہ

(ii) ڈسٹرکٹ کنزیومر پروٹیکشن کونسل، کچہری روڈ بالمقابل ضلع کونسل جلیل پلازہ گوجرانوالہ۔

(3) ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے ضلع گوجرانوالہ میں درج ذیل دفاتر ہیں۔

(i) محکمہ صنعت کا ضلعی دفتر (ڈسٹرکٹ آفیسر انٹرپرائز اینڈ انویسٹمنٹ پروموشن) ڈیلٹا روڈ، شریف کالونی گلی نمبر 3، نزد الکبیر یونیورسل ہائی سکول گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

(ب) گوجرانوالہ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر تحت دفاتر کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

i۔ ریجنل آفس پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

نام	عہدہ	گریڈ
جناب محمد اسلم	ریجنل ڈائریکٹر	بی پی ایس۔19

ii۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔1 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
مقصود احمد علوی اسسٹنٹ بی پی ایس۔14

iii۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ
جناب محمد عمر اسسٹنٹ ڈائریکٹر بی پی ایس۔16

iv۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔3 (EPZ) مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چند والا گوجرانوالہ

V۔ جناب طارق محمود ڈپٹی ڈائریکٹر بی پی ایس۔17

(2) گوجرانوالہ میں پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے زیر تحت دفاتر کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

(i) ڈسٹرکٹ کنزیومر کورٹ: صہیب احمد رومی، پریزائڈنگ آفیسر (ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج) گریڈ۔21

(ii) ڈسٹرکٹ کنزیومر پروٹیکشن کونسل: عاصم علی اعوان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر لیگل، گریڈ۔17

(3) گوجرانوالہ میں ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے زیر تحت دفاتر کے انچارج کا نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔

(i) دفتر ضلعی آفیسر (انٹر پرائز اینڈ پروموشن انویسٹمنٹ) گوجرانوالہ جناب بشیر احمد نواز، ڈسٹرکٹ آفیسر (انٹر پرائز اینڈ پروموشن انویسٹمنٹ)(گریڈ۔18)

(ج) گوجرانوالہ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے زیر تحت دفاتر کے بجٹ کی تفصیل برائے سال 08۔2007 اور 09۔2008 درج ذیل ہے۔

(i) ریجنل آفس پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ۔ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔1 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ، ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ، ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iv) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اسٹیٹ نمبر۔3(EPZ) مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چندوالا گوجرانوالہ، ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے زیر تحت دفاتر کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) ڈسٹرکٹ کنزیومر کورٹ گوجرانوالہ 08۔2007 ضمیمہ (ڈ) 09۔2008 ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ کنزیومر پروٹیکشن کونسل گوجرانوالہ۔08۔2007 ضمیمہ (ڑ) 09۔2008 ضمیمہ (ز) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(3) گوجرانوالہ میں ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے زیر تحت دفاتر کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔08۔2007 اور 09۔2008 ضمیمہ (س) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ترقیاتی کاموں کے مقاصد کے لئے مندرجہ ذیل رقم مختلف لون سکیموں کی مد میں خرچ کی:

(i) سی این جی گرین رکشا سکیم: 26.483 ملین

(ii) مائیکرو فنانس روزگار سکیم: 4.550 ملین

(iii) ایس ایم ای 200 ملین 19.400 ملین

(iv) ایس ایم ای 300 ملین 1.000 ملین

(v)کسٹمائزڈ قرضہ کی سکیم برائے کرافٹ بیسڈ ٹیکسٹائیل ہینڈلوم انڈسٹری0.450ملین
(vi)کاسہ(CASA)1.507ملین

(2) پنجاب کنزیومر پروٹیکشن کونسل کے زیر تحت گوجرانوالہ میں کسی دفتر کو سابقادو سالوں کے دوران ترقیاتی مد میں کوئی بجٹ نہیں دیا گیااور نہ ہی کوئی ترقیاتی سکیم زیر عمل رہی۔

(3) ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز کے زیر تحت ضلعی آفس (انٹر پرائز اینڈ انویسٹمنٹ پروٹیکشن) گوجرانوالہ میں سابقادو سالوں کے دوران ترقیاتی مد میں کوئی بجٹ نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی ترقیاتی سکیم زیر عمل رہی۔

ضلع گوجرانوالہ میں قائم انڈسٹریل اسٹیٹس کی تفصیلات

*4801: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر کب قائم ہوئی؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے ہیں، تفصیل انڈسٹریل اسٹیٹ وار بتائیں؟

(د) ان میں کس کس قسم کی فیکٹریاں اور کارخانے لگے ہوئے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت گوجرانوالہ شہر کے گردونواح میں مزید انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل سمال انڈسٹریل اسٹیٹ واقع ہیں:۔

1۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر۔1 جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

2۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر۔2 نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ

3۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر۔3(EPZ) مین جی ٹی روڈ نزد قلعہ چند گوجرانوالہ

(ب) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر1۔ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سال 1967 میں 103 ایکڑ 5 مرلہ رقبہ پر قائم ہوئی۔

2۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر 2نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ سال 1987 میں106ایکڑ 15مرلہ رقبہ پر قائم ہوئی۔

3۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر3(EPZ)مین جی ٹی روڈ چنددا قلعہ گوجرانوالہ سال 2007 میں113ایکڑایک مرلہ رقبہ پر قائم ہوئی۔

(ج)

1۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر1جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ ہیں۔

کیٹیگری	4کنال	2کنال	1کنال	10مرلہ
	86	104	116	10

2۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر2نزد کھیالی بائی پاس روڈ گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ ہیں۔

کیٹیگری	4کنال	2کنال	1کنال	10مرلہ	7مرلہ
	67	82	146	148	108

3۔ سمال انڈسٹریز اسٹیٹ نمبر3(EPZ)مین جی ٹی روڈ نزد چنددا قلعہ گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ ہیں۔

کیٹیگری	4کنال	2کنال	1کنال	10مرلہ
	96	48	25	43

(د) مندرجہ بالا سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں مندرجہ ذیل قسم کی فیکٹریاں اور کارخانے چل رہے ہیں:۔

سٹیل کاسٹنگ۔ آٹو پارٹس۔لیدر گارمنٹس۔کیمیکل۔فرنیچر۔فوڈ پروسیسنگ۔سینٹری فٹنگ۔سرامکس۔ پلاسٹک انڈسٹری۔سٹیل ری رولنگ۔فرنس۔ماربل۔متفرق۔

(ہ) ہاں۔حکومت مزید انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلہ میں جگہ کی تلاش جاری ہے۔

ضلع حافظ آباد میں کمرشل کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4821: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے کمرشل کالجز ہیں، ان میں اساتذہ کی تعداد منظور شدہ کتنی ہے اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟
(ج) مذکورہ کالجوں میں اس وقت کتنے طلباء زیر تعلیم ہیں؟
(د) کیا حکومت ضلع ہذا میں مزید کمرشل کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کتنے اور کہاں کہاں اور کب تک؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع حافظ آباد میں ایک سرکاری کمرشل تعلیم کا ادارہ ہے۔ جس کا نام گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس ہے۔ اس میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد 11 ہے۔ ایک سینئر انسٹرکٹر بی ایس۔18 اور ایک انسٹرکٹر انگلش لینگوئج بی ایس۔17 کی اسامیاں خالی ہیں۔
(ب) سینئر انسٹرکٹر کی پوسٹ پروموشن پوسٹ ہے جبکہ انسٹرکٹر انگلش لینگوئج کی پوسٹ کے لئے عنقریب اشتہار دے دیا جائے گا۔ قبل ازیں بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے خالی اسامیوں کو پُر کرنے میں تاخیر ہوئی۔
(ج) اس وقت کمرشل کالج میں 207 طلباء زیر تعلیم ہیں۔
(د) ٹیوٹا مستقبل قریب میں ضلع ہذا میں کوئی کمرشل کالج بنانے کا فی الحال ارادہ نہیں رکھتی۔

بہاولپور میں انڈسٹریل اسٹیٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4822: **حاجی ذوالفقار علی:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولپور میں کس کس جگہ انڈسٹریل اسٹیٹس ہیں ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبے پر مشتمل ہے؟
(ب) بہاولپور میں کتنے کارخانے / فیکٹریاں کہاں کہاں چل رہی ہیں، ان کے اور مالکان کے نام بتائیں؟
(ج) کیا حکومت اس ضلع میں مزید انڈسٹری لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) بہاولپور میں پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ایک انڈسٹریل اسٹیٹ ملتان روڈ پر 51 ایکڑ14 مرلہ رقبہ پر قائم کی ہے۔

(ب) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں49 فیکٹریاں قائم ہیں اور ان کی لسٹ مالکان کے نام منسلکہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) اس وقت بہاولپور میں نئی انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری بہاولپور نے 375 ایکڑ رقبہ /زمین کے حصول کے لئے موضع آغاپور تحصیل و ضلع بہاولپور کو تجویز کیا ہے۔

حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی عدالتوں کے مسائل

*5095: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں حقوق صارفین کے لئے بنائی گئی عدالتیں بوسیدہ عمارتوں، ناکافی عملہ اور فنڈز کے باعث مشکلات کا شکار ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بیان کردہ مسائل کے حل کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) لاہور میں حقوق تحفظ صارفین کے لئے بنائی گئی عدالت گورنمنٹ بلڈنگ (برائے ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز پنجاب) واقع پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ لاہور میں ہے۔یہ درست ہے کہ یہ عمارت قریباً ایک صدی پہلے تعمیر کی گئی تھی اس لئے جگہ جگہ سے اس کی حالت خستہ ہے۔تاہم فنڈز مبلغ-/1057065 روپے سالانہ 10-2009 برائے کرایہ صارف عدالت مہیا کئے گئے ہیں اور یہ معزز پریزائیڈنگ کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ اگر عمارت عدالت کے لئے ناکافی ہے یا موزوں نہیں ہے تو متعلقہ فنڈز کی حدود میں رہتے ہوئے عدالت کو کسی اور مناسب/موزوں عمارت (پرائیویٹ) میں منتقل کرلیں۔علاوہ ازیں، عملہ کی تعداد گورنمنٹ سے منظور شدہ تعداد کے مطابق ہے۔ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا

ہے مزید برآں فنڈز مبلغ -/5385755 روپے برائے سال 10-2009 مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ تاہم اگر ہاؤس صارف عدالت کے لئے جگہ اور فنڈز مہیا کر دے تو حکومت فوری طور پر نئی عمارت برائے صارف عدالت تعمیر کر سکتی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

ٹیوٹا کے کنٹریکٹ ملازمین کو ریگولر کرنے کا مسئلہ

*5256: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اس سال اکتوبر میں جو کنٹریکٹ ملازمین ریگولرائز کئے ہیں اس میں ٹیوٹا کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا حکومت ٹیوٹا کے ان کنٹریکٹ ملازمین کو بھی مستقل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے اور اگر رکھتی ہے تو کب تک اس پر عملدرآمد کا امکان ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ بات درست ہے کہ اکتوبر میں جو کنٹریکٹ ملازمین ریگولر کئے گئے تھے اس میں ٹیوٹا کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل نہیں کیا گیا۔

(ب) ٹیوٹا ایک سپیشل انسٹیٹیوشن ہے جو 1999 میں ایک آرڈیننس کے تحت وجود میں آیا۔ ٹیوٹا کے تمام کنٹریکٹ ملازمین ٹیوٹا کی اپنی کنٹریکٹ پالیسی کے تحت بھرتی کئے گئے تھے۔ اس ضمن میں سیکرٹری ریگولیشن ونگ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی رائے میں کنٹریکٹ ملازمین ٹیوٹا نے چونکہ اپنی ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت بھرتی کئے ہیں نہ کہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کی کنٹریکٹ پالیسی 2004 کے تحت اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ مورخہ 2009-10-14 والا نوٹیفکیشن ٹیوٹا پر لاگو نہیں ہوتا۔

چیئرمین فنی تعلیمی بورڈ لاہور کی اسامی کو پُر کرنے کی تفصیلات

*5291: جناب شاہد محمود خان: کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چیئرمین فنی تعلیمی بورڈ لاہور کی اسامی پُر کرنے کے لئے اشتہار مورخہ 08-05-01 میں انجینئرنگ اور کامرس کی تعلیم کو شامل کیا گیا تھا اب 09-12-06 کے اشتہار میں متذکرہ تعلیم کو کیوں نظر انداز کیا گیا جبکہ ٹیوٹا میں ملازمین کی اکثریت کا تعلق انجینئرنگ اور کامرس کے مضامین سے ہے، اس طرح کیاملازمین کی اکثریت کی حق تلفی نہیں کی گئی؟

(ب) انتظامی تجربہ 20 سال سے گھٹا کر 08 سال کیوں کیا گیا کیا من پسند فرد کو نوازنے کی یہ کوشش نہیں؟

(ج) کیا چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے رٹ نمبر BWP/09 1684 کے فیصلہ مورخہ 10/07/09 میں دوبارہ اشتہار دینے اور کوالیفکیشن تبدیل کرنے کی اجازت دی تھی اگر نہیں تو پھر ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر صنعت (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ چیئرمین فنی تعلیمی بورڈ لاہور کی اسامی پر کرنے کے لئے انجینئرنگ اور کامرس کی تعلیم کو مورخہ 2008-05-01 کے اشتہار میں شائع کیا گیا تھا، یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 2009-12-06 کے اشتہار میں انجینئرنگ اور کامرس کی تعلیم کو شامل نہیں کیا گیا تاہم ایم بی اے / ایم پی اے / ایجوکیشن / سائنس مضامین میں ماسٹر ڈگری کو شامل کیا گیا، اور یہ مسئلہ لاہور ہائیکورٹ کے سامنے پیش ہوا اور معزز عدالت عالیہ نے اس تعلیمی قابلیت کو مسترد نہیں کیا۔ ایسا کرنے سے کسی ملازم کی حق تلفی نہیں کی گئی۔

(ب) ممکنہ امیدواروں کی تعداد بڑھانے اور مذکورہ پوسٹ کے لئے بہتر سے بہتر امیدوار کی تلاش کے لئے یہ قدم اٹھایا گیا۔ یہ فیصلہ من پسند افراد کو موقع دینے کے لئے نہ کیا گیا۔

(ج) یہ نکتہ Cr.org.1577-W-09 میں اٹھایا گیا جس میں معزز عدالت عالیہ نے نئے اشتہار کو مسترد نہ کیا (فیصلہ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم Call Attention Notice لیتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب insist کر رہے ہیں کہ راجہ صاحب نے لغاری خاندان کو غدار کہا ہے جب تک وہ لغاری خاندان کے بارے میں معذرت نہیں کریں گے ہم واپس نہیں آئیں گے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے صرف فاروق لغاری کا کہا تھا کیونکہ اس نے پارٹی سے غداری کی ہے۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب اور ملک صاحب جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لے آئیں۔ راجہ صاحب نے اپنے الفاظ withdraw کئے ہیں اور معذرت کی ہے وہ اس سے زیادہ اور کیا کروانا چاہتے ہیں؟

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے لغاری خاندان کا نہیں کہا، میں لغاری خاندان کی عزت کرتا ہوں وہ میرے لئے قابل احترام ہیں، اگر کسی کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ ابھی بھی نہیں سن رہے۔ میرے خیال میں وہ کہیں باہر تو نہیں چلے گئے؟۔۔۔ بیٹھے ہیں۔ حسن مرتضیٰ شاہ! آپ بھی جائیں اچھا کردار ادا کریں اور ہمارے اپوزیشن کے ساتھیوں کو لے کر آئیں۔ نوید انجم صاحب کا Call Attention Notice ہے۔۔۔ Not present اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کو کل کے لئے pending نہ فرمائیں کیونکہ اس پر میری موجودگی میں mover, aggrieved party and investigating officer کی discussion ہو گئی ہے اور ان کو واضح طور پر instructions دے دی گئی ہیں کہ اس معاملے کو پورے بھرپور انداز سے investigate کریں، ملزمان کو arrest کریں اور mover اور aggrieved party بھی satisfied ہیں لہذا اس کو disposed of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، disposed of اگلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ ثمینہ خاور حیات کا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بھی same position ہے۔

(اس مرحلہ پر محترمہ ثمینہ خاور حیات اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پیش کرنے کے لئے
عارضی طور پر بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب سپیکر: بائیکاٹ ختم ہو گیا ناں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں ایک ماں کے لئے آئی ہوں اگر اس ماں کے لئے میرا بائیکاٹ ختم کرنا میری پارٹی کو منظور نہیں ہے تو میں اس کو ایک طرف رکھوں گی اور اس ماں کی خاطر اس توجہ دلاؤ نوٹس کو accept کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھیں۔

اچھرہ لاہور میں ذاتی رنجش کی بناء پر شہری کی ہلاکت

محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 2۔فروری 2010 کو اچھرہ میں شیخ نعیم اور اس کے دیگر ساتھیوں نے حیدر علی کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کا مقدمہ نمبر 10/96 تھانہ اچھرہ لاہور میں زیر دفعہ 302/34 ت پ درج ہوا؟

(ج) اس میں نامزد ملزمان کے نام، پتا جات بتائیں؟

(د) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں اور کتنے مفرور ہیں؟

(ہ) اس واقعہ کے تفتیشی افسران کے نام، عہدہ جات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس مقدمہ کا چالان مکمل کر کے جلد از جلد دہشت گردی کی عدالت میں بھجوانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) شیخ نعیم ولد عبدالرحیم سکنہ 19 فضل الہیٰ روڈ رحمان پورہ لاہور، فیصل رشید ولد رشید سکنہ مکان نمبر1، گلی نمبر19، فضل الہیٰ روڈ رحمان پورہ۔اس واقعہ کے تفتیشی افسر سعید SI, investigation تھانہ اچھرہ لاہور، جہاں تک اس واقعہ کے ملزمان کی گرفتاری کا تعلق ہے تو پولیس ان کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے متعلقہ DSP سے جو مقتول کی والدہ اور محترمہ ثمینہ خاور حیات کی میٹنگ کروائی ہے اس میں Officers and Investigation Investigation team نے یقین دلایا ہے کہ وہ انشاءاللہ تعالیٰ بھرپور کوشش کریں گے کہ within a week time ملزمان arrest ہو جائیں گے اور ان کی گرفتاری کے لئے تمام تر legal وسائل کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں میری CCPO صاحب سے بھی بات ہوئی ہے میں نے ان کو بھی اس معاملے کی gravity سے آگاہ کیا ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ اس کیس پر proper توجہ بھی دی جائے گی اور ان ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محسن لغاری صاحب میرے بھائی ہیں۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ میں نے ان کے بارے میں کوئی بات نہیں کی، اگر ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو میں ان سے بھی معذرت چاہتا ہوں۔

محترمہ ثمنیہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے انھوں نے قتل ہونے والے لڑکے حیدر کی والدہ کو اور مجھے بھی اپنے chamber میں بلایا تھا۔ انھوں نے اس کی والدہ کو مطمئن کیا ہے اور ان پولیس افسران کو سختی سے تنبیہہ کی ہے کہ ایک ہفتے کے اندر قاتلوں کو پکڑا جائے۔ میں توقع کرتی ہوں کہ ایک ہفتے کے بعد مجرم پکڑے جائیں گے اور میں رانا ثناءاللہ صاحب کا شکریہ ادا کروں گی۔

جناب سپیکر!میں آپ سے یہ بھی گزارش کرنا چاہتی ہوں چونکہ میری پوری team walkout پر ہے لہذا میرا walkout پھر شروع ہو رہا ہے۔ میں ان کے ساتھ ہی walkout ختم کروں گی۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر اپوزیشن ممبران کو واپس ایوان میں لائے)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ میں اور تمام House آپ کو welcome کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ جب شکریہ ادا کرتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو چھوٹا محسوس کرتے ہیں۔ آپ کو یہ نہیں کہنا چاہئے۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں ہم ہمیشہ اس ایوان کا سربلند کرنے کے لئے ہر کام کرتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم بڑی دل گرفتگی کی حالت میں، دُکھ کی حالت میں یہ قدم اٹھاتے ہیں اور ایک فقرہ بار بار حذف کئے جانے کا دہرایا جارہا ہے۔ یہ ایک پارلیمانی روایت رہی ہے کہ کوئی بھی پارلیمان کا ممبر، کوئی منسٹر، کوئی پارلیمانی سیکرٹری یا کوئی عہدیدار جس کے جتنے زیادہ الفاظ حذف کئے جاتے ہیں اتنا ہی وہ بُرا parliamentarian سمجھا جاتا ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہر بات کا جواب دیا جا سکتا ہے لیکن ہم پھر آپ کے سامنے اعادہ کرتے ہیں کہ ہم اس سطح پر گر کر نہیں جائیں گے لیکن خدارا لوگوں کے خاندانوں کو، لوگوں کے surnames اور لوگوں کے قبائل کا نام لے کر انھیں تضحیک کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دن لغاری صاحب بھی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، اللہ خیر کرے۔ میں سب کو کہوں گا کیونکہ آپ سب میرے لئے قابل احترام ہیں۔ میں معزز اراکین سے یہ کہوں گا کہ ایک دوسرے پر اس قسم کے معترضہ جملے نہیں کسنے چاہئیں جن سے دل آزاری ہو۔ آپ ماشاء اللہ تمام کے تمام میرے لئے بہت قابل احترام ہیں۔ میں سب کا احترام کرتا ہوں آپ کو بھی ایک دوسرے کا احترام اسی طرح کرنا چاہئے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق نمبر 8 لیتے ہیں، اس کے لئے محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی درخواست آگئی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو adjourn کیا جائے۔ ہم اس تحریک استحقاق کو آئندہ اجلاس کے لئے adjourn کرتے ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اور آج وزیر قانون صاحب نے جواب دینا تھا۔

چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(---جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو کل تک pending کر لیا جائے۔ اس وقت وزیر قانون یہاں پر موجود نہیں ہیں، اس کا proper جواب کل یہاں ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا کل تک اجلاس رہے گا؟

جناب سپیکر: انشاءاللہ رہے گا۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! اسے پھر کل definitely کیا جائے کیونکہ کل اسمبلی کا اجلاس ختم ہو جائے گا۔ میری یہ تحریک استحقاق بہت اہم ہے۔ پچھلی دفعہ بھی اس کا جواب پورا نہیں تھا اور اس کو postpone کیا گیا تھا۔ آج پھر اسے postpone کیا جا رہا ہے تو کل اس کا جواب definitely آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: انشاءاللہ definitely آئے گا۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پچھلی دفعہ ایوان کی کارروائی کے دوران مسز فائزہ اصغر جو کہ ڈائریکٹر ڈاکٹرز ہسپتال ہیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ ڈاکٹرز ہسپتال پر گند اُچھالا جا رہا ہے اور اس کو بدنامی کا باعث بنایا جا رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سنیں اور پھر جواب دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیا آپ چاہتے ہیں کہ دوبارہ بد مزگی ہو؟

جناب سپیکر: میں ایسا قطعاً نہیں چاہتا۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ ان کا حق ہے۔ (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ڈاکٹر فائزہ اصغر ڈائریکٹر نہیں ہیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! انھیں پتا ہے کہ میرے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ میں کیسے ان کی بات نہ سنوں۔ آپ ان کی بات کا جواب دیں اگر آپ کے متعلقہ کوئی بات ہے تو اس کا جواب دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ممبران معزز ہیں ان پر اس قسم کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ آپ پھر اسی چیز کی اجازت دے رہے ہیں۔ جیسے راجہ ریاض نے میرے بارے میں بات کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ House کا ماحول خراب نہ کریں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ (قطع کلامیاں)

کورم کی نشاندہی

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! دیکھیں، میری بات سنیں۔

ملک محمد وارث کلو: میں اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

تحاریک استحقاق

(---جاری)

چیئرمین لیکویڈیشن بورڈ پنجاب کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ تضحیک آمیز رویہ

(---جاری)

جناب سپیکر: جی، وہ آپ بعد میں ضرور سنائیں لیکن کورم کی نشاندہی سے پہلے بلوچ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر مجھ سے پہلے ہی floor لیا ہوا تھا۔ بلوچ صاحب! آپ نے جو بات کرنی ہے مہربانی کر کے short کریں۔ اگر تقریر کرنی ہے تو پھر رہنے دیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے کوئی تقریر نہیں کرنی۔ صرف دو لفظوں کی بات ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال کا اگر کوئی بھی بندہ یہ کہتا ہے کہ اُس پر گند اچھالا جا رہا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں سب سے بڑا گند ڈاکٹر خالد حمید ہے جس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے اور اُس کے مکمل proof میں Cardiac سرجن کو دے چکا ہوں۔ اس حوالے سے کمیٹی constitute ہو چکی ہے، وہ آئیں گے تو اُس کی انکوائری ہو گی اور میں ڈاکٹر صاحب کے سامنے بیٹھ کر ایک ایک بات کا جواب دوں گا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ اس floor پر کوئی بندہ یہ نہ کہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال پر گند اچھالا جا رہا ہے۔ بس یہی میرا point ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ تشریف رکھیں۔ کلو صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ممبر اگر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے ہیں تو جس طرح آپ نے مجھے روک دیا ہے تو مجھے بیٹھ جانا چاہئے اور میں بیٹھ گیا لیکن یہ culture یہاں develop نہیں ہونا چاہئے کہ بازورِ بازو یا بازورِ شور کسی ممبر کو روکا جائے۔ یہ culture develop نہ کریں کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے جواب آئے، اپوزیشن کی طرف سے جواب آئے یعنی جواب الجواب چلتا رہے لہذا میری صرف یہ عرض ہے کہ یہاں برداشت کا عنصر رائج ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میں چودھری صاحب اور خاص طور پر تمام حضرات سے ملتمس ہوں اور میں بڑی سوچ سمجھ کر یہ بات کر رہا ہوں کہ آپ تمام ممبران نے یہ Chair مجھے دی ہے۔ اگر میں آپ کا احترام کرتا ہوں تو میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو بھی ان باتوں کا کچھ احساس کرنا چاہئے جو Chair کی طرف سے ایک آرڈر ہو جائے تو اُسے آپ کو سننا چاہئے لیکن یہ طریق کار مجھے اچھا نہیں لگا۔ میں آپ کو کچھ کہہ تو نہیں سکتا کیونکہ آپ میرے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں لیکن میں یاد کرواتا ہوں کہ آپ سب کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے بالکل درست ارشاد فرمایا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی ڈاکٹر امتیاز صاحب خود بھی ڈاکٹر ہیں اور میں ان کی کسی بات کی نفی نہیں کرتا لیکن ایک بات rules کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں اور اگر میں غلط بولوں تو میری تصحیح فرما دی جائے، میں اُس کو مان جاؤں گا۔ ایک ممبر اگر اپنی تحریک استحقاق دیتا ہے اور تحریک استحقاق دینے والے کا کسی private concern سے کوئی تعلق ہے تو private treaties اور private concerns پر باہر sue کرنا، کوئی کیس درج کرا دینا یا damages claim کرنا سب کا حق ہے لیکن private treaties اور private concerns کو اسمبلی سے کبھی redress نہیں ملا۔ انہوں نے ایک سرکاری ملازم اور جو public servant ہے۔ اس بارے میں ایک statement دی ہے اور اس کو ایک bad shape دینے کے لئے یہ سمجھا جائے گا کہ اس کو target کرنے کے لئے اور اس کو back to the wall کرنے کے لئے، اس کی shape بدلنے کے لئے تاکہ اسے public servant کے طور پر تحفظ دینے کا بھی تاثر مل سکتا ہے۔ بڑا واضح ہے کہ

کے اندر House وہ private treaties, private concerns کے ساتھ جو متعلقہ چیزیں ہیں وہ privilege کے طور پر یا کسی طور پر نہیں آتیں۔ ہم نے پھر بھی ان کا اس House کا ممبر ہونے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی بات سنی ہے، انہوں نے ارشاد فرمادیا لیکن ان کے پاس باہر کے سارے فورم تھے یہاں پر اتنے دنوں خاموش ہونے کے باوجود جب ہماری ایک خاتون نے یہاں پر اپنی Privilege Motion دی اور ہم نے request کر کے اس کو second thought دینے کے لئے اور یہ کوئی سزا دینے والی بات نہیں ہے۔ انہوں نے اس میں documentary proof nominate کئے ہیں اس میں خواہ کوئی مخالفت کرتا رہے۔ یہ tradition رہی ہے کہ Chair ہمیشہ اپنے طور پر Suo motu کہہ سکتی ہے کہ اس کا کمیٹی فیصلہ کرے لیکن اس پر ایک ایسی صورتحال پیدا کر دینا کہ House یا میڈیا ایسا تاثر لے کہ اس بارے میں تو بات سنی جانی چاہئے ایسی صورتحال مناسب نہیں ہے۔ بہر حال ہم سب ان کے خیالات کی قدر کرتے ہوئے ان کی رائے کا احترام کرتے ہیں۔ یہ ان کی رائے ہے لیکن ہماری بھی اپنی رائے ہوتی ہے لیکن رولز کی اپنی جگہ اہمیت ہوتی ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا یہ درست ہے۔ دیکھیں! بات یہ ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال سے ڈاکٹر امتیاز بلوچ صاحب نے اپنی heart surgery کروائی اور ان کو بعد میں infection ہوئی اور infection کی وجہ سے جن مشکلات کا سامنا ان کو کرنا پڑا، آپ یقین کریں کہ اس کے بعد ان کے تقریباً دس کے قریب دوبارہ آپریشن ہوئے، آغا خان ہسپتال جانا پڑا، ان کا بے پناہ خرچہ ہوا اور ان کی چار یا پانچ پسلیاں بھی نکالی گئیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹرز ہسپتال سے لوگوں کو فائدہ بھی پہنچا ہو، کچھ لوگوں کو وہاں سے صحت ملی ہو اس لئے میرا تو پہلے دن جب محترمہ نے یہاں پر اس question کو اٹھایا تھا تو میرا تو پہلے ہی دن خیال تھا کہ ہمیں اس معاملے کو یہاں پر discuss نہیں کرنا چاہئے۔ کسی بھی ایک private institution کی کارکردگی یا performance یا اس سے متعلقہ ہونے والے معاملات کو یہاں پر discuss کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن قائد حزب اختلاف نے جس وقت کہا کہ نہیں کیونکہ یہ ان کی ذات کا مسئلہ ہے، وہ ہماری معزز رکن ہیں، ہماری بہن ہیں انہوں نے اس بات کو بڑا aggrieve feel کیا ہے تو

آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ جب یہ take up ہوئی تو مجھے ایک ضروری فون سننے کے لئے باہر جانا پڑا۔ میں قائد حزب اختلاف کی رائے کا احترام کرتے ہوئے آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ان کی Privilege Motion کو کمیٹی کے سپرد کر دیں اور وہاں پر اس معاملے کو دیکھ لیا جائے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو یہاں پر مزید discuss نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر!میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اس Privilege Motion کو کمیٹی کے سپرد کیا ہے۔ میں پھر بھی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ matter ہسپتال سے متعلق نہیں ہے بلکہ یہ میری personal ساکھ کے ساتھ ہے۔ اگر کسی بھی ممبر کو ہسپتال سے کوئی مسئلہ ہے تو وہ ان کی ایڈمنسٹریشن سے جا کر کہیں اور اپنا پورا موقف بیان کریں اور دوسرا میں یہ clear کرنا چاہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب کو میری بات سمجھ آئی، نذر چوہان صاحب کی بات سمجھ آئی تھی اور نہ ہی ابھی ڈاکٹر صاحب کو سمجھ آئی ہے کہ میرے نام کے ساتھ جو ایم ڈی ہے یہ مینجنگ ڈائریکٹر نہیں ہے، میرے نام کے ساتھ جو ایم ڈی ہے یہ ڈگری ہے۔ میں ہسپتال میں پچھلے ساڑھے تین سال سے گئی تک نہیں ہوں۔ میں ایک

Medical Doctor from USA that is what the degree means not Managing Director of the Hospital and I have really no role in the management of the Hospital.

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ نے جو کچھ بات کی بڑی اچھی بات کی کہ اس موضوع پر پوری انکوائری ہو لینے دیں۔ میں تحریک استحقاق پیش کر چکا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی کمیٹی constitute کر دی ہے میں نے اپنی بات آپ کے سامنے رکھ دی ہے۔ ڈاکٹر خالد حمید اور adjoining doctors and staff کو پورا موقع ملے گا کہ وہ مجھے جھوٹا قرار دیں کہ ان کی negligence کی وجہ سے میرا ڈیڑھ سال بڑی تکلیف سے گزرا۔ اس وقت تک میں اکیلا نہیں چل سکتا اور چلنے کے لئے مجھے ساتھ کسی نہ کسی بندے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ نے اگر مجھے زندگی دی ہے تو میں اس House میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں ڈاکٹر خالد حمید کو جھوٹا ثابت نہ کر سکا

اور ڈاکٹرز ہسپتال کی negligence ثابت نہ کر سکا تو یہ لکھ لیں کہ میں اس House میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں، ہم یہ نقصان برداشت نہیں کرتے۔ آپ ضرور تشریف لائیں اور ماشاءاللہ اب آپ ٹھیک ہیں۔

محترمہ انبساط حامد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بڑی مشکل سے انبساط صاحبہ نے آج وقت لیا ہے۔جی، فرمائیں!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ ہمیں بڑا دکھ اور افسوس ہے کہ اپنی صحت کی خرابی کی وجہ سے بلوچ صاحب کو اتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور ہسپتال میں ان کے ساتھ negligence ہوئی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔جی، محترمہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس ایوان سے ان ممبران سے کچھ قوم کی بھی توقعات ہیں جو سڑکوں پر مر رہے ہیں ان کا بھی کوئی یہاں پر ازالہ فرمائے۔کتنی زیادہ negligence ہر قسم کی negligent حکومت ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب جو یہاں پر اس وقت کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ انبساط حامد صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جن کو یہ ہی نہیں پتا کہ پنجاب میں کوئی ایم پی ایز کے development فنڈز بھی ہوتے ہیں۔ ایم پی ایز کے کوئی کام بھی ہوتے ہیں۔ میں نے 2008 کے بعد سے اب تک ایسا کوئی ادارہ نہیں دیکھا جب سے چودھری پرویز الٰہی صاحب گئے ہیں کسی قسم کا کوئی development کا کام یا قوم کے بارے میں کوئی بات یا کسی اس چیز کے بارے میں جس سے قوم میں خوشحالی آئے۔ مجھے یہ ہو گیا، مجھے وہ ہو گیا، مجھے پکڑ لیا، میں ائرپورٹ پر پکڑا گیا، میں ہسپتال میں پکڑا گیا، کوئی سڑک پر پکڑا گیا۔ میرا مطلب ہے کہ فاضل ممبران کو اپنی حفاظت خود کرنی چاہئے اور اس پر تھوڑی سی توجہ دینی چاہئے

کہ We should be responsible to take care of ourselves یہ ایوان اس لئے نہیں بنا کہ ہم یہاں پر آکر اپنے ذاتی مسائل بیان کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

محترمہ انبساط حامد: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہوں نے ابھی اتنی لمبی داستان اور آپ بیتی سنائی جس کا ہمیں بڑا دکھ اور افسوس ہے کیونکہ ہسپتالوں کی negligence کی وجہ سے ذاتی طور پر میں نے بھی بڑا suffer کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! میرا خیال ہے کہ آپ نے اپنا پوائنٹ رجسٹرڈ کروالیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! Order in the House, order in the House please.

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ میں پچھلے 15 منٹ سے کوشش کر رہا تھا کہ ٹیکسلا اسٹیٹ کے بارے میں ایک Adjournment Motion ہے۔ سپیکر صاحب نے جمعہ کے روز بھی کہا تھا کہ میں اس کو سن لوں گا۔ براہ مہربانی اس کو لے لیں۔ دوسرا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے بیس منٹ سے اسمبلی کا جو وقت ضائع ہوا ہے ہماری محترمہ بہن وہ کہہ رہی ہیں کہ وہ ایم ڈی نہیں ہیں۔ آپ corporate law کو بھی جانتے ہیں۔ Form A and Form 29 of the Companies Act, 1984 یہ دکھادیں۔ اس میں لکھا ہوتا ہے کہ اس کمپنی کا ایم ڈی کون ہے اور چیئرمین کون ہے۔ ہمیں اس معاملے پر بیس منٹ ہو گئے ہیں اور بیس منٹ میں ہم یہ فیصلہ نہیں کر سکے اور اس سے پہلے بھی دو دن ضائع ہوئے۔ ایم ڈی کے بارے میں جاننے کے لئے Form A and Form 29 کو دیکھ لیں تو چٹکی میں فیصلہ ہو جائے گا۔ مجھے اجازت دے دیں کہ میں ٹیکسلا اسٹیٹ کے بارے میں تحریک پیش کر سکوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے 612/09 پیر ولایت شاہ کھگہ صاحب کی ہے یہ pending کی گئی تھی۔ جی، وزیر قانون!

قادر آباد فارم سے نایاب نسل کی چھ عدد گائیوں کی چوری

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ نایاب اور کافی قیمتی جانور چوری ہوئے ہیں ان کے ملزمان کی گرفتاری کے متعلق تھا۔ اس پر اب بہتر کوشش ہو رہی ہے اور اس کو manage کیا ہے۔ آپ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر لیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر جو بھی پیشرفت ہو گی اس معزز ایوان کے نوٹس میں آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ ایک اچھی بات ہے کہ اس پر جو حکومت کر رہی ہے اس کو House کے سامنے آنا چاہئے۔

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب اس حوالے سے کافی کوشش کر رہے ہیں اس لئے اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد جناب شہریار صاحب کی تحریک التوائے کار ہے یہ بھی موجود نہیں ہیں اس کو بھی اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحاریک التوئے کار 823/09 اور 826/09 رانا بابر حسین صاحب کی ہیں۔ ان کی طرف سے بھی لکھا ہوا آیا ہے کہ انہیں اگلے سیشن تک کے لئے pending کیا جائے لہٰذا یہ بھی next session تک pending کی جاتی ہیں اس کے بعد محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کی تحریک التوائے کار پہلے ہی pending تھی اور آج وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے یہ بھی next session کے لئے pending کی جاتی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار 902/09 ڈاکٹر سامیہ امجد، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ سیمل کامران صاحبہ ودیگر کی طرف سے move ہو چکی ہے اور اس کا جواب لا منسٹر صاحب نے دینا ہے۔

پی آر ایس پی میں کام کرنے والے ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کو ریگولر نہ کرنے پر سٹاف کا حکومت کے خلاف احتجاج

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا موصول ہونے والا جواب یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے پنجاب رورل سپورٹ پروگرام میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے ڈاکٹروں کو ریگولر کرنے کے لئے سمری حکام اعلیٰ کو منظوری کے لئے بھجوادی ہے جو نہی یہ سمری واپس موصول ہوئی تو ان احکامات کی روشنی میں پیرامیڈیکل سٹاف کا فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ریگولر کرنے کی سمری بھجوادی گئی ہے اور جیسے ہی اس پر order ہوتا ہے تو پھر وہ ریگولر ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ یہ redress ہو گیا ہے اس لئے یہ dispose of کی جاتی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 10/91 طاہر سندھو صاحب کی move ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی۔ جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہذا اسے کل تک کے لئے pending فرمادیں اور کوشش کریں گے کہ اس کا جواب کل آجائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار جناب محسن لغاری صاحب کی ہے، موجود نہیں ہے اسے next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی 09/960 ہے۔ جی۔

ڈسکہ کی میو ہسپتال میں داخل ہونے والی زیادتی کی شکار کم سن بچی کے علاج معالجہ میں ڈاکٹروں کی عدم توجہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 18۔نومبر 2009 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ

"میو ہسپتال میں داخل ہونے والی زیادتی کا شکار بچی لاوارث، حالت غیر، وارڈ میں دھکے" تفصیل کے مطابق ڈسکہ کی 9 سالہ (ر) سے اوباش نے زیادتی کی جسے میو ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ ہسپتال میں ڈاکٹروں کی غفلت اور عدم توجہی کے باعث بچی کی حالت غیر ہو گئی، ڈاکٹر نے بچی کو آپریشن کے باوجود ICU میں رکھنے کی بجائے عام وارڈ میں رکھا اور مریضہ پر کسی بھی سینئر ڈاکٹر نے توجہ نہ دی۔ بچی کے ورثاء نے بچی کی نازک حالت کے پیش نظر منت سماجت کی کہ اسے ICU میں رکھا جائے لیکن ہسپتال کی انتظامیہ کوئی پیشرفت کرنے کی بجائے انہیں دھکے دیتی رہی۔ میو ہسپتال کے ڈاکٹرز نے بچی کو 48 گھنٹوں میں چار بیڈوں پر منتقل کیا لیکن اسے ICU میں رکھنے سے معذوری ظاہر کرتے رہے اور ورثاء کو انتظامیہ کے متعلق زبان بند رکھنے کی ہدایت کرتے رہے۔ مزید یہ کہ آپریشن کرنے کے باوجود بچی کی حالت نہ سنبھلی۔ نیز یہ کہ پولیس بھی ملزم کی حامی ہے، وہ اپنی من مرضی کے میڈیکل سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہی ہے اور حصول انصاف کے لئے بچی کے لواحقین دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ مقامی پولیس تعاون کر رہی ہے اور نہ ہی ہسپتال کی انتظامیہ علاج و معالجہ کے لئے توجہ دے رہی ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محکمہ کی طرف سے آنے والا جواب اس طرح سے ہے کہ 9 سالہ مریضہ رخسانہ کو 09-11-13 کو میو ہسپتال کی ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ میں لایا گیا۔ اس سے پہلے مریضہ سول ہسپتال ڈسکہ میں مورخہ 09-11-6 سے 09-11-13 تک زیر علاج رہی۔ میو ہسپتال میں چائلڈ سرجیکل وارڈ کے داخلہ کے دن انتہائی نگہداشت یونٹ I.C.U میں bed available تھا اور نہ ہی مریضہ کو اس وقت انتہائی نگہداشت یونٹ میں داخلے کی ضرورت تھی تاہم پوشیدہ مرض کے پیش نظر انتہائی نگہداشت یونٹ میں بیڈ خالی ہوتے ہی مریضہ کو منتقل کر دیا گیا اور زخم کی بہتری تک انتہائی نگہداشت یونٹ میں رکھا گیا اور اس کا علاج و معالجہ مفت کیا گیا۔ یہ درست نہیں ہے کہ مریضہ کا کسی سینئر ڈاکٹر نے معائنہ نہیں کیا بلکہ داخلہ کے دن ہی چائلڈ سرجیکل یونٹ کے سینئر رجسٹرار نے مریضہ کا معائنہ کیا۔ مریضہ کا تمام علاج پروفیسر صاحب کی زیر سرپرستی کیا گیا اور

پروفیسر صاحب نے مریضہ کو کم از کم چار مرتبہ خود دیکھا۔09-11-21 کو مریضہ کا آپریشن کیا گیا اور 09-11-24 کو دوسرا آپریشن کیا گیا۔ اگلا آپریشن کم از کم چھ ماہ بعد کیا جائے گا۔ چائلڈ سرجیکل وارڈ کے پروفیسر صاحب کی طرف سے موصولہ رپورٹ بھی اس جواب کے ساتھ لف ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہوں نے admit تو کیا ہے کہ اس کا ڈاکٹر نے آپریشن کیا تھا تو کیا مجرم پکڑے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے خود mention کیا ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس گھناؤنے واقعہ پر پولیس کی کارروائی لازمی ہوئی ہوگی اور جو بات آپ نے پوائنٹ آؤٹ کی ہے تو اس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے اور آپ اس پر مزید بحث نہیں کر سکتیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 972/09 ہے۔ جی، شیخ صاحب!

ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ 19 سال بعد بھی بنیادی سہولیات سے محروم

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹیکسلا انڈسٹریل اسٹیٹ جو ایک self finance کے تحت مئی 1991 میں شروع کی گئی تھی آج تک Small Industries Corporation کے نااہل اربابِ اختیار کی وجہ سے وہاں ایک بھی انڈسٹریل یونٹ نہ لگ سکا ہے اور اب Resident Director Rawalpindi مسز فرح رزاق نے اچانک نادر شاہی حکم جاری کرتے ہوئے allottees کے پلاٹ cancel کر دیئے ہیں۔ انتہائی حیرت کا مقام یہ ہے کہ 19 سال گزر جانے کے باوجود Texla Industrial Estate پانی، بجلی اور سڑکوں تک سے محروم ہے۔ وہاں انڈسٹری تو کیا لگتی، کوئی خانہ بدوش خاندان بھی چند دن کے لئے وہاں نہ بس سکا ہے۔ مزید حیران کن امر یہ ہے کہ 10 کنال کا ایک پلاٹ غیر قانونی طریقے سے الاٹ کیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف پلاٹ کی بندر بانٹ جاری ہے۔ ایک 18 کنال کا پلاٹ جو Working Wood کمپنی کا تھا وہ بھی بندر بانٹ کی نذر ہو چکا ہے۔ مارچ 1993 میں اس وقت کے گورنر پنجاب نے حکم جاری کیا تھا جو ریکارڈ میں موجود ہے کہ ٹیکسلا انڈسٹری اسٹیٹ کو 18 ماہ میں مع Infrastructure مکمل کر دیا جائے لیکن اس

پر بھی اب تک کوئی عمل نہ ہو سکا۔ ایک self finance سکیم کے پلاٹ allottes کے نام سے بدنیتی کی بناء پر خارج کیا جانا اور ان allottes کے جنہوں نے مکمل ادائیگیاں بھی کر دی ہیں، ان کے خلاف بھی ایسا کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ اس معزز ایوان کے علم میں یہ امر لانا بھی ضروری ہے کہ آخر آج تک اس انڈسٹریل اسٹیٹ سکیم کو ان کی منظور شدہ Association کے حوالے کیوں نہیں کیا گیا؟ محکمہ کے وہ ارباب اختیار جو پچھلے 19 سال سے اس تمام مثالی نااہلی کے ذمہ دار ہیں کو اس قومی نقطہ نظر سے کیفر کردار تک پہنچانا ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کے ہوتے ہوئے پنجاب میں کہیں بھی انڈسٹری کیسے لگ سکتی ہے اور لوگوں کو گھروں کے نزدیک روزگار کیسے مل سکتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے اور یہ تقریباً two pages کا ہے۔ اس کا operational یا relevant portion اس طرح سے ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔ ان کا موقف شیخ صاحب کے موقف کے برعکس ہے کہ estate ہذا میں تمام allotment قانون اور قاعدہ کے مطابق مجاز اتھارٹی کی منظوری سے کی گئی ہے۔ Wood Works کا پلاٹ بھی باقاعدہ مجاز اتھارٹی کی منظوری سے دو حصوں میں تقسیم کر کے بذریعہ کھلی نیلامی الاٹ کیا گیا ہے۔ چند الاٹیوں کے پلاٹوں کی منسوخی میں کسی قسم کی بدنیتی شامل نہ ہے۔ یہ پلاٹ بامر مجبوری اس estate کو آباد کرنے کے لئے ملک و قوم کے بہترین مفاد میں منسوخ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ میں یہ جواب شیخ صاحب کو فراہم کر دیتا ہوں اور وہ اس کو دیکھ لیں۔ جن points پر ان کا objection ہے میں ان کو متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے ذمہ دار افسران کے ساتھ بٹھاتا ہوں۔ اگر اس میں واقعی اس قسم کی چیز پائی گئی جس کو وہ pin point کر رہے ہیں تو اس کو بحث کے لئے بھی منظور کیا جا سکتا ہے یا اس پر جو کوئی بہتر action یا direction دینی درکار ہو گی وہ بھی دی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر کا شکر گزار ہوں لیکن میں اس House کے علم میں ایک معاملہ لانا چاہتا ہوں اور آپ بھی اس کو appreciate کریں گے۔ میں اس معاملے میں سیکرٹری انڈسٹریز سے خود ملا ہوں، ان کی association ملی ہے۔ آپ کو سن کر حیرانی ہوگی میں بڑی ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اس بات کو مانا ہے کہ ہاں اس میں غلط ہوا ہے۔ انہوں نے یہاں تک مانا ہے کہ ہاں ہم یہ cancellation واپس لیں گے، یہ تک مانا کہ یہ self finance کی scheme ہے ہم انہی کو دے دیتے ہیں جن کی scheme ہے تاکہ انڈسٹری لگے۔ میں لاء منسٹر صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں، آپ ان کو میرے ساتھ بٹھا دیں اور میں آپ کو بتا دوں کہ یہ انڈسٹری کبھی بھی نہیں لگا سکیں گے۔ وہ شخص انڈسٹری لگا ہی نہیں سکتا جس کو business کا الف، ب تک نہ پتا ہو۔ جس نے صبح سے رات تک بیٹھ کر order ہی کرنے ہیں کہ اس کو ادھر کر دو، اس کو ادھر کر دو وہ انڈسٹری نہیں لگا سکتا۔ انڈسٹری لگانے کے لئے انسان کو خون مارنا پڑتا ہے، صحت تباہ کرنی پڑتی ہے business ایسے ہی نہیں ہو جاتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یا تو کمیٹی کے پاس بھیج دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میرا خیال ہے کہ پہلے اچھی بات ہوئی ہے جو لاء منسٹر صاحب نے کی ہے کہ پہلے متعلقہ لوگوں کو بلا کر آپ کے ساتھ بٹھا دیں گے۔ آپ بھی on board ہیں، آپ کا ان کے ساتھ رابطہ بھی ہے تو اس کا ایک اچھا حل نکل آئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی بات ہے۔ دس دن پہلے مجھے وزیر صنعت نے بھی کہا تھا کہ شیخ صاحب آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب جو کہہ رہے ہیں تو آپ ان کو کہہ دیں کہ ایک دو دن میں جب یہ چاہتے ہیں میں ان کو بھی بلا لیتا ہوں یہ ہماری بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ اس کو next session تک pending کر دیں۔ کل اجلاس کے بعد سیکرٹری انڈسٹریز کو بلا لیتے ہیں اور ان کو ان کے ساتھ بٹھا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ next session تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 961/2009 محترمہ ثمینہ خاور حیات نے میری request پر واپس لے لی ہے تو یہ dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! معذرت کے ساتھ۔ عورتوں والا مسئلہ جو خواتین کی 17 فیصد نوکری کا تھا۔ اس میں سارے مُلاں بھی میرے پیچھے پڑ گئے اور جمعے والے خطبے میں بھی میرا ہی نام لیا گیا۔ یہاں محترمہ ثمینہ خاور بیٹھی ہوئی ہیں سارا کیا دھرا ان کا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار کے ٹائم کے بعد ہوگا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ on the floor of the House پر لے آئیں جس نے جو کچھ کہنا ہے وہ کہہ لے اور میں بھی بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 962/2009 چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الہیٰ، جناب شیر علی خان، جناب محمد شفیق خان، جناب خرم نواب، ملک اقبال احمد لنگڑیال، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب طاہر اقبال چودھری، میاں شفیع محمد، سردار عامر طلال گوپانگ، ڈاکٹر محمد افضل، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ سیمل کامران، محترمہ خدیجہ عمر، سیدہ ماجدہ زیدی، ڈاکٹر فائزہ اصغر، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ انبساط حامد، محترمہ زوبیہ رباب ملک، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الہیٰ۔ میری آپ لوگوں سے request ہے کہ تحریک التوائے کار کے لئے صرف 30 منٹ ہوتے ہیں تو جن لوگوں نے پیش کرنی ہوتی ہے صرف ان کے نام ہی لکھ دیا کریں کیونکہ پڑھنے میں اتنا ٹائم لگ جاتا ہے اور وہ ٹائم House کا ہی kill ہوتا ہے۔ اس کو کون پیش کرے گا؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس کو پڑھتی ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! No point of order تحریک التوائے کار کے بعد۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس نے تحریک پڑھنی ہو اس کے ساتھ associate لکھ دیں تاکہ آپ کا بھی ٹائم بچے اور ہمارا بھی ٹائم بچے۔۔۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! اس پر بھی وقت بچے گا اگر شیخ صاحب اپنی تقریر کو short کر لیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پڑھیں، پلیز۔

نواز شریف سکیورٹی ہسپتال لاہور کے فزیوتھراپسٹ کی سوائن فلو سے ہلاکت

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 8-12-09 کی خبر کے مطابق لاہور میں سوائن فلو کے جان لیوا مرض کا شکار ہو کر نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کا فزیوتھراپسٹ چل بسا۔ یہ صوبائی دارالحکومت میں اس مرض سے ہونے والی پہلی ہلاکت ہے جس کے بعد شہر کے تمام ہسپتالوں میں ہائی الرٹ کرتے ہوئے حفاظتی اقدامات کرنے اور ضرورت پڑنے پر ایسے مریضوں کو داخل کرنے کے لئے علیحدہ انتظامات کرنے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال کے فزیوتھراپسٹ 35 سالہ افتخار کو ایک ہفتہ سے بخار اور کھانسی کی شکایت تھی، نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ اسلام آباد اور جناح ہسپتال سے ٹیسٹ کرائے گئے جس میں سوائن فلو ٹیسٹ مثبت آنے پر مریض کو علیحدہ رکھ کر خصوصی علاج شروع کیا گیا تاہم افتخار صحت یاب نہ ہو سکا۔ دریں اثناء صوبائی سیکرٹری انوار اے خان نے افتخار کی سوائن فلو سے ہلاکت کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ اس مرض سے افتخار کی ہلاکت تعجب کا باعث ہے۔ شاید وہ کسی اور مریض سے ملا ہو گا جس سے اسے سوائن فلو کے وائرس منتقل ہوئے۔ ادھر فزیوتھراپسٹ ایسوسی ایشن کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر عامر نے الزام لگایا کہ افتخار کی موت ڈاکٹروں کی غفلت اور علاج میں لاپروائی سے ہوئی۔ ہسپتال میں مناسب سہولیات نہ ادویات حتیٰ کہ وینٹی لیٹر مشین بھی خراب تھی۔ واضح رہے کہ افتخار سندر گاؤں کا

رہائشی اور تین بچوں کا باپ تھا۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 962 کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو آپ کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 962 کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2009/963 ہے۔ اس میں بھی سب کے ہی نام ہیں اب یہ بتائیں کہ پڑھنی کس نے ہے؟

دارالحکومت لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں ماسوائے میو ہسپتال برن یونٹ نہ ہونے کی وجہ سے بم دھماکوں میں زخمیوں کو علاج معالجہ میں مشکلات کا سامنا

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 09-12-9 کی خبر کے مطابق لاہور آئے دن ہونے والی دہشت گردی کی ہولناک وارداتوں کے باوجود محکمہ صحت پنجاب نے تاحال جلے ہوئے مریضوں اور کسی بھی بڑی ایمرجنسی کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے سرکاری ہسپتالوں میں خاطر خواہ انتظامات نہیں کئے۔ تفصیل کے مطابق خود کش حملوں اور بم دھماکوں میں بارود سے جلنے کی وجہ سے سب سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے ہیں لیکن 90 لاکھ سے زائد آبادی کے حامل صوبے کے دارالحکومت لاہور میں صرف میو ہسپتال ایک واحد ہسپتال ہے جہاں پر Burn Unit موجود ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ نے کسی کا بھی نام نہیں لیا، کسی کا نام تو لے لیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ irregular ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ پورے House کی طرف سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، یہ irregular نہیں ہے۔ اسے محترمہ سیمل کامران پیش کریں۔ اب تو ٹھیک ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! جہاں پر Burn Unit موجود ہے اس کے علاوہ لاہور کے کسی بھی teaching ہسپتال میں Burn Unit کی سہولت موجود نہیں۔ میو ہسپتال میں بھی کام کرنے والا Burn Unit صرف گیارہ بستروں پر مشتمل ہے جو اتنے بڑے شہر کے لئے ناکافی ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ میو ہسپتال میں واحد Burn Unit ہونے کی وجہ سے دیگر شہروں سے بھی جلے ہوئے مریضوں کی بڑی تعداد یہاں refer کی جاتی ہے جس کی وجہ سے گیارہ بستروں کا یہ وارڈ ہر وقت بھرا رہتا ہے۔ پیر کی رات کو لاہور مون مارکیٹ میں ہونے والے دو خودکش حملوں کے بعد جائے وقوعہ میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے 138 زخمیوں میں بڑی تعداد آگ سے جھلسنے والے افراد کی تھی لیکن کسی اور ہسپتال میں Burn Unit نہ ہونے کی وجہ سے تمام جھلسنے والے زخمیوں کو عام سرجری وارڈوں میں داخل کیا گیا۔ طبی ماہرین کے مطابق آگ سے جھلسنے والے مریض کے Burn Unit کو مکمل طور پر sterilize کیا جاتا ہے جہاں مریض کو چیک کرنے والے ڈاکٹرز اور نرسز بھی ہاتھوں پر دستانے اور چہرے پر mask لگاتے ہیں جبکہ مریض کے بستر کی چادروں اور تکئے کو بھی sterilization کے مرحلہ سے گزارا جاتا ہے۔ اگر جھلسنے والے مریضوں کو عام وارڈ میں رکھا جائے تو اس سے دیگر مریضوں کو infection ہونے کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے اور مریض کی جان بھی جا سکتی ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق آگ سے جھلسنے والے مریض کی بیرونی جلد جل جاتی ہے اور ایسی صورتحال میں کسی بھی وائرس کا حملہ خطرناک ہوتا ہے۔ لاہور میں دو سال قبل جناح ہسپتال میں Burn Unit قائم کرنے کا پراجیکٹ شروع کیا گیا جو پاکستان بیت المال کے تعاون سے بنایا جانا تھا لیکن تاحال یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہو سکا۔ ایک سروے میں انکشاف کیا گیا ہے کہ پاکستان میں آگ سے جھلسنے والے مریضوں کے صحت یاب ہونے کی شرح 30 سے 35 فیصد ہے لیکن دیگر ممالک میں یہ شرح 80 سے 85 فیصد ہے۔

اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو department نے جواب دیا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ مورخہ 2009-12-09 کی خبر درست نہ ہے۔ محکمہ صحت پنجاب کے تمام teaching اور ضلعی سرکاری ہسپتالوں میں جلے ہوئے مریضوں اور کسی بھی ایمر جنسی کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے خاطر خواہ انتظامات موجود ہیں۔ مزید برآں جلے ہوئے مریضوں کی دیکھ بھال میڈیکل طریقہ کے مطابق کی جاتی ہے تاہم ہر ہسپتال میں Burn Unit قائم نہ ہیں البتہ تمام ہسپتالوں کے ایمر جنسی اور سرجیکل یونٹ ان مریضوں کا مکمل علاج کرتے ہیں۔ اس وقت صوبہ پنجاب میں حکومت کی جانب سے مزید Burn Unit قائم کرنے کے لئے متعدد منصوبہ جات زیر غور ہیں۔ جناح ہسپتال لاہور میں ایک بڑا Burn Centre قائم ہو چکا ہے۔ اس 65 beds پر مشتمل ہسپتال میں وہ تمام سہولیات جن کا ذکر معزز ممبران کی اس تحریک التوائے کار میں کیا گیا ہے بدرجہ اتم موجود ہیں یہ ہسپتال انشاء اللہ جلد ہی کام شروع کر دے گا۔ علاوہ ازیں صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں جلے ہوئے مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج کے لئے سرکاری ہسپتال میں Burn Unit قائم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں کچھ گزارش کرنا چاہوں گی کہ specific واقعہ کا یہاں پر ذکر ہوا ہے ہم لوگ خود ہسپتال میں گئے تھے اور وہاں یہ جلے ہوئے مریض عام مریضوں کی طرح wards میں پڑے ہوئے تھے یہ ایک factor ہے جو ہماری آنکھوں دیکھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ نے already mention کر دیا ہے جس طرح منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ اب وہ Burn Centre بن چکا ہے اور وہ کام شروع کر دے گا۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کو بتا دوں کہ اس کی eye witness میں خود ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں please ابھی آپ بیٹھیں، آپ کا تو ابھی وہ process ہو کر آیا ہی نہیں ہے اس کو کل کے لئے رکھ لیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے ساتھ یہ ظلم ہو جائے گا۔ آپ مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اب 09/967 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ موجود نہیں ہیں اور یہ pending کی جاتی ہے۔ اس کے بعد 09/971 سب کے نام ہیں اب پیش کس نے کرنی ہے؟ ڈاکٹر سامیہ امجد پیش کریں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا چونکہ جواب ابھی موصول نہیں ہوا، میرے خیال میں جو next تحریک ہے اس کو پڑھ دیں اور اس کو کل کے لئے pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے چونکہ اس کا ابھی جواب نہیں آیا اس لئے کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! مجھے اپنی تحریک out of turn پیش کرنے کی اجازت دے دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی کاپی ابھی میرے پاس نہیں پہنچی اور process ہو رہی ہے۔ اب 09/973 شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک ہے۔ جی۔

سرکاری ہسپتالوں کے ڈاکٹرز کا پریکٹس کے باوجود
کروڑوں روپے نان پریکٹس الاؤنس وصول کرنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں تقریباً 3000 سرکاری ملازم ڈاکٹرز پرائیویٹ پریکٹس کرنے کے باوجود سالہا سال سے non practicing allowance لے رہے ہیں۔ پنجاب کے گیارہ ٹیچنگ ہسپتالوں کے Associate Professors, Assistant Professors اور Professors حضرات تک non practicing allowance کی مد میں کروڑں روپے کی وصولیاں عرصہ دراز سے حاصل کر رہے ہیں۔ ایک محدود اندازے کے مطابق ایسی ادائیگیاں 15 کروڑ روپے سالانہ سے بھی تجاوز کر گئی ہیں۔ یہ امر بھی کوئی خفیہ نہ ہے کہ سرکاری ہسپتالوں کا تقریباً تمام عملہ Associate Professors, Assistant Professors اور Professors حضرات کے پرائیویٹ کلینکس کے لئے 24 گھنٹے floor marketing میں مصروف رہتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ مریضوں کو ان bosses کے پرائیویٹ کلینکس میں بھیج کر سرکاری ہسپتال کی ذمہ داریوں سے exemption حاصل کر سکیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہ ہے۔ ظاہر ہے جو پوچھ سکتے ہیں ان کے تو یہ front man بن جاتے ہیں۔ Associate Professors, Assistant Professors' اور Professors کی بہت بڑی تعداد جب چاہے اور جتنی چاہے vacations ایسے ایسے طریقوں سے حاصل کر لیتے ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک المیہ یہ بھی ہے کہ محکمہ صحت کا کردار بجائے Public Interest Monitoring Authority ہونے کے Professors Interest Authority بن چکا ہے۔ طویل تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسے تمام افراد جو سرکاری ہسپتالوں میں Associate Professors, Assistant Professors اور Professors تعینات ہیں کو قطعاً کلینکس پر پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت نہ ہونی چاہئے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک طرف ایک عام شہری کا معائنہ کیا جائے دوسری طرف ہزاروں روپے فیس دینے والا اور مہنگے laboratory test کروا سکنے والا مریض ایک جیسی توجہ حاصل کر سکے۔ چھوٹے شہروں، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں تعینات عملہ بھی اپنے bosses کے لئے ایسی ہی خدمات انجام دے رہا ہے، جہاں ان ہسپتالوں کے اردگرد انہی ڈاکٹروں کے پرائیویٹ کلینکس booming business کر رہے ہیں۔ ایک طرف عوام کو pharmaceutical companies کی

سازشی لوٹ کھسوٹ دوسری طرف مسیحاؤں کا مریضوں سے رویہ اور محکمہ صحت کے ارباب اختیار کا سب کچھ جاننے کے باوجود بے بسی کے کردار کو زیر بحث لانے کے لئے اس معزز ایوان کے ہر رکن کو اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پنجاب کے کسی بھی سرکاری ملازم ڈاکٹر کو پرائیویٹ پریکٹس کی صورت میں نان پریکٹس الاؤنس حاصل کرنے کی اجازت نہ ہے۔ یہ امر بذات خود قانون کی خلاف ورزی ہے اور سالانہ آڈٹ کے بعد اگر کوئی ڈاکٹر اس زمرے میں آتا ہو تو اس کے خلاف باقاعدہ قانون کے مطابق انکوائری اور دیگر کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ سرکاری ٹیچنگ ہسپتال میں تعینات Professors, Associate Professors اور Assistant Professors کو AMI Act 2004 کے تحت پرائیویٹ پریکٹس کی اجازت ہے تاہم وہ ضابطہ اخلاق اور وضع کئے گئے قانون کے مطابق ہی پریکٹس کر سکتے ہیں اور ان کا کوئی بھی قدم جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہو قابل تادیبی و قانونی کارروائی ہے۔ مزید برآں AMI Act 2004 کے تحت ٹیچنگ ادارے کو ایک Monitoring Authority Committee تشکیل دینا ہوتی ہے جو ان سرکاری ملازمین کی پریکٹس اور دیگر امور کی نگرانی کرتی ہے اور قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں ان کے خلاف قانونی اور تادیبی کارروائی کی سفارش کرتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو Health Care Bill لایا جارہا ہے اس میں اس issue کو بھی redress کرنے کی کوشش کی گئی ہے بہر حال یہ جو point شیخ صاحب نے اٹھایا ہے یہ بات تو درست ہے اور یہ ڈیپارٹمنٹ کا جواب جو ہے وہ بالکل جس طرح لگی بگی بات ہوتی ہے وہ اس طرح کا ہے۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ جس طرح کی صورتحال شیخ صاحب نے تحریر میں بیان کی ہے اسی طرح کی صورتحال پائی جاتی ہے لیکن یہ جو AMI Act, 2004 مؤثر طور پر اس چیز کا تدارک نہیں کر پا رہا لیکن Health Care Bill میں کوشش کی جارہی ہے کہ اس کو مؤثر طریقے سے redress کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس House میں بیٹھے ہوئے اس وقت کسی بھی معزز رکن سے پوچھ لیجئے کہ میں نے جو کچھ حقائق بتائے ہیں 100 فیصد اور 200 فیصد ہی یہی ہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے بھی اس کی تصدیق کی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تردید نہیں کی تائید کی ہے۔

شیخ علاؤالدین: میں نے تصدیق بولا ہے، میں اردو جانتا ہوں اور میری ڈگریاں ساری صحیح ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مہربانی کر کے Chair کو مخاطب کر کے بات کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لیکن آپ ان کو بھی کہیں کہ یہ بھی آپ کو مخاطب کریں اور یہ میرے ساتھ کیوں کبھی ادھر اور اُدھر سے شروع ہو جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ سے سب کو زیادہ محبت ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، مجھے ایسی محبت نہیں چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے ٹھیک ہے ان کو بھی پتا ہے اور ان کو بھی سارا کچھ معلوم ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ میں House on the floor of the یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یقین کیجئے کہ ان Professors کے ہاتھوں غریب لوگ بہت تنگ ہیں اور ان تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ہم جو اربوں روپیہ ان کو دے رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو جائے پھر میں پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔ آپ چاہتے ہیں کہ ڈار صاحبہ اپنی تحریک پیش کریں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چاہتے ہیں تو ذرا تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جو لاء منسٹر صاحب نے Health Care Bill پر کہا ہے، میں اس کو مانتا ہوں لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جو تحصیل اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہیں جہاں پر بہت غریب اور بے چارے مظلوم لوگ آتے ہیں، ان کے ارد گرد جو لوگ پریکٹس کر رہے ہیں انہیں ختم کروادیں اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ لوگ ہسپتال میں کام نہیں کرتے، اپنے پرائیویٹ ہسپتال میں کام کرتے ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں floor پر یہ کہہ رہا ہوں کہ محکمہ صحت ان کے سامنے بے بس ہے اور وہ ان کا کچھ نہیں کر سکتا تو اس لئے اس کا کچھ نہ کچھ حل کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اس کا ابھی نمبر نہیں لگا مگر آپ اس کو پڑھ لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! نمبر بے شک کل مل جائے۔ آپ اسے پڑھ لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ نے شیخ علاؤالدین والے issue پر کیا کہا تھا کہ اس کو pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کو دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، وہ اپنے level پر دیکھیں گے۔ اس کو House کے level پر dispose of کیا جاتا ہے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: یہاں پر جو ڈاکٹرز بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بہت خوشی ہوئی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: No, this is no way.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر پبلک کا ووٹ لے کر انہوں نے ڈاکٹروں کو support کرنا ہے۔ کس بات کے ڈیسک بجائے جا رہے ہیں، پبلک کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، جس نے ڈیسک بجائے ہیں وہ ڈاکٹرز نہیں ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری eye sight بالکل ٹھیک ہے۔ جس نے ڈیسک بجایا ہے وہ ڈاکٹر ہے وہ الگ بات ہے کہ وہ ڈاکٹر نہیں بن سکی۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس فیصل آباد کے ڈاکٹر کی غفلت اور لیبارٹری کی غلط رپورٹ سے سینکڑوں مریضوں کی جان کو خطرہ

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ 19۔ فروری 2010 کو میری سات سالہ پوتی علیشبہ کے پیٹ میں تکلیف ہوئی جسے اعظم مجید میڈیکل کمپلیکس سوساں روڈ نزد فیضان مدینہ فیصل آباد میں لے جایا گیا جہاں پر ڈاکٹر اعظم مسعود نے بچی کا چیک اپ کرتے ہوئے بتایا کہ بچی کو اپنڈکس کی تکلیف لگتی ہے لہذا اس حوالے سے T.L.C ٹیسٹ کروانے کے بعد ہی پتا چلے گا کہ اپنڈکس کس سٹیج پر ہے اور اس کے بعد ہی آپریشن کیا جائے گا چنانچہ جب بچی کی مذکورہ ہسپتال ہی کی لیبارٹری سے T.L.C رپورٹ آئی تو اس میں T.L.C کی شرح 18600 تھی حالانکہ اپنڈکس کی نارمل ویلیو 4000 سے 11000 تک ہوتی ہے۔ جونہی رپورٹ آئی تو ڈاکٹر نے فوری طور پر بچی کا آپریشن کرنے کی غرض سے اسے آپریشن تھیٹر میں بھجوا دیا اور ورثا کو آپریشن کے حوالے سے انتظام، دیگر ادویات اور خرچہ وغیرہ جمع کروانے کا حکم دیا۔ اسی اثنا میں ہمارے جاننے والے ایک ڈاکٹر اسی ہسپتال میں آئے جنہوں نے رپورٹ دیکھ کر کہا کہ اتنی زیادہ شرح

نہیں ہو سکتی لہذا کسی اور لیبارٹری سے ٹیسٹ کروایا جائے۔ بعد ازاں بچی کا T.L.C ٹیسٹ نیشنل لیبارٹری واقع جیل روڈ نزد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد سے کروایا گیا تو یہ شرح 8400 تھی جس پر ہمارے ڈاکٹر نے کہا کہ آپریشن کروانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے اور بچی کو یہاں سے لے جانا بہتر ہے۔ اگر ہم ڈاکٹر اعظم مسعود کے ہسپتال کی لیبارٹری پر ہی اکتفا کرتے تو ڈاکٹر موصوف روپے پیسے کے لالچ میں بچی کا آپریشن کر کے اسے زندگی بھر کے لئے معذور بنا دیتا۔ ڈاکٹر موصوف کی نام نہاد قابلیت اور لیبارٹری ٹیسٹ کی رپورٹس پر اعتبار یا یقین کرنا سراسر کم عقلی ہے اور نامعلوم کہ اب تک مذکورہ ڈاکٹر کے ہاتھوں کتنے معصوم لوگ اپنے خون پسینے کی کمائی سے ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ مذکورہ ہسپتال کی لیبارٹری رپورٹوں پر معذور ہو چکے ہیں اور مذکورہ ڈاکٹر نے انسانی خدمت کے نام پر نجانے کتنے لوگوں کو اس جہان فانی سے رخصت کرنے میں اپنا گھناؤنا کردار ادا کیا ہو گا لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، پہلے لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار تھی یا تحریک استحقاق تھی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بھی ہے اور استحقاق بھی ہے۔ (قہقہہ)

جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو کل تک کے لئے pending فرما دیں اس کا جواب تو ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا گیا ہے ورنہ اگلے سیشن کے لئے pending ہونی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں سب کی طرف آتا ہوں۔ جو جو ساتھی ہیں میں سب کو floor دوں گا۔ بلوچ صاحب میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ پہلے مخدوم صاحب فرمائیں آپ نے کیا فرمانا ہے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں صرف آپ کا ایک منٹ لوں گا اور میں چاہوں گا کہ رانا صاحب اس پر غور فرمالیں مگر وہ دیکھ نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! مخدوم صاحب آپ کی توجہ چاہتے ہیں۔

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میں مختصر سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں حال ہی میں Punjab House اسلام آباد میں تھا تو وہاں کے عملہ کے کچھ لوگوں نے یہ issue raise کیا تھا کہ وہاں کافی سارے حضرات ایسے ہیں جو بہت سالوں سے وہاں کام کر رہے ہیں مگر عارضی بنیاد پر۔ ان میں سے چند لوگ بہت مضبوط سفارش کی بنیاد پر مستقل ہوئے مگر باقی اسی طرح temporary basis پر کام کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اتنے سال گزر جانے کے باوجود ہمیں regularize نہیں کیا گیا۔ میں صرف لاء منسٹر صاحب کی توجہ چاہ رہا تھا کہ وہ اس معاملے پر کچھ ہو سکے تو کوئی عنایت فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں سب کی طرف آ رہا ہوں۔ پرویز رفیق کے بعد خواجہ صاحب آپ کی باری ہے۔ بلوچ صاحب آپ کا تو ابھی بہت وقت پڑا ہے بے فکر رہیں۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھہر جائیں۔ ابھی تشریف رکھیں۔ جی، پیر صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر توجہ دیں کہ جو Constitution of Pakistan کا آرٹیکل 23 یہ کہتا ہے کہ:

Every citizen shall have the right to acquire, hold and dispose of property in any part of Pakistan, subject to Constitution and any reasonable restrictions imposed by law in the public interest.

لیکن بد قسمتی سے پچھلے پانچ مہینے سے میری تحصیل فیروز والا میں نہ جانے پنجاب گورنمنٹ کی رِٹ قائم ہے یا کوئی فیڈرل گورنمنٹ کی رِٹ قائم ہے وہاں پر انہوں نے رجسٹریاں بالکل close کی ہوئی ہیں۔ کوئی آرڈر نہیں ہے وہاں قانون اور آئین کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ ہم rule of law کی بات کرتے ہیں میں ہر فورم پر گیا میں ڈی ڈی او (آر) کے پاس گیا تو اس نے کہا ڈی سی او کے پاس جاؤ۔ جب ڈی سی او کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ کمشنر کے پاس جاؤ۔ جب کمشنر کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ چیف منسٹر ہاؤس جاؤ۔ کہیں پر کوئی written order موجود نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر قانون اور آئین میں ایسی کوئی شق ہے تو پھر کریں لیکن فیروز والا کو کوئی ایسا حصہ نہ بنادیں کہ وہاں پر ریونیو ڈیپارٹمنٹ اپنی مرضی کرے، ڈی سی او اپنی مرضی کرے، جس کا جو دل چاہے کرے۔ وہ رجسٹری پانچ مہینے سے رُکی ہوئی ہے۔ براہ مہربانی اس پر توجہ دیں وہاں کے لوگ بہت پریشان ہیں۔ شکریہ

خواجہ عمران نذیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ پہلے ذرا ان کی بات کا جواب آنے دیں اس کے بعد خواجہ صاحب میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ لاءمنسٹر صاحب یہ آپ کو مل لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کوئی تحریراً چیز میرے حوالے کریں تاکہ میں اس کا جواب منگوالوں یا پھر یہ میرے پاس تشریف لے آئیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جی، میں ان کو تحریراً دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے لمبا اجلاس ہونے کی وجہ سے اسمبلی ملازمین کو ایک ماہ کی اضافی تنخواہ کا مطالبہ

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! 17۔فروری کے اجلاس میں بھی request کی تھی کہ یہ جو ہمارا موجودہ سیشن چل رہا ہے اللہ کے فضل سے یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا سب سے لمبا سیشن ہے۔ آپ کی اس سیٹ پر موجودگی کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے میں دوبارہ درخواست کروں گا کہ ہمارے ان تمام ملازمین بھائی جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس سیشن کو چلانے میں ہماری مدد کی ہے، جنہوں نے ہر طرح سے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے ہمیں تو یقیناً اس کے allowances ملیں گے لیکن ان ساتھیوں اور ان بھائیوں کے لئے بھی آپ اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ایک ماہ کی خصوصی تنخواہ کا اعلان کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس کے ہمارے ملازمین بھائی جن کی ڈیوٹی پنجاب اسمبلی میں depute ہے۔ ان ملازمین کے ساتھ کئی سال سے یہ زیادتی ہو رہی ہے کہ وہ کام یہاں کرتے ہیں جب سیشن ہوتا ہے تو بجلی، پانی تمام چیزوں کی ذمہ داری ان پر ہوتی ہے لیکن ان کو کوئی extra allowances نہیں ملتے ان کو کوئی overtime نہیں ملتا۔ میری جناب سے استدعا ہے کہ ان تمام ملازمین کے لئے آپ دست شفقت فرمائیں اور خصوصی طور پر ان کے لئے بھی ایک ایک ماہ کی خصوصی تنخواہ کا اعلان کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے عملہ کی تنخواہ کی ادائیگی کا معاملہ فنانس کمیٹی کے سُپرد کیا جاتا ہے۔ وہ دیکھ کر جو فیصلہ کرے گی اس کو پھر ہم دیکھ لیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے پوری طرح سے confirm تو نہیں ہے لیکن میرا اندازہ ہے کہ کسی بھی بجٹ سیشن کے علاوہ یہ سب سے لمبا سیشن ہے۔ بجٹ سیشن بیس، پچیس دن یا بعض اوقات ایک ماہ کا ہوتا ہے اور اس کے علاوہ سیشن دس پندرہ یا سترہ دن کے ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ سیشن بجٹ سیشن کے برابر ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ ordinary

sessions میں سب سے لمبا چلا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ سیکرٹریٹ ملازمین کا حق بنتا ہے کہ انہیں ایک ماہ کی اضافی تنخواہ دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس سلسلے میں سپیکر صاحب سے بھی بات ہوئی ہے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے وہ بھی اس بارے میں inclined ہیں تو میرا خیال ہے کہ کل جب اجلاس prorogue ہو گا تو اس قسم کی announcement ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ۔جی، سیمل کامران صاحبہ! آپ بھی کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، میں نے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں ان کے احترام میں بیٹھ جاتی ہوں۔ ان کے بعد کچھ عرض کروں گی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اپنی بہن سیمل کامران کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے مہربانی فرمائی اور مجھے ٹائم دیا۔ ایک میگزین The Parliamentarian جو کہ لندن سے شائع ہوتا ہے اور اس میں ہمارے پنجاب اسمبلی کے دو افسران نے ایک آرٹیکل لکھا تھا جو ہماری اسمبلی کے متعلق تھا جس میں پنجاب اسمبلی کی سو سالہ تاریخ پر جو ریسرچ تھی وہ شائع ہوئی ہے اور میں انہیں appreciate کروں گا۔ انتہائی محنت اور لگن سے انہوں نے یہ کام کیا ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کے دو ریسرچ آفیسرز عبیدہ ہارون اور خالد محمود صاحب نے انتہائی محنت کے ساتھ یہ کام کیا ہے۔ میں اس پورے House کی طرف سے انہیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

ان کو appreciate بھی کرتا ہوں اور ان سے یہ توقع بھی کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اسی محبت اور لگن سے کام کرتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں نے بھی بات کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ کا نمبر بعد میں آئے گا۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جہاں پر دیگر ملازمین کی بات ہو رہی تھی تو بجلی والے بھی یہاں پر کام کرتے ہیں اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے چند ملازمین جو صبح سے لے کر رات تک یہاں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ میں ان کے متعلق بھی یہ سفارش کروں کہ سپیکر صاحب اگر بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو یہ لکھ بھیجیں کہ جو special benefits مراعات اور اضافی تنخواہ وغیرہ دی جاتی ہیں اس میں ان چند لوگوں کی بھی recommendation بھیج دی جائے۔ ڈیپارٹمنٹ میں پیسا موجود ہے اور اگر سپیکر صاحب ان بجلی والوں کو بھی recommend کر دیں گے تو ان کے لئے بھی یہ ایک اضافی benefit ہو جائے گا جس طرح اسمبلی سیکرٹریٹ کے ملازمین کو ملتا ہے اور ان کے کام کرنے کے hours بھی کچھ زیادہ ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ آپ سپیکر کی Chair پر جہاں دوسرے ملازمین کے لئے مہربانی کر رہے ہیں وہاں بجلی والوں کے لئے بھی یہ بات فرما دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمیشہ جب بھی اجلاس ہوتا ہے ان کے لئے recommendation letter سپیکر آفس سے جاتا رہا ہے اور اس دفعہ بھی لازمی طور پر ان کا لیٹر جائے گا۔

محترمہ انبساط حامد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انبساط صاحبہ آپ کوئی بات کرنا چاہ رہی تھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! یہ جو ہمارے بجلی والے ہیں انہیں کبھی بھی یہ benefits نہیں ملے۔ یہ پہلی دفعہ ہے اگر آپ نے مہربانی کرنی ہے تو آپ ہی فرما دیں ان بے چاروں کو پہلے نہیں ملتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ ان کے لئے پھر لیٹر بھیجیں گے۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی تھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹروں کے، ہسپتالوں کے، اتنے زیادہ یہاں مسئلے مسائل ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پنجاب اسمبلی کے ممبران اتنے پریشان ہیں تو عام آدمی کا

کیا حال ہو گا۔ میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف جو کبھی بھی اجلاس میں نظر نہیں آئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے وہ آپ سے زیادہ نظر آئے ہیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب والا! ان کی سیٹ کچھ اور ہے اگر مجھے ان کی سیٹ ملے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ روز نظر آؤں گی لیکن میں آپ کے توسط سے ان کو یہ کہنا چاہ رہی ہوں اور ان کو یہ message پہنچانا چاہ رہی ہوں کہ خدا را He is the person who is in-charge of all the departments جن میں problems ہو رہی ہیں۔ رانا صاحب کو ساری فائلیں دے کر سارا کام ہی رانا صاحب کے کمزور کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے۔ ان کے کمزور کندھے اتنی ذمہ داری برداشت نہیں کر سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں۔ Order in the House. محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! محترمہ نے پہلی دفعہ انکشاف کیا ہے کہ رانا صاحب بھی کمزور ہیں ہم تو صرف مونچھیں اور راجپوت دیکھ کر تسلی دے دیا کرتے تھے۔ یہ تو نیا انکشاف ہوا ہے کہ وہ اس عمر میں ہی کمزور ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی۔ جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب یوگا بھی کرتے ہیں ان کے کندھے کمزور نہیں ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ ان کے اعصاب کتنے مضبوط ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! میں عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فوزیہ بہرام صاحبہ ان کے بعد آپ کی طرف بھی آرہا ہوں۔ جناب شیر علی خان!

لاہور پولیس میں بھرتی ہونے والے سابق فوجیوں

کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی

جناب شیر علی خان: شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ کیونکہ ملازمین کی بات ہو رہی تھی تو میں نے سوچا میں بھی کر دوں۔ 1400 سابقہ فوجی پولیس میں بھرتی کئے گئے تھے جن میں سے ایک ہزار ملازمین دوسرے اضلاع میں بھیجے گئے ان کو ڈسٹرکٹ پولیس کی مد سے تنخواہیں مل رہی ہیں اور چار سو پولیس ملازمین جو لاہور میں تعینات ہیں ان کو ابھی تنخواہ نہیں ملی۔ ان میں سے کافی سارے لوگ پنجاب اسمبلی کی سکیورٹی میں بھی تعینات ہیں۔ ان ملازمین کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کے گھروں میں بھوک ہے۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ گزارش ہو گی کہ ان کو تنخواہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! ان کی تنخواہوں کا خیال رکھیں۔ اگر ملازم رکھے ہوئے ہیں تو ان کو تنخواہ ملنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس کو چیک کروا کر کل میں اس بارے میں بتاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! محترمہ انبساط حامد اور وزیر قانون صاحب دونوں میرے بڑے پرانے واقف ہیں اور وزیر قانون صاحب میرے پہلے دو مرتبہ colleague بھی رہے ہیں لیکن آج میں انبساط صاحبہ کی بات سن کر بہت پریشان ہو گئی ہوں، میں نہیں چاہتی کہ ان کے کمزور کندھوں پر اتنا بوجھ ڈال کر مزید کمزور کروں ان کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے کندھوں کو مضبوط کرنے کے لئے مناسب وٹامن کھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے رانا صاحب اب اس کا جواب تو بنتا ہے کیونکہ اعتراض بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میں انبساط صاحبہ اور فوزیہ بہرام صاحبہ کو گزارش کروں گا کہ وہ جو vitamins مجھے کھلانا چاہتی ہیں وہ مجھے recommend کر دیں تو انشاء اللہ میں ان کی اس کوشش سے استفادہ کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب والا!میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ18-2-2010کو اندراج نمبر97کو میں نے اجلاس کے اندر نوٹس برائے تحریک التوائے کار پیش کیا تھا کیونکہ وہ تحریک آپ کے پاس نہیں پہنچی میں اس کو دوبارہ پڑھنے لگا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ آج کے لئے واقعیpendingہوئی تھی اس کا جواب میرے پاس موصول ہوا ہے لیکن اس جواب سے ڈاکٹر صاحب مطمئن نہیں ہیں اس جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب میری اس میں گزارش یہ ہے کہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ یہ کل کے لئے رکھ لیں کل جیسے ہی تحریک التوائے کار شروع ہوں گی آپ کا نمبر پکار کر آپ کو کہہ دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جس بات سے ڈاکٹر صاحب مطمئن نہیں ہیں وہ میں آپ کے گوش گزار کر دیتا ہوں۔ اس میں یہ لکھا گیا ہے کہ تحریک التوائے کار کے پیش نظر ڈائریکٹر جنرل انکوائریز اینڈ مانیٹرنگ محکمہ لوکل گورنمنٹ کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس کی انکوائری رپورٹ دس یوم کے اندر پیش کریں۔ میں آج ہی متعلقہ محکمہ سے کہہ رہا ہوں کہ اس کی prima facie reportکل تک دے دیں باقی رپورٹ پھر دس دن میں یا اگلے اجلاس تک آجائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب کافی دیر سے بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! آپ میری بات سنیں اگر آپ ٹیکنیکل بات کریں گے تو تحریک التوائے کار کا وقتalreadyختم ہو چکا ہے۔ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کل اس کی رپورٹ پیش کر دیں گے۔ جی،منڈا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا!میں نے بھی گزارش کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ آپس میںdecideکر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا!سید حسن مرتضیٰ صاحب مجھ سے بڑے ہیں میرے سینئر ہیں وہ پہلے بات کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!رانا صاحب ابھی vitamins کا پوچھ رہے تھے وہ بات محاورتاً ہوئی تھی شاید انہوں نے غلط سمجھا ہے۔ دوسری جناب! میری گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر خالد صاحب دوسرے دن سے بجٹ اٹھائے کھڑے ہوتے ہیں۔یہ کس کا بجٹ تھا کہیں غلط تو نہیں اٹھائے پھر رہے ۔یہ کس کا بجٹ تھا کون کھا گیا ہے کہ کم از کم House کو اتنا تو بتا دیں کہ یہ کس ایم پی اے، کس ایم این اے اور کس پی ایم اے کا بجٹ تھا؟

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ وہی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔بس بات ہو گئی آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ تشریف رکھیں چونکہ آپ نے اپنی باری چھوڑ دی تھی سیمل کامران صاحبہ پھر اس کے بعد آپ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!پہلے سیمل کامران صاحبہ پھر آپ۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنی باری چھوڑ دی تھی۔اب پہلے سیمل کامران صاحبہ بات کریں گی۔ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر!میں مسٹر منڈا سے request کرتی ہوں کہ Please don't disturb agenda میں سب سے پہلے تو Chair اور معزز لاء منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ اس پورے اجلاس میں ہم نے آپ تینوں کو سب سے زیادہ تنگ کیا اس کے لئے میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں برداشت کیا۔میں آپ کے سامنے دو بڑے important issues پیش کرنا

چاہتی ہوں- پنجاب میں سوشل سکیورٹی کے جو ہسپتال ہیں وہاں پر male and female دونوں employees جاتے ہیں لیکن جب male employees جاتے ہیں تو ان کی فیملی کو treat کیا جاتا ہے اور انہیں میڈیکل کی تمام possible facilities دی جاتی ہیں لیکن جب وہاں خواتین جاتی ہیں تو ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ کفالت کرنا صرف باپ کی ذمہ داری ہوتی ہے لہذا آپ کے بچوں کا اور نہ ہی آپ کے والدین کا علاج معالجہ ہو سکتا ہے- اگر آپ نے علاج کروانا ہے تو enroll کروا کر لائیں- ان کا service structure same ہوتا ہے اور وہ بھی اسی طرح deliver کرتی ہیں جس طرح ایک male member کرتا ہے تو پھر خواتین کے ساتھ یہ discrimination کیوں کی جارہی ہے؟ مہربانی فرما کر اس پر بھی غور فرمائیں۔

جناب سپیکر! آج میرے ہاتھ میں بہت اہم document آیا ہے یقین مانئے کہ اسے دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہوا ہے- فوڈ سٹمپ سکیم کے بارے میں میرا ایک سوال تھا جس کا محکمے نے یہ جواب دیا ہے کہ (ق) لیگ، پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ، فنکشنل لیگ تمام لوگوں کو فوڈ سٹمپ پروگرام کے فنڈز distribute کئے گئے تھے- نیچے یہ لکھا ہے کہ کچھ خواتین جن کا تعلق مسلم لیگ (ق) سے ہے انہیں بھی یہ فنڈ دیا ہے اور ان تین ممبران کے نام بھی دیئے گئے ہیں- پہلے بھی یہ لوٹا کریسی ہوتی تھی یہ کوئی آج پہلی دفعہ نہیں ہو رہی لیکن کیا اسے legalize کیا جائے گا اور اس طرح سے اسے document میں لایا جائے گا؟ اس کا مطلب ہے کہ اسے ایک قانونی حیثیت دی جارہی ہے- آپ نے، لاء منسٹر صاحب نے اور تمام ممبران جو پچھلی دفعہ اپوزیشن میں تھے آپ سب نے جیسے اپوزیشن گزاری میں آپ سب کو salute کرتی ہوں کہ سب اپنی جگہ پر ڈٹے رہے اور اپنی پارٹی کے ساتھ دغا نہیں کیا لیکن کیا یہ دغا دینے کا سرٹیفکیٹ ہے، کیا جنہوں نے اپنی اپنی جماعتوں کے ساتھ dishonesty کی ہے یہ اس کا سرٹیفکیٹ ہے؟ آپ اسے legalize کرنے کے لئے documents میں ڈال رہے ہیں۔ Sir, this is too much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سیمل کامران: میں اس پر احتجاج کرتی ہوں اور احتجاجاً واک آؤٹ کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please order in the House, order in the House. جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): ندیم کامران کو بھجیں کہ وہ محترمہ کو منا کر ایوان میں لائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج آپ نے اور سپیکر صاحب نے بھی کہا تھا کہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! محترمہ کو منانے کے لئے منڈا صاحب کو بھجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب اور حسن مرتضیٰ صاحب جا کر محترمہ کو واپس ایوان میں لائیں۔ شیخ صاحب! پلیز آپ بات کریں۔

(اس مرحلہ پر سید حسن مرتضیٰ اور چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)
محترمہ سیمل کامران کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آج ایک تحریک التوائے کار پر عام بحث کے لئے ٹائم مقرر کیا گیا تھا لہذا اس پر بحث سن لیں پھر اس پر لاء منسٹر صاحب نے بھی کوئی بات کرنی ہے اور گورنمنٹ کا view دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو بات کی ہے۔اب آپ اس پر کیا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک کو آج عام بحث کے لئے رکھا گیا ہے لہذا آپ اس پر دوسرے ممبران کی بات سن لیں۔میں 30 سال اور اس سے اوپر کی جن 17 فیصد خواتین کے لئے ملازمتوں میں حصہ مانگ رہا ہوں اس پر بات سن لیجئے اور پھر لاء منسٹر صاحب سے کہئے کہ وہ اس پر گورنمنٹ کا view دیں چونکہ ہم نے آج کے ایجنڈے پر اسے رکھا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ آج کے بزنس میں نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیجئے۔جمعرات کو یہی بات ہوئی تھی۔ ابھی سپیکر صاحب نے بھی کہا کہ ہاں ٹھیک ہے اسے بعد میں سنتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں اسے اسمبلی سیکرٹریٹ سے دیکھ کر آپ کو بتاتا ہوں۔ دو قرار دادیں ہیں میں ان کو دیکھ لوں اور آپ اتنی دیر میں شیخ صاحب والی بات کو thrash out کر لیں۔ جناب پرویز رفیق ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران اپنا واک آؤٹ
ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لائیں)

میں محترمہ سیمل کامران کو ایوان میں واپس آنے پر welcome کرتا ہوں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تحریک کو oppose کر رہے ہیں یا قرار داد کو؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں قرار داد کو oppose کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پھر ابھی تشریف رکھیں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک منظور ہوئی لہذا محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس منسوخ کرنے اور شراب کی فروخت پر مکمل پابندی کا مطالبہ

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر مسلموں کو مذہب کی بنیاد پر جاری شراب کے لائسنس/ پرمٹوں کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے نیز پنجاب کے مختلف ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کو بند کر کے شراب پر مکمل پابندی لگائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں غیر مسلموں کو مذہب کی بنیاد پر جاری شراب کے لائسنس/ پرمٹوں کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے نیز پنجاب کے مختلف ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کو بند کر کے شراب پر مکمل پابندی لگائی جائے۔"

SYED HASSAN MURTAZA: I oppose.

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جو جو اس پر بات کرنا چاہتے ہیں میں باری باری سب کو موقع دوں گا۔ جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ میرے بھائی نے جو قرارداد پیش کی ہے جہاں تک مذہب کا تعلق ہے تو میں نہیں جانتا کہ ان کے مذہب میں یہ جائز ہے یا نہیں، حرام ہے یا حلال؟ میں تو یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ جب شراب پر پابندی لگی تو اس وقت ٹھیکے ہوتے تھے اور جس نے پینی ہوتی تھی وہ جا کر پرمٹ پر شراب لے کر پی لیتا تھا۔ جب اس پر پابندی لگی تو پھر گھر گھر شراب کی بھٹیاں لگ گئیں وہ زہریلی شراب ہوتی تھی اس سے سینکڑوں لوگ موت کے گھاٹ اترے۔ شراب پر اسی پابندی کی وجہ سے یہاں پر ہیروئن آئی۔ آج ہمارے ملک میں جمہوریت کی حکمرانی ہے اور ہم ایسے قانون کیوں بناتے ہیں جن پر implement نہیں کروا سکتے۔ اب بھی عیسائیوں کے نام پر جو پرمٹ بنے ہوئے ہیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ان سے تقریباً 80 فیصد مسلمان مستفید ہو رہے ہیں۔

معزز اراکین: 98 فیصد۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس شراب سے 98 فیصد مسلمان مستفید ہو رہے ہیں۔ ہمارے مذہب میں یہ بالکل حرام ہے اور یہ کسی بھی صورت میں قابل قبول ہے ہی نہیں لیکن اس کے باوجود ہم مذہب کے ساتھ بھی مذاق کر رہے ہیں، ہم اپنے آئین اور قانون کے ساتھ بھی مذاق کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر بے شمار دفعہ کہہ چکا ہوں کہ ہمیں ایسی پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں جن پر عملدرآمد نہ کروایا جا سکے۔ ہم جس چیز کو regulate نہیں کر سکتے اس پر پابندی لگا دیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ .Order in the House اصولاً ہوتا تو یہ ہے کہ جب کوئی قرارداد oppose ہو تو پہلے اس کا محرک اپنی قرارداد کے حق میں بات کرتا ہے لیکن حسن مرتضیٰ صاحب کو بہت زیادہ جوش تھا اور وہ oppose کرتے ساتھ ہی شروع ہو گئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! یہ چیز ہی ایسی ہے جو اچھال کر رکھ دیتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ پورا House کیسے تڑپ رہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے محرک کو تو بات کر لینے دیں۔جی، پرویز رفیق صاحب! آپ نے اپنی قرارداد کے حق میں کوئی بات کرنی ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں نے قرارداد پیش کی ہے تو definitely بات بھی کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! اگر قرارداد کو دیکھیں تو میں نے اس میں کہا ہے کہ "مذہب کی بنیاد پر جاری شراب کے لائسنس اور permits کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے۔" اس کے بعد میں نے کہا ہے کہ "پنجاب کے مختلف ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کو بند کیا جائے۔"

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ Article-25 کے تحت یہ آئین پاکستان کی violation ہے کیونکہ مذہب کی بنیاد پر کوئی discrimination کی جا سکتی ہے، کسی کو زیادہ promote کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو زیادہ disgrace کیا جا سکتا۔ میرے پاس اس وقت بائبل ہے اور اس کے مختلف حوالے ہیں۔ میں یہاں پر ایک community کا نمائندہ ہوں۔ میں دو دفعہ پہلے بھی اسمبلی سیکرٹریٹ میں قرارداد جمع کروا چکا ہوں۔ اب آپ نے اجازت دی ہے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین اور law کی severe violation ہے کہ غیر مسلموں کے لئے شراب جائز قرار دے دی گئی ہے۔ بائبل کہتی ہے کہ شراب پینا منع ہے۔ میں یہاں پر بائبل کا حوالہ پڑھ دیتا ہوں۔ یہ بائبل مقدس میں سے امثال کی کتاب کا باب نمبر 23 ہے، اس کی آیات نمبر 19 سے 21 تک ہیں۔ ان میں کہا گیا ہے کہ:

> "اے میرے بیٹے! تو سُن اور دانا بن اور اپنے دل کی رہبری کر۔ تو شرابیوں میں شامل نہ ہو اور نہ حرص کبابیوں میں کیونکہ شرابی اور کھاؤ کنگال ہو جائیں گے اور نیند ان کو چیتھڑے پہنائے گی۔"

اس کے بعد آیت نمبر 29 میں کہا گیا ہے کہ:

> "کون افسوس کرتا ہے، کون غم زدہ ہے، کون جھگڑالو ہے، کون شاکی ہے، کون بے سبب گھائل ہے اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ وہی جو دیر تک مے

نوشی کرتا ہے، وہی جو ملائی ہوئی مَے کی تلاش میں رہتے ہیں۔مَے لال لال ہو، جب اس کا عکس جام پر پڑے اور جب وہ روانی کے ساتھ نیچے اترے تو اس پر نظر نہ کر کیونکہ انجام کار وہ سانپ کی طرح کاٹتی اور اسی کی طرح ڈس جاتی ہے۔"

اس کے بعد بائبل مقدس میں سے ایک اور حوالہ ہے کہ:

پلوس رسول کا خط کرنتیوں کے نام: "کوئی شرابی خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا"

جناب سپیکر! آپ آئین پاکستان کو اٹھا کر دیکھیں، Article-36 میں کہا گیا ہے کہ:

Protection of minorities:-The State shall safeguard the legitimate rights and interests of minorities, including their due representation in the Federal and Provincial services.

اس کے علاوہ آئین پاکستان کا Article-14 یہ کہتا ہے کہ:

14. (1) The dignity of man and, subject to law, the privacy of home, shall be inviolable.

جناب سپیکر! Article-36 میں legitimate rights and interests. کو protect کیا گیا ہے تو کیا

Drinking of alcohol and its sale may be legitimate rights when it is prohibited/discouraged by Bible?

میرا یہ مؤقف ہے کہ صوبہ پنجاب میں 50 لاکھ سے زیادہ minorities ہیں۔اب اگر آپ اعداد و شمار اٹھا کر دیکھتے ہیں تو محکمہ ایکسائز پنجاب نے تقریباً 6010 کے قریب permits جاری کئے ہیں۔اس حوالے سے law بنایا گیا ہے کہ six units ملیں گے، One unit is equal to one bottle. اور اس میں اس کی مقدار بھی دی گئی ہے۔یہ 36 ہزار کے قریب بوتلیں بنتی ہیں۔ لاکھوں کی آبادی میں سے صرف 6 ہزار لوگوں نے اس کو own کیا، اپنا ذریعہ معاش بنایا اور اس کی آڑ

میں شراب کا کاروبار جاری ہے۔اکثریت نے اس permit کو own نہ کر کے یہ message convey کیا ہے کہ مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہے۔اس حوالے سے قانون سازی کرنا ہماری jurisdiction ہے۔

> Criminal Laws/Hadood Laws in Concurrent Legislative List are not in Federal Legislative List. So provinces have a right to legislate in this matter.

لہذا میری گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب میں جو اقلیتوں اور مسیحوں کو مذہب کی بنیاد پر شراب کے لائسنس جاری کئے گئے ہیں انہیں منسوخ کیا جائے اور اسی بنیاد پر جو شراب ہوٹلوں میں فروخت ہو رہی ہے اسے بھی فوری طور پر بند کیا جائے۔پنجاب حکومت نے جس طرح N.F.C, Award میں اپنا ایک role ادا کیا ہے اسی طرح شراب کی فروخت پر پابندی لگا کر بھی اپنا role ادا کرے کیونکہ قرآن اور سنت میں بھی شراب کی ممانعت آئی ہے۔یہ بہت ہی misquotation کی گئی ہے کہ non Muslims کو شراب کی فروخت کی اجازت ہے۔اس میں ایک plea یہ لی گئی ہے کہ ان کو یہ شراب religious purposes کے لئے supply کی جاتی ہے۔میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہر ماہ ہماری کوئی ایسی Religious ceremonies نہیں ہوتیں کہ جس میں شراب کی اجازت ہو۔آپ permit holders کو دیکھ لیں کہ کیا وہ پادری یا چرچ کے رہنما ہیں؟وہ عام لوگ ہیں، جنہوں نے اس کو کاروبار بنایا ہوا ہے اور میرے مذہب اور میری قوم کو یہ لعنت دیکھنا پڑ رہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔شراب کے کاروبار کو کسی مذہب کی آڑ میں نہ کریں۔جس طرح حسن مرتضیٰ صاحب کہہ رہے تھے تو مجھے بھی شراب کی فروخت پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔یہاں پر ہیروئن فروخت ہو رہی ہے، چرس فروخت ہو رہی ہے اور every one knows it جبکہ شراب ہمارے مذہب کی آڑ میں فروخت کی جا رہی ہے۔میں کہتا ہوں کہ شراب بے شک فروخت کی جائے لیکن ہمارے مذہب کی آڑ لے کر نہیں۔جس طرح آپ پٹرول پمپ دیتے ہیں، سیمنٹ کا permit دیتے ہیں وہ آپ کسی مذہب کی بنیاد پر نہیں دیتے۔حکومت پنجاب یا حکومت پاکستان جو بھی permit جاری کرتی ہے وہ مذہب کی بنیاد پر جاری نہیں ہوتے بلکہ اس کی کوئی اور شرائط ہوتی ہیں۔

تو میری یہ گزارش ہے کہ اگر واقعتاً ہی ہم نے شراب رکھنی ہے۔پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ قران پاک،بائبل مقدس اور دوسرے مذاہب میں شراب کی ممانعت ہے۔میں guarantee سے کہہ سکتا ہوں کہ کسی بھی مذہب میں اس کی اجازت نہیں ہے۔Religious ceremonies کے لئے wine کی اجازت ہے اور wine کا اس liquor سے کوئی تعلق نہیں ہے۔میری گزارش ہے کہ تمام مذاہب کی الہامی کتابوں کی روشنی میں ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم شراب کی فروخت کی اجازت مذہب کی بنیاد پر دیں۔ہمیں بڑا بھائی ہونے کے ناتے،ایک بڑا صوبہ ہونے کے ناتے،عددی حوالے سے یہ پاکستان کا سب سے بڑا جمہوری ایوان ہے تو ہمیں یہاں سے یہ message دینا چاہئے کہ ہم تمام مذاہب کا احترام کرتے ہوئے اس شراب کی فروخت پر پابندی لگاتے ہیں۔یہ سماجی برائی بھی پیدا کرتی ہے،کوئی باشعور،عزت والا یا غیرت مند آدمی اس چیز کی اجازت نہیں دے سکتا۔افسوس کی بات یہ ہے کہ مسیحی خواتین کو بھی شراب کے لائسنس مذہب کی آڑ میں جاری کر دیئے جاتے ہیں۔یہ ہمارے لئے بہت ہی افسوس اور شرم کی بات ہے۔میں یہاں پر ایک community کا نمائندہ ہونے کے ناتے کہتا ہوں کہ اس پر پابندی لگائی جائے۔اس معزز ایوان میں میرے دوسرے مسیحی بھائی بھی بیٹھے ہیں،وہ سب یہ جانتے ہیں کہ بائبل مقدس میں اس کی ممانعت ہے اور اسی طرح دوسرے مذاہب میں بھی اس کی ممانعت ہے۔میرے دوسرے اقلیتی بھائیوں کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ میری اس قرارداد کو اس معزز ایوان سے پاس کروایا جائے اور فوری طور پر اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر!میرے بھائی پرویز رفیق صاحب نے جو قرارداد House میں پیش کی ہے میں اس کی spirit کے خلاف نہیں ہوں لیکن انہوں نے on the floor of the House جو الفاظ بار بار استعمال کئے ہیں ان پر مجھے اعتراض ہے۔اپنی قرارداد میں بھی انہوں نے اسی بات پر زور دیا ہے کہ شاید صرف مسیحی لوگوں کو ہی شراب کے permit دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!امتناع منشیات کے حوالے سے جو بھی permit جاری ہوتے ہیں وہاں پر مذہب نہیں بلکہ غیر مسلم یا اقلیت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور یہ permit صرف مسیحوں کو ہی نہیں

دیئے جاتے۔ یہاں پر حسن مرتضیٰ صاحب نے تھوڑی سی background بتانے کی کوشش کی لیکن جس طرح آپ نے کہا کہ وہ ایک ایسا issue تھا کہ وہ بہت زیادہ جذباتی ہو گئے اور میرے بھائی پرویز رفیق صاحب نے بھی اس بات کی history نہیں بتائی کہ کس موقع پر، کب اور کن حالات میں non-Muslims کو شراب کے permit جاری کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ہم تھوڑا سا تاریخ کے اوراق پر نظر دوڑائیں تو میرے خیال میں 1975 یا 1976 کی بات ہو گی اور شاید میری بات میرے کسی معزز دوست کو بری لگے اس کے لئے میں معذرت چاہوں گا۔ محترم ذوالفقار شہید بھٹو کا وزارت عظمیٰ کا دور تھا اور علماء کرام کی ایک تحریک زوروں پر تھی اور صرف علماء کرام کو خوش کرنے کے لئے جب اس وقت کے وزیر اعظم نے قومی اسمبلی کے floor پر تقریر کی تو انہوں نے کہا کہ ہم اقلیتوں کو ان کی مذہبی رسومات کو پورا کرنے کے لئے شراب کے permit جاری کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ تب بھی لفظ غیر مسلم استعمال کیا گیا تھا اور کہیں بھی مسیحی کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا تھا، تاریخ اس بات کی شاہد ہے اور قومی اسمبلی کا ریکارڈ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس وقت کے ہمارے ایک ہندو MNA رانا چندر سنگھ جو اس وقت اس دنیا میں نہیں رہے میں آج خاص طور پر ان کا نام اس floor پر لینا چاہوں گا کہ انہوں نے وزیر اعظم کی تقریر کے دوران point of order پر یہ کہا تھا کہ چونکہ ہماری community میں ہماری مذہبی رسومات کو پورا کرنے کے لئے شراب کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہمیں شراب استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ میرے خیال میں یہاں پر اس بات کا یہ تاثر دینا کہ شراب کے permit صرف مسیحوں کے لئے ہی دیئے جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں اس بات کو condemn کروں گا۔ میں نے پہلے ہی یہ گزارش کی ہے کہ میں اس قرارداد کے spirit کے مخالف ہرگز نہیں ہوں۔ میرے بھائی نے یہاں پر بائبل مقدس میں سے حوالے دیئے یقیناً جس طرح دوسرے اہل کتاب جیسا کہ میرے مسلمان بھائی اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں جس طرح مذہب اسلام میں شراب حرام ہے اسی طرح مسیحیت میں بھی شراب مکمل طور پر حرام قرار دی گئی ہے اور جس طرح انہوں نے بائبل مقدس کا حوالہ دیا میں سمجھتا ہوں کہ جب بائبل میں یہی لکھ دیا گیا ہے کہ کوئی شرابی خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا تو اس کے بعد تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنے مذہب کے بارے میں کسی قسم کی صفائی دینا یا اپنے مذہب کے بارے میں بات کرنا مناسب نہ ہے۔ انہوں نے اس

بات کا بھی حوالہ دیا کہ پنجاب بڑا صوبہ ہے اور پنجاب کو بڑا بھائی ہونے کے ناتے اس حوالے سے initiative لینا چاہئے یقیناً پنجاب نے ہمیشہ اور خاص طور پر اس دور حکومت میں جتنے سیاسی اور اخلاقی فیصلے کئے وہ پنجاب نے بڑا بھائی ہونے کے سبب سے اچھے فیصلے کئے۔ پنجاب کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے لیکن میں پرویز رفیق صاحب کی بات کو ہی آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ اس ملک اور اس صوبے میں صرف مسیحی نہیں بستے یہاں Hindu Community بھی بستی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں ان کا point of view بھی لینا بے حد ضروری ہے کہ جس طرح 1976 میں رانا چندر سنگھ نے کہا کہ ہماری مذہبی رسومات ہمیں اس بات کی اجازت دیتی ہیں تو اگر minority community اس بات کے لئے اپنا حق مانگتی ہے تو میرے خیال میں ان کا point of view بھی لینا چاہئے۔ میں اس قرارداد کو بالکل oppose نہیں کر رہا لیکن آپ کی وساطت سے میری یہ گزارش ہوگی کہ جہاں مسیحیت میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پورے ملک میں اور چاروں صوبوں میں مکمل طور پر شراب کی فروخت ہوٹلوں میں یا کہیں بھی ہے وہ بند کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس قرارداد میں یہ بھی لکھ دیا جائے کہ ہم وفاقی حکومت سے یہ پرزور سفارش کرتے ہیں کہ پورے ملک میں شراب کی فروخت پر پابندی لگائی جائے تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا صاحب! میرے پاس نام آئے ہوئے ہیں میں آپ کا نام بھی لکھ لیتا ہوں۔ فوزیہ بہرام صاحبہ! میں نے آپ کا نام بھی نوٹ کر لیا ہے میں اسی حساب سے سب کو بلاتا جاؤں گا۔ اب خلیل طاہر سندھو صاحب کی باری ہے۔ (قطع کلامیاں)

PARLIAMENTATRY SECRETARY FOR HUMAN RIGHT & MINORITEIS(Mr. Khalil Tahir Sindhu): Mr. Speaker, first of all I am thankful to you that you have given me time to share about my views and religious views about this Resolution. Honourable Speaker, this law was passed in 9th February… (Interruptions)

معزز اراکین: اُردو میں بات کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، اردو میں بات کر لیتے ہیں۔ 1976 تک شراب عام تھی اس کے بعد 1976 میں اور پھر 1979 میں اس کو باقاعدہ

ایک ordinance کی شکل دی گئی اور اس کا نام Hadood Prohibition Enforcement Ordinance as well as Prohibition Enforcement Hadood Order 1979. اس کے بعد اس ordinance کو 8th amendment نے shelter دی اور جب آٹھویں ترمیم نے اس کو shelter دے دی تو اب permit صرف پنجاب میں نہیں ہیں یہ Capital Authority permit, کے علیحدہ ہیں، Capital Islamabad Prohibition and Enforcement Hadood، سرحد کے علیحدہ ہیں، بلوچستان کے علیحدہ ہیں اور سندھ کے علیحدہ ہیں۔ میں قطعی طور پر اس قرارداد کے مخالف نہیں ہوں کہ جو permit religious base پر دیئے جاتے ہیں ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں لیکن as a student of law میری آپ سے گزارش ہے کہ پنجاب صرف وفاقی حکومت کو سفارش کر سکتا ہے کیونکہ 8th amendment نے اس کو ایک legal shelter دی ہوئی ہے اور آپ خود بھی قانون دان ہیں اس لئے اپنے بھائی سے میری humble submission یہ ہوگی کہ اس میں تھوڑا سا اور add کریں اور جہاں تک Article-17. Prohibition and Enforcement Hadood Ordinance میں صرف غیر مسلموں کو permit جاری نہیں ہوتے ہمارے بہت سارے ایسے مسلم بھائی ہیں جو medicine کا کام ہے ان کے پاس بھی شراب کے یہ permit ہیں اور وہ medicine میں use کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ according to rules of Excise & Taxation Department Homeopathic delusion کے لئے ایک ہزار پاؤنڈ فی ڈاکٹر اپنی دکان پر رکھ سکتا ہے تو میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہم سارے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر چاروں صوبے اور چونکہ یہ permit federal میں بھی جاری ہوتے ہیں اور اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ religious ceremonies پر خریدی جاسکتی ہے ان کی یہ بات بالکل بجا ہے کہ یہ غلط ہے کیونکہ religious ceremonies پر تو vine ہوتی ہے that is non alcohol تو Law Worthy Minister اور پورے ایوان سے بھی یہ گزارش ہوگی کہ ہم وفاقی حکومت کو اس کی سفارش کریں کیونکہ اگر Federal Government نے law change کرنا ہے تو پنجاب اپنے طور پر permit کس طرح منسوخ کر سکتا ہے؟ Article-16, 17 & 22. Prohibition Enforcement Hadood Ordinance 1979 کے مطابق چونکہ 8th amendment نے اس کو shelter دی ہے اس لئے یہ law منسوخ ہوگا تب یہ permit بند ہوں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ چاہتا ہوں کہ کسی

طرف سے کوئی ایسا غلط message نہ جائے کہ میں شاید اس قرارداد کی مخالفت کر رہا ہوں میں اس قرارداد کی مخالفت نہیں کرتا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو ضابطہ prescribed ہے اس کے مطابق یہ ایوان Federal Government کو اس بات کی سفارش کرے کہ ان permits کو ختم کیا جائے کیونکہ ضیاء الحق نے اس وقت یہ لفظ لکھا تھا کہ یہ permits non-Muslims کو celebrate the religious ceremony دیئے جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ہمارے نام پر تھوپی گئی ہے جو ہمارے ساتھ زیادتی ہے اس حد تک میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں لیکن میں دوسری یہ بات گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیز چاروں صوبوں میں ہے، فیڈرل میں بھی ہے اور بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ اس سے ہمارا Tourism Department ختم ہو جائے گا، last time پیپلز پارٹی کے MNA نے وہاں پر فرمایا کہ اس سے Tourism کو بہت سارا دھچکا لگے گا تو میری simple سی گزارش یہ ہے کہ چونکہ تمام الہامی کتابوں میں کچھ میں prohibited ہے کچھ میں حرام ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایوان اس بات کی سفارش کرے کہ اسے وفاقی حکومت کو بھیجا جائے کیونکہ 8th is the legal amendment amendment اور اس کو 2/3rd majority نے پاس کیا ہوا ہے اس لئے اس وقت اس ordinance کو پورا shelter ملا تھا۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ شیخ صاحب! نہیں۔ اس پر بات ہو جائے پھر میں آپ کو floor دوں گا اس طرح جن لوگوں نے نام دیئے ہوتے ہیں ان کا حق مارا جاتا ہے۔ اس پر بات ہو جائے پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی، رانا آصف صاحب!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو قرارداد پیش کی کہ غیر مسلم کو permit جاری کرنا اور پھر اس پر پابندی عائد کرنا انتہائی حساس اور پیچیدہ مسئلہ ہے کیونکہ یہ کسی ایک مسیحی مسلک میں ہو سکتا ہے، وہ مسلک یہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کا حق ہے اور اس کا یہ عقیدہ ہے اور اس کے مسلک میں یہ جائز نہیں ہے لیکن پنجاب میں ہندوؤں سکھوں اور پارسیوں کی بھی کثیر تعداد آباد ہے۔ سکھوں کے متبرک ترین مقامات پاکستان میں واقع ہیں۔ سہوترا صاحب نے بھی ابھی فرمایا ہے کہ ہمیں ہندوؤں، سکھوں اور پارسیوں کا نقطہ نظر بھی معلوم کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری راناصاحب اور باقی ممبران سے بھی گزارش ہے کہ ایک تو ہم repetition نہ کریں۔ اس کے علاوہ خلیل طاہر سندھو صاحب نے legal and constitutional aspect کے مطابق وضاحت کی ہے۔ اگر اس سے ہٹ کر کوئی بات ہے تو اس کو آپ دیکھ لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کو ہم follow کریں گے اور اس line پر رہیں گے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ ذرا مختصر بات کر لیں۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! یہ فورم دینی اور مذہبی بحث کے لئے موزوں نہیں ہے کیونکہ اقلیتی امور وانسانی حقوق کی وزارت کی کوئی سٹینڈنگ کمیٹی نہیں ہے، ایسے مسئلے وہاں پر زیر بحث آنے چاہئیں اور اس کے بعد اس ایوان میں لائے جانے چاہئیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس حکومت پنجاب نے ایک Minority Advisory Council قائم کی ہوئی ہے جہاں پر ہندوؤں، پارسیوں اور سکھوں کو بھی رکنیت دی گئی ہے۔ میری آپ کی وساطت سے اپنے بھائی سے یہ گزارش ہے کہ Minority Advisory Council میں یہ تحریک لے کر آئیں اور وہاں پر سیر حاصل بحث کی جائے اور پھر اس کے مطابق ان کا consensus لے کر اس قسم کی درخواست کی جائے اور اس پر پابندی عائد کی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس کے علاوہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے جو permit منسوخ کرنے کی درخواست کی ہے تو جن لوگوں کو یہ permit دیئے گئے ہیں وہ اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور عوام کے انتہائی پسماندہ طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ بڑے شہروں کے three star اور four star ہوٹلوں سے لائنوں میں لگ کر ان مشروبات کی خریداری کریں۔ وہاں پر ان سے انتہائی تذلیل آمیز سلوک کیا جاتا ہے اور توہین آمیز فقرے کسے جاتے ہیں اور جب یہ لوگ وزیر آباد، گجرات یا سیالکوٹ واپس جارہے ہوتے ہیں تو پولیس permit ہوتے ہوئے بھی انھیں بسوں سے اتار کر ذلیل کرتی ہے اور ان سے رشوت طلب کی جاتی ہے۔ یہ permit منسوخ کرنے کے بعد ایک آبرومندانہ طریقہ اختیار کیا جائے جیسا کہ سندھ اور بلوچستان میں ہے کہ جہاں پر اقلیتی آبادیاں ہیں اور اقلیتی لوگ رہتے ہیں وہاں پر محکمہ ایکسائز کے زیر انتظام ایسی دکانیں قائم ہیں جہاں سے ان مشروبات کی خریداری ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے چندماہ میں پنجاب میں اقلیتوں کے ساتھ پے در پے کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جس سے اقلیتوں میں ڈر اور خوف پیدا ہوا ہے۔ اگر اس قسم کی قرارداد پنجاب اسمبلی سے

پاس ہوئی تو اس سے پنجاب حکومت کے بارے میں منفی تاثر پیدا ہو گا۔ جس طرح سندھ اور بلوچستان میں اقلیتیں permit کا استعمال کرتی ہیں اسی طرح پنجاب میں بھی کیا جائے۔ اگر اس کا غلط استعمال ہوتا ہے تو اسے روکا جائے اور اس کے لئے علیحدہ قوانین بنائے جائیں۔ اس طرح نہ ہو کہ پتنگ بازی میں ڈور استعمال ہوتی ہے تو اس پر پابندی عائد کر دی جائے۔ اگر اس طرح کے permit بند کر بھی دیئے گئے تو ہمارے رئیس اور امراء تو ولائتی شراب استعمال کرتے ہیں جو smuggle ہو کر آتی ہے اس کی پابندی تو صرف غرباء پر لگے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں اس پر بحث ایک حد تک ہونی تھی۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں اس بات کو بھی پوری طرح واضح کرنا ہو گا کہ کیا یہ سفارش وفاقی حکومت کو کی جا سکتی ہے یا صرف صوبے کی حد تک محدود رکھا جا سکتا ہے؟ اس کے علاوہ اس کی کیا complications ہو سکتی ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ اس کے متعلق قرآن پاک میں جو حکم آیا ہے کہ یہ ام الخبائث ہے، ویسے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ سر شام اسے پینا شروع کر دیتے ہیں، رات گئے تک پیتے رہتے ہیں، اس کے بعد صبح 4/5 بجے سوتے ہیں پھر 2/3 بجے اٹھتے ہیں اور اٹھنے کے دو گھنٹے بعد پھر اسی کام پر شروع ہو جاتے ہیں پھر اسی کے زیر اثر غل غپاڑہ بھی کرتے ہیں یعنی کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ اچھے اور بڑے عہدوں پر بیٹھے ہیں لیکن وہاں پر بیٹھ کر وہ اس قسم کی گفتگو کرتے ہیں جو کہ تلنگوں اور لفنگوں جیسی ہوتی ہے۔ اس میں اسی چیز کا عمل دخل ہے اس وقت پنجاب حکومت اس لحاظ سے بھی suffer کر رہی ہے کہ بہت سے کام رکے رہتے ہیں اور لوگوں کو کام کرنے کے لئے وقت نہیں ملتا جو کہ ان کے ذمہ ہوتا ہے اس سلسلے میں پنجاب حکومت معزز ایوان کو یقین دلاتی ہے کہ جو بھی معزز ایوان کی sense ہو گی ہم اس پر پورا عمل کریں گے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اگر آج تمام معزز ممبران اس پر اپنا اظہار خیال کر لیں اور voting کل یا کسی اور دن پر رکھ لیں تا کہ ان ساری چیزوں کو اچھی طرح سے دیکھا جا سکے۔ اس کے بعد معزز ایوان اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ اگر اس کے خلاف قرارداد پاس ہو جائے تو کم از کم وہ لوگ جو اس علت میں ملوث ہیں اور خاص طور پر وہ آئینی عہدوں پر بیٹھے ہیں ان کے محاسبے کے لئے بھی ایوان پوری طرح کمربستہ ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کامران مائیکل صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور اور سماجی بہبود (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! شکریہ۔ آج پرویز رفیق صاحب یہ قرارداد لے کر آئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج سے قبل 2004 میں پچھلی حکومت کے دور میں بھی یہاں پر یہ بات ہوئی تھی تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے وہاں پر بھی باقاعدہ اس کو oppose کیا تھا کہ ہمارے نام کو misuse نہ کیا جائے۔ کسی بندے کو مذہب کے نام پر ایسے گھناؤنے کام کرنے کے حوالے سے نامزد کر کے اور revenue اکٹھا کرنا انسانیت کی تذلیل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس قرارداد کی روشنی میں اور اس کی spirit کو حکومت کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے ہم support کرتے ہیں لیکن میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ پچھلے دور حکومت میں بھی ایک سوال آیا تھا جو ہمارے MMA کے دوست لے کر آئے تھے کہ کم از کم رمضان کے مقدس مہینے میں liquor کی خرید و فروخت پر پابندی لگا دی جائے تو ہم نے اس کو support کیا تھا لیکن اس وقت بھی House کے consensus کے ساتھ اس کی support نہیں ہو سکی تھی۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرارداد کا متن یہ ہے کہ مذہب کے نام پر minorities کو ہم اکساتے ہیں یا permit جاری کرتے ہیں اور پھر اس کام کو legalize کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور جیسا کہ بہت سے دوستوں نے یہاں اظہار خیال کیا ہے ہمارے مسیحی اور مسلمان بھائی کہتے ہیں کہ ہم الہامی کتابوں کو ماننے والے ہیں۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کل، آج بلکہ ابد تک یکساں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے کہ یہ چیز تم پر حرام قرار دی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ کسی دوسری الہامی کتاب میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ آپ کو جائز قرار دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے اور الہامی کتابوں میں اس کا قول اور فرمان ہے اور جس کے تابع آج ہر شخص اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے انجیل مقدس میں بھی یہ فرمایا ہے کہ یہ تم پر حرام قرار دی گئی ہے۔ اس نے قرآن مجید میں بھی یہ فرمایا ہے کہ یہ تم پر حرام قرار دی گئی ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اب مذہب کی بنیاد پر مذہب کو target کر کے یا مذہب کی آڑ میں revenue generate کرنے کا معاملہ ختم ہونا چاہئے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے ابھی بات کی ہے، ان سے پہلے سہوترا صاحب نے 1976 کا ذکر کیا اور رانا چندر صاحب کی بات کی تو انھوں نے "مدھرا" word use کیا تھا کہ ہندو بھائیوں کی مذہبی رسومات میں یعنی

ہولی یا festivals کی ادائیگی کے لئے "مدھرا" درکار ہے۔ مدھرا کے دوسرے معنی شراب لئے جاتے ہیں کیونکہ culture, tradition and custom کی بات کی جاتی ہے اور ایک مذہب کے ساتھ جوڑا جاتا ہے لیکن ہر minority کے حوالے سے ایک بہت اچھی اور جائز بات آئی تھی کہ Minority Advisory Council وجود میں آچکی ہے جو حکومت پنجاب کی زیر نگرانی کام کر رہی ہے، اُس میں ہمارے minority کے دوسرے دیگر مذاہب کے نمائندے بھی شامل ہیں تو ہمیں اُن لوگوں کے views بھی لینے چاہئیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذہب کی بنیاد پر ایسے افراد جو کام کر رہے ہیں جن کے لائسنس کی بابت آج یہ قرارداد جمع کروائی گئی ہے، ہمیں انہیں condemn کرنا چاہئے۔ آج یہ ایوان اور ہم سب دکھ سکھ کے ساتھی بھی ہیں اور الہامی کتابوں کو ماننے والے لوگ ہیں تو آج ہمیں مثبت سوچ کا مظاہرہ کرنا ہے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس قرارداد کو تھوڑا سا درست کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر تو یہ amendment یہاں پر پنجاب حکومت کر سکتی ہے تو پھر House کی consensus لی جائے، ووٹنگ کروائی جائے otherwise اس قرارداد میں یہ بات شامل کی جائے کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ اس قرارداد کی روشنی میں اس پر عمل پیرا ہو۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے مسیحی بھائی کو اس بات کی مبارکباد دیتی ہوں کہ انہوں نے یہ کام کیا کیونکہ بہت عرصے سے پاکستان میں مسیحی برادری کے نام سے یہ permit منسوب کئے جاتے ہیں حالانکہ ہمارے مسلمان مردوں کا مسیحی خواتین سے نکاح جائز ہے اور یہ اہل کتاب ہیں۔ حضرت ماریہ قبطیہ جو ہماری ام المومنین ہیں جو کہ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھیں لہٰذا مذہبی طور پر اس بات کو مسیحی برادری سے منسوب کرنا بہت غلط ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات کر رہی ہیں۔ تشریف رکھیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! دوسری میں یہ بات کرنا چاہتی ہوں کہ جب شیخ صاحب نے کہا کہ 98 فیصد لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ ایک تو مجھے لفظ "مستفید" پر بطور مسلمان بہت اعتراض ہوا کیونکہ شراب پینے سے کوئی مستفید نہیں ہوتا۔ شراب پینا تو غلطی کے زمرے میں جاتا ہے لہذا اس کو مستفید ہونا نہیں کہا جا سکتا۔ بغیر کسی جمع تفریق کے 98 فیصد کہہ دینا میں سمجھتی ہوں کہ غلط بات ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کی percentage مجھے صحیح معلوم نہیں ہے لیکن وہ percentage لی جانی چاہئے۔ 98 فیصد ہم مسلمان اگر اس کام سے مستفید ہو رہے ہیں تو پیچھے کتنے لوگ رہ جاتے ہیں لہذا یہ بالکل غلط بات ہے اور اس بات کو check ہونا چاہئے کیونکہ میں اپنی ذاتی سمجھ بوجھ اور تجربے کے ساتھ یہ بات جانتی ہوں کہ اس ملک میں میرے مسلمان بھائی 98 فیصد اس کام سے مستفید نہیں ہو رہے۔ میں اب اپنی بات ختم کرتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ اس قرارداد کا technical جائزہ لیا جائے کیونکہ مرکزی حکومت کو اس میں involve کرنا پڑے گا اس لئے میں وزیر قانون صاحب سے بھی request کروں گی کہ وہ technical جائزہ لینے کے بعد اس قرارداد کو اس House میں voting کے لئے پیش کریں لیکن بطور مسلمان میں اس قرارداد کے حق میں اپنا ووٹ اسمبلی floor پر رجسٹر کرواتی ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد خان بلوچ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک دو باتیں ذرا میری بھی سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی طرف آتا ہوں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کچھ دوستوں نے بات کر لی ہے اور کچھ دوستوں نے ابھی بات کرنی ہے تو میں اُن کو یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ The Prohibition

(Enforcement of Hadd) Order, 1979 (President's Order No. 4 of 1979) کے تحت یہ معاملہ ہے یعنی یہ Federal subject بنتا ہے۔اس میں section 17 کو سب دوست ذرا توجہ سے سن لیں کیونکہ اس میں وہ معاملہ جس کو ہمارے دوست پرویز رفیق صاحب یا دوسرے ممبران اٹھا رہے ہیں یا agitate کر رہے ہیں تو وہ اس سے بنتا ہی نہیں ہے کیونکہ اس آرٹیکل میں اس قسم کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے۔ یہاں پر لکھا ہے کہ:

17. Licenses for bona fide medical or other purposes.

The Provincial Government or, subject to the Provincial Government, the Collector, may issue licenses to any person in respect of any institution, whether under the management of Government or not,-

(a) for the manufacture, import, transport, sale or possession of any intoxicant or Article containing intoxicant liquor on the ground that such intoxicant or Article is required by such person in respect of such institution for a bona fide medical, scientific, industrial or similar other purposes or for consumption by non-Muslim citizen of Pakistan as a part of a religious ceremony or by a non-Muslim foreigner; or

(b) for the export of any intoxicant liquor.

جناب سپیکر! اس میں کسی جگہ پر کسی مذہب یا فرقے کا قطعی طور پر کوئی ذکر نہیں ہے اور صرف any person اور non-Muslim کا ذکر ہے لیکن یہ non-Muslim کے لئے مخصوص نہیں ہے کہ صرف non-Muslim لے سکتا ہے بلکہ یہ لائسنس کوئی بھی لے سکتا ہے یعنی کوئی ادارہ for industrial, medical or scientific purpose لائسنس لے سکتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جس sense میں یہ قرارداد اور اس پر جو بحث ہو رہی ہے تو اس کا اس جگہ پر کوئی ذکر نہیں ہے۔ باقی اس پر پابندی صرف ایک صوبے میں، ایک ضلع میں یا ایک حصے میں نہیں بلکہ پورے

ملک میں لگنی چاہئے اور اس سلسلے میں House کی جو sense ہو گی اس کو حکومت honour کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے خود بھی book اسی لئے ہی منگوائی تھی اور اس کو study کر رہا تھا۔ بنیادی طور پر ہونا یہ چاہئے تھا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے تعاون سے اس قرارداد کا متن دیکھ کر House میں پیش کرنا چاہئے تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر قانون بھی بڑا clear ہے۔ جس طرح لاء منسٹر صاحب نے بھی لائسنس کے حوالے سے بیان کر دیا کہ The Prohibition (Enforcement of Hadd) Order, 1979 کے اندر بڑا clear لکھا ہوا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو ہم کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں تاکہ اس کو آپ proper amendment کے ساتھ House میں دوبارہ لا سکیں کیونکہ اگر آپ قانون کو دیکھیں تو اُس کے مطابق یہ format قابل قبول ہی نہیں ہے۔

رانا محمد افضل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے ذرا اس کو مکمل کر لیں کیونکہ اس پر بات کرنے کے لئے کافی دوستوں کی بڑی لمبی چوڑی لسٹ میرے پاس موجود ہے۔

رانا محمد افضل خان: میں اس پر صرف مختصر سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

SYED HASSAN MURTAZA: I am on personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ کی personal explanation پر بھی آ جاتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بڑے غور سے رانا صاحب نے قانون پڑھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے جو قرارداد پیش کی ہے اگر اس قانون کے بارے میں House اتنی سی ترمیم لے آئے کہ جہاں انہوں نے non-Muslim لکھا تھا اگر اس میں non-Muslim کے لفظ کو religiously non-prohibited persons میں تبدیل کر دیا جائے تو ٹھیک رہے گا۔ ہم قرارداد بالکل بھیج دیں گے لیکن اگر اس قانون میں صرف چھوٹی سی ترمیم کر دی جائے تو یہ سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو کل تک کے لئے pending کر دیتے ہیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ سے دیکھ کر ہی کل اس کو لایا جائے۔

SYED HASSAN MURTAZA: I am on personal explanation.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ personal explanation دے دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! دو تین مقررین نے میری طرف بڑا اشارہ کیا ہے۔ میں الحمدللہ مسلمان ہوں اور اس پر لعنت بھیجتا ہوں۔ میں نے آج تک شراب پی ہے اور نہ اس کا حامی ہوں۔ میں بات صرف یہ کر رہا ہوں کہ اس House میں قانون کیا توڑنے کے لئے بنائے جاتے ہیں؟ آج پھر اگر آپ غور سے دیکھیں تو -/600 روپے والی شراب پر پابندی لگنے کی بات ہو رہی ہے۔ مجھے تو نام بھی نہیں آتا جس ڈبے میں چار پانچ ہزار کی بوتل ملتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اُس پر پابندی پھر بھی نہیں لگے گی۔ میں اس House میں کھڑے ہو کر کہتا ہوں کہ جو بھائی اس پر پابندی کی بات کرتے ہیں وہ اپنے permit باہر رضاکارانہ طور پر میڈیا کے سامنے لا کر پھاڑ دیں تو باقی مسلمانوں سے میں بھی اپیل کروں گا کہ وہ بھی چھوڑ دیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ بہتری آجائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب پرویز رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چنیوٹی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ پرویز رفیق صاحب! ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ This is no way میں آپ کی طرف بھی آتا ہوں۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم نکتے کی طرف جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور اس مسئلے کے حوالے سے میں ruling کے لئے بھی نہایت ادب سے گزارش کروں گا۔ ابھی پرسوں ہی ملک کے ایک بڑے اخبار میں ایک آئینی عہدے پر بیٹھے ہوئے کسی شخص کا بیان تھا کہ میں تو بسنت مناؤں گا اور فیشن شو اس صوبے یا اس شہر کے لئے ایک خوش آئند بات ہے۔ ذرا اندازہ لگائیں کہ کیا ہمارا مذہب اسلام اور ہمارے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان

کا آئین آئینی عہدے پر بیٹھے ہوئے کسی شخص کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ فحاشی پھیلانے کی بات کرے اور اس فحاشی پھیلانے والے فیشن شو کو ایک خوش آئند بات کہے۔ میں اس پر گزارش کروں

گا کہ آپ 9 کروڑ عوام کے منتخب معزز ایوان کے Custodian ہیں لہذا آپ یہ ruling فرمائیں کہ ایک آئینی عہدے پر بیٹھا ہوا ایک آمر کا نامزد شخص کیا قانونی طور پر یا آئینی طور پر حق رکھتا ہے، کیا اس

کو یہ حق ہے کہ وہ فیشن شو میں جائے اور یہ جو اس ملک میں، اس میرے پیارے شہر لاہور میں فحاشی کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے کیا اس کو جاری رکھا جائے اور میں اس موقع پر ایسے فحاشی کے پروگرام کو، ایسے لچر پروگرام کو، اس فیشن شو کو منسوخ کرتا ہوں اور اس پر پُرزور مذمت کرتا ہوں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں ابھی آپ کی طرف آتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے وقت نہیں دینا تو پھر میں چلا جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! اس طرح تو بات ٹھیک نہیں ہے۔ یہ تو Chair کا کام ہے کہ کس ممبر کو وقت دینا ہے اور کس کو نہیں دینا ہے۔ براہ مہربانی ممبران Chair کو dictate کرنے کی کوشش نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ اگر آپ سترہ کروڑ عوام کی بات نہیں سننا چاہتے تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!.This is no way, this is no way۔جی، حسن مرتضیٰ صاحب!

محترمہ انبساط حامد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے موجود نہیں تھیں۔ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو بعد میں floor دیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نے چند لمحے یہاں پر بات کی ہے کہ قانون ایسے بنائیں جو توڑے نہ جائیں۔ ہماری اس حکومت نے پتنگ بازی پر قانون سازی کی۔ اگر اب کوئی آئینی عہدے پر بیٹھا ہوا شخص یا کوئی عوام کا آدمی اس بارے میں بات کرے تو وہ حق بجانب ہے۔ میں بار ہا کہہ رہا ہوں کہ ایسے قانون کیوں بنائے جاتے ہیں جن کو ہماری عوام توڑنے پر مجبور ہو جائے۔ مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے کس آئینی عہدیدار کی بات کی ہے لیکن کیا ہم پارلیمنٹیرین آئینی عہدیداروں کے بارے میں ایسی زبان استعمال کرسکتے ہیں۔ مجھے اس پر بھی جناب کی رولنگ چاہیے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Point of explanation

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں ۔ اس پر کافی بات ہو گئی ہے اب میں کسی اور کو بات کرنے کی اجازت بالکل نہیں دوں گا۔ اب اگلی تحریک ہے ۔ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے اور ملک بلال کھر ایم پی اے نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے محکمہ انہار کے جنگلات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب واک آؤٹ کر گئے ہیں ان کو واپس بلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہی جائیں اور ان کو واپس لے کر آئیں۔ جی، شاہ صاحب قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

محکمہ انہار کے جنگلات محکمہ جنگلات سے محکمہ انہار کو واپس کرنے کا مطالبہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب محکمہ انہار کے جو جنگلات محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سپرد کئے گئے تھے ان کی زبوں حالی کی وجہ سے واپس محکمہ انہار کے سپرد کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب محکمہ انہار کے جو جنگلات محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سپرد کئے گئے تھے ان کی زبوں حالی کی وجہ سے واپس محکمہ انہار کے سپرد کئے جائیں۔"

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں اسے oppose کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حسن مرتضیٰ صاحب! آپ اپنی قرارداد کے حق میں بیان فرمائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمارے محکمہ انہار کے جو درخت تھے میرے حلقے سے جھنگ برانچ گزرتی ہے اس کا حال یہ ہے کہ جب وہ محکمہ انہار کے پاس تھی تو اربوں روپے کے درخت تھے جس میں شیشم بڑا مہنگا درخت ہے۔ جو فرنیچر میں استعمال ہوتا ہے۔ بے شمار درخت تھے آج آپ اس نہر پر سفر کر کے دیکھ لیں کہ آپ کو مسواک کے لئے بھی لکڑی میسر نہیں آتی۔ ہمارے محکمہ انہار کے پاس بے شمار بیلدار، میٹ جو نہر پر کام کرتے تھے وہ ان کی نگہداشت بھی کیا کرتے تھے۔ محکمہ جنگلات کے پاس اتنا بڑا network نہیں تھا کہ وہ ان ساروں کی دیکھ بھال کرتے اور ان کو بچاتے۔ آج جناب! ہمارے جنگلات محکمہ جنگلات کی ملکیت ہیں وہ ختم ہوتے جا رہے ہیں اس کی بڑی وجہ ہی یہ ہے کہ وہ ایسے irrelevant محکمہ کے پاس چلے گئے ہیں جن کا وہاں پر کوئی بندہ ہوتا ہے، کوئی دیکھنے والا ہے اور نہ ہی اس کی جانچ پڑتال کرنے والا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے اور رانا صاحب سے بھی گزارش ہے کہ وہ شہر میں رہتے ہیں کم از کم جو ہمارے حلقوں کے مسائل ہیں ان کو تو oppose نہ کیا کریں۔ اگر شہر کا کوئی مسئلہ ہوتا تو وہ ہمارے بھائی تھے ہم ان کو support کرتے۔ یہ تو ایک قومی مسئلہ ہے اس پر تو ان کو oppose نہیں کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میرے فاضل بھائی نے جو بات کی انہوں نے جہاں ایک محکمے کو corrupt یا نااہل کہا اس میں دوسرے محکمے کی تعریف کی کہ نہر کا محکمہ ایماندار ہے، وہ درختوں کو بچالے گا اور جو محکمہ جنگلات ہے وہ نااہل ہے اور وہ یہ کام نہیں کر سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج specialization کا دور ہے۔جنگلات والے qualified لوگ ہیں اور وہ درختوں کے بارے میں زیادہ معلومات رکھتے ہیں اور نہر والوں کا کام ہے پانی کا بہاؤ دیکھنا اور نہروں کو manage کرنا ہے۔ آج specialization کا دور ہے۔ آج ہمارے پنجاب میں لیبر ڈیپارٹمنٹ بھی سکول بنا رہا ہے اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ جو تعلیم کا specialist ہے وہ بھی سکول بنا رہا ہے۔ آج ہمارے پنجاب میں سوشل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ بھی ہسپتال کھول رہا ہے، دوسرے ڈیپارٹمنٹ بھی ہسپتال کھول رہے ہیں اور جو صحت کا specialist ڈیپارٹمنٹ ہے وہ بھی ہسپتال کھول رہا ہے۔

جناب سپیکر!اگر درستی کی ضرورت ہے تو ہمیں اس اسمبلی میں محکمہ جنگلات کا احتساب کرنا چاہئے، ہمیں وہاں پر experts appoint کرنے چاہئیں نہ کہ ایسے محکمے کے سپرد کر دیا جائے جس کا کام درختوں کی افزائش نہیں ہے، اس کے پاس technical knowledge نہیں ہے، وہ محکمہ درختوں کے لئے نہیں بنایا گیا۔ میں اس duplicity کے خلاف pre budget تقریر میں بول چکا ہوں، یہ محکمہ اور معاملہ دیہاتی لوگوں کا ہے اور نہ ہی شہری لوگوں کا ہے۔یہ معاملہ professional technical efficiency کا معاملہ ہے۔پورے پنجاب کی بہتری کا معاملہ ہے۔ان grounds پر میں اس قرارداد کی پُرزور مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جیسا کہ ہمارے معزز رکن ایک قرارداد لے کر آئے ہیں میں اس قرارداد کی حرف بہ حرف تائید کرتا ہوں اور اس تائید میں یہ بات کروں گا کہ پاکستان کا نہری نظام دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام ہے۔ ان کے پاس بہت زیادہ سٹاف available ہے۔ ایک دوسرے ڈیپارٹمنٹ کی چیز کو تیسرے ڈیپارٹمنٹ کی نگرانی میں دے دینا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ محکمہ انہار کے جو درخت ہیں ان کی دیکھ بھال ان کی نئی plantation، ان کی نیلامی، ان کی آبیاری محکمہ نہر کے پاس ہونی چاہئے۔ محکمہ جنگلات کا تو یہ حال ہے کہ میرے حلقے میں تین جنگل

ہیں اور وہاں پر حال یہ ہے کہ وہاں پر سب سے چھوٹے عہدے کا آدمی جسے فارسٹ گارڈ کہتے ہیں وہ بھی لاکھوں کے حساب سے ہر مہینے corruption کرتا ہے اور اس نے ان جنگلات میں سے کوئی اچھی لکڑی، کوئی بہتر لکڑی نہیں رہنے دی اور اس نے جنگلات کے خالی رقبہ کو مقامی زمینداروں کو غیر قانونی طور پر ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے اور وہاں پر بھاری رشوت کے عوض ان کو زمین کاشت کرواتا ہے اور محکمہ کو لاکھوں کروڑوں کا نقصان صرف میرے ایک حلقے میں پہنچایا جا رہا ہے۔ محکمہ جنگلات میں بہتری کے لئے اصطلاحات بھی کرنی چاہئیں اور جو نہر کے رقبے پر کاشت شدہ جنگل واپس محکمہ انہار کے سپرد کرنا چاہئے جو کہ ایک بہتر محکمہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راؤ کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی Resolution کی پُر زور حمایت کرتا ہوں۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں شاید ہی کوئی ضلع ہو جہاں پر محکمہ جنگلات نے کرپشن نہ کی ہو اور کسی ضلع میں ان کا ریکارڈ update نہیں ہے۔ میں پچھلے دنوں انکوائری کے سلسلے میں فیصل آباد گیا تو محکمہ جنگلات کے دس سالہ ریکارڈ میں کوئی single entry بھی نہیں تھی۔ میں نے ڈائریکٹر انٹی کرپشن سے کہا کہ انہیں 15 دن دیئے جائیں کہ یہ ریکارڈ مکمل کریں۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں کہنا چاہتا ہوں کہ محکمہ انہار کے جنگلات محکمہ انہار کو واپس دینے چاہئیں کیونکہ محکمہ جنگلات کے پورے پنجاب میں تمام آفیسرز گارڈ سے لے کر اوپر تک کرپٹ لوگوں کو support کرتے ہیں۔ صرف ضلع فیصل آباد میں کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔ آپ اس ایوان کی تین رکنی کمیٹی بنا کر صرف ضلع فیصل آباد چیک کروالیں۔ پنجاب کے کرپٹ ترین آفیسر کو فیصل آباد لگا دیا گیا ہے جس کا حلقہ جھنگ سے لے کر کمالیہ اور فیصل آباد ہے۔ پچھلے دور میں اسے گورنر نے نوکری سے نکالا، وزیر اعلیٰ صاحب نے نکالا اور پتا نہیں وہ عدالت سے کس طرح order لے کر دوبارہ بحال ہوا۔ جنگلات کی دولت محکمہ جنگلات کا عملہ کھا رہا ہے اور میری آپ سے humble گزارش ہے کہ اس پر فوری ایوان کی تین رکنی کمیٹی بنائی جائے جو یہ دیکھے کہ محکمہ جنگلات کے کرپٹ ترین لوگ محکمہ انہار کے درخت کیسے کھا گئے ہیں؟

محترمہ دیبا مرزا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ دیبا مرزا: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب کی بڑی اہم قرارداد جمعہ کو آج کے لئے pendingہوئی تھی تو آج وہ ناراض ہو کر ایوان سے باہر چلے گئے اور جب میں انہیں لینے کے لئے گئی تو مجھے پتا چلا کہ وہ بہت زیادہ ناراض ہو کر گھر جا چکے ہیں تو میری گزارش ہے کہ اسے کل کے لئے pending کر دیا جائے اور کل کے لئے اس پر کوئی ٹائم fix کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس بارے میں دیکھ لیا جائے گا۔ House میں کسی کو dictate کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ Chair نے House کو چلانا ہے اور House کو اس حساب سے ہی چلایا جائے گا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ صاحب کی قرارداد بڑی اہم ہے اس حوالے سے میں پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ دیکھ لیتے ہیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پانی پر بھی بحث ہے تو وقت کافی ہو گیا ہے اس لئے اسے بھی کل تک pending کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں دیکھ لیتے ہیں۔ پہلے business مکمل ہو جائے پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔ جی، رائے محمد اسلم خان صاحب!

رائے محمد اسلم خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ اور بلال کھر صاحبان کی پیش کردہ قرارداد کی ہم دیہاتی حلقوں اور دیہاتی علاقوں کے رہنے والے دیہاتی لوگ اس کی مکمل تائید کرتے ہیں۔ ہمیں روزان معاملات سے واسطہ پڑتا ہے تو رانا افضل صاحب سے گزارش ہے کہ کسی بھی محکمہ کو اچھایا

بُرا کہنے کی بات نہیں ہے کیونکہ اچھے اور بُرے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں۔ ہم نے تو پنجاب کے عوام کے مفاد کی بات کرنی ہے اور پنجاب حکومت کے مفاد کی بات کرنی ہے۔ اگر محکمہ جنگلات کو بہتر کرنا ہے تو اسے بہتر کرنا چاہئے۔ برباد ہونے والے بڑے بڑے جنگلات کی بہتری کرنی چاہئے۔ یہ درخت محکمہ انہار کی زمین پر لگائے جاتے ہیں اور جب واقعی وہ پہلے محکمہ انہار کے پاس تھے تو ان کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک تھا اور ان درختوں کی آبیاری بھی ہوتی تھی اور نہروں کی پٹڑیاں بھی مضبوط ہوتی تھیں اور سب سے بڑی بات میرے بھائی نے کہی ہے کہ محکمہ انہار کے جنگلات کو بہتر کرنے اور ان کا خیال کرنے کے لئے اگر اور بندے بھرتی کرتے ہیں تو پنجاب تو پہلے ہی overdraft کے چکر میں پڑا ہوا ہے۔ ہمیں پنجاب کے مفاد کے لئے، پنجاب کے عوام کے مفاد کے لئے اور لوگوں کو بہتر آکسیجن مہیا کرنے کے لئے ان کی قرارداد پر عمل کرنا چاہئے اور محکمہ انہار کے جو درخت محکمہ جنگلات کے پاس ہیں، واقعی محکمہ انہار کو واپس آنے چاہئیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ جب یہ درخت محکمہ انہار کے پاس تھے تو ان کی بہت زیادہ حفاظت ہوتی تھی۔ آپ عملہ دیکھ لیں کہ ایک ایک نہر پر بیلدار اور اوورسیئرز دن رات چکر لگاتے ہیں اور نہروں میں پانی چیک کرنے کے بہانے آتے تھے تو اس سے بھی درختوں کی حفاظت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے نمبر لگائے ہوئے ہیں اور انہوں نے ہی پودے لگائے تھے اور وہی حفاظت کرتے تھے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ محکمہ انہار والے ایماندار ہیں اور یہ بے ایمان ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ انہار والے ان سے بہتر حفاظت کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس عملہ زیادہ ہے اور وہی حفاظت کے لئے بہتر ہیں کیونکہ محکمہ جنگلات کا ایک گارڈ ایک جگہ پر بیٹھ کر سودے بازی کرتا ہے اور وہ نہروں پر چکر لگا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی حفاظت کر سکتے ہیں جبکہ ان کے پاس تو اتنا زیادہ رقبہ ہے کہ یہ اپنے جنگلات کی ہی حفاظت نہیں کر سکتے اور جب سے انہار کے جنگل بھی ان کے سپرد کئے گئے ہیں تو حالات مزید خراب ہو گئے ہیں۔ حالانکہ محکمہ انہار کا رقبہ تو انہار کے پاس ہے تو پھر صرف درخت محکمہ

جنگلات کے پاس کیسے چلے گئے اور وہ ان کے مالک کیسے بن گئے؟ میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں کہ یہ درخت محکمہ انہار کو واپس دیئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: احسن رضا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواندگی اور غیر رسمی بنیادی تعلیم (جناب احسن رضا خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ضلع قصور میں بی آر بی نہر cross کرتی جاتی ہے جہاں اتنا گھنا جنگل تھا کہ یقین کریں کہ ایک کنارے سے دوسرا کنارا نظر نہیں آتا تھا اور کل ہی مجھے ایک دوست نے بتایا کہ وہاں اس سال 32 کروڑ کی کرپشن محکمہ جنگلات نے صرف قصور میں کی ہے۔ یہ صورتحال ہے وہاں پر اور آپ جا کر بھی اسے دیکھ سکتے ہیں۔ محکمہ انہار کا عملہ وہاں پر کافی تعداد میں ہوتا ہے اور وہ اپنے درختوں کی حفاظت خود کرتے تھے اور صرف محکمہ انہار ہی کی وجہ سے ان کی حفاظت ہوتی تھی اور وہاں کے جنگلات پر گارڈز، ایس ڈی اوز کو سوائے لکڑی چوری کرنے کے اور کوئی کام ہی نہیں ہے اور آج تک انہوں نے وہاں پر شجرکاری بھی کوئی نہیں کی۔ صرف بینر لگا کر کارروائی پوری کرتے ہیں۔ میری یہ آپ سے استدعا ہے کہ محکمہ جنگلات کی کرپشن کے حوالے سے اس ایوان کی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت و جنگلات (ملک احمد علی اولکھ): شکریہ۔ جناب سپیکر! نہروں کے کنارے لگے ہوئے درخت محکمہ جنگلات کو transfer کر دیئے گئے تو میں نے پچھلے دنوں وقفہ سوالات کے دوران بھی گزارش کی تھی کہ اس سال دو کروڑ پودے لگائے جا رہے ہیں اور تین کروڑ پودوں کی قلمیں دی جا رہی ہیں۔ اس سال ہونے والی شجرکاری مہم کے دوران درخت نہروں کے کناروں پر بھی لگائے جا رہے ہیں اور باقی compact block پر بھی plantation ہو رہی ہے۔ جہاں تک کرپشن کی بات ہے تو جہاں جہاں کرپشن ہے سب کو پتا ہے لیکن میں ایک بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ ابھی قادرپور راں ملتان میں درختوں کی چوری کا ایک واقعہ ہوا تو وہاں پر باقاعدہ مقدمہ درج ہوا اور ڈی ایف او جاوید suspend ہو گئے ہیں۔ اسی طرح میانوالی ضلع کے ڈی ایف او بھی suspend کئے گئے ہیں۔ ابھی لکڑی چوری کے

حوالے سے فیصل آباد کا case سامنے آیا تو وہاں کا اہلکار ڈیٹین معطل ہو گیا ہے اور باقاعدہ پرچہ بھی درج ہوا ہے۔ ہم نے تہیہ کر رکھا ہے اور میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ لکڑی چوری کو zero percent پر لے آئیں گے اور جہاں سے بھی ٹیلیفون پر لکڑی چوری کی اطلاع ملتی ہے تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جا رہی ہے اور اس بات کو ناممکن بنا دیا جائے گا کہ لکڑی کی چوری ہو۔

جناب سپیکر! جہاں تک باقی معاملات ہیں تو سرکاری محکموں میں مختلف ادوار میں رہنے والی صورتحال سب کے سامنے ہے لیکن موجودہ حکومت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ تمام معاملات کو شفاف طریقے سے چلایا جائے اور آپ دیکھیں کہ ضلعی حکومتوں کے نظام میں محکمہ جنگلات بھی devolve ہوا تھا اور اس محکمہ پر اتنی توجہ نہیں دی گئی تھی بلکہ دفاتر میں حاضری بھی برائے نام ہی ہوتی تھی اور کرپشن کی انتہا ہو چکی تھی اور یہ تمام شعبوں میں تھی۔ TMAs میں کرپشن ہوئی، ضلع کونسلوں میں اربوں روپے کی کرپشن ہوئی تو کون سے شعبہ میں کرپشن نہیں ہوئی لیکن اس وقت یہ تاثر نہیں دینا چاہئے کیونکہ موجودہ حکومت تمام معاملات کو شفاف طریقے سے چلا رہی ہے اور میں اپنے تمام معزز بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں کہیں سے بھی کرپشن کی اطلاع آئے گی تو ان کے خلاف action لیا جائے گا اور میں اس معزز ایوان کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ لکڑی چوری روکنے کے لئے ہر ممکنہ اقدامات کئے جا رہے ہیں اور کسی کی سفارش بھی خاطر میں نہیں لائی جا رہی اور اگر کسی کو اس بارے میں شکایت ہو تو میرے علم میں لائیں انشاءاللہ ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک چھانگا مانگا کے جنگل کی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر چار لاکھ ایکڑ رقبہ پر بھرپور طور پر plantation ہوئی ہے۔ بہر حال حکومت viability کو دیکھے گی کہ کس طرح viable ہے تو اس پر غور کرے گی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کرپشن کی جو باتیں کہی جا رہی ہیں وہ اس طرح سے نہیں ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: House کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، بلال کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے وزیر موصوف نے فرمایا کہ ہم نے پچھلے دنوں ڈی ایف اوز اور محکمہ جنگلات کے ملازمین کو کرپشن کے الزامات میں معطل کیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو لوگ معطل کئے گئے ہیں تو کیا ان

سے لکڑی بھی برآمد کروائی گئی ہے یا جو کرپشن انہوں نے کی ہے اس کی برآمدگی بھی ہوئی ہے یا نہیں کیونکہ معطل ہونے والے ملازمین دو مہینے بعد بحال ہو جائیں گے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اس کی روک تھام کی جائے۔ انہوں نے روک تھام کے لئے کیا تدابیر اختیار کی ہیں؟ دوسری اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ مظفر گڑھ جو جنگلات کے لحاظ سے پنجاب میں ایک اہم ضلع ہے۔ مظفر گڑھ میں جتنے بھی جنگلات ہیں آپ کمیٹی بنادیں وہ جاکر check کرلے کہ سارے کے سارے رقبے پر جتنے بھی جنگلات تھے وہ ختم ہو چکے ہیں۔ جو جنگلات کاٹے گئے ہیں ان کی جگہ پر لوگوں نے قبضے کئے ہوئے ہیں اور کاشت کی ہوئی ہے۔ اب بھی گندم کی فصل وہاں پر کاشت کی ہوئی ہے۔ یہ کمیٹی بنائی جائے تاکہ ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ پنجاب محکمہ انہار کے جو جنگلات محکمہ جنگلات حکومت پنجاب کے سپرد کئے گئے تھے ان کی زبوں حالی کی وجہ سے واپس محکمہ انہار کے سپرد کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ کے لئے اراکین اسمبلی سے پیشگی بجٹ کی تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

Continuation and conclusion of pre-budget discussion.

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 11-2010 کے لئے اراکین سے پیشگی بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے عام بحث کا آغاز مورخہ 25۔ جنوری 2010 کو ہوا تھا۔ بحث کا آغاز وزیر خزانہ کی تقریر سے ہوا تھا۔ مورخہ 27,28 اور 29۔ جنوری کو بھی بحث ہوئی تھی۔ آج بحث جاری رہے گی اور آخر میں وزیر خزانہ یا پارلیمانی سیکرٹری بحث کو wind up کریں گے۔ ملک وارث کلو موجود نہیں ہیں، چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) موجود نہیں ہیں، محترمہ ساجدہ میر موجود نہیں ہیں، شیخ علاؤالدین موجود نہیں ہیں، جناب ثناء اللہ خان مستی خیل موجود نہیں ہیں، ملک جلال الدین ڈھکو موجود نہیں ہیں، ثمینہ خاور حیات موجود نہیں ہیں، محترمہ راحیلہ خادم حسین موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر مسرت حسن موجود نہیں ہیں، میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل موجود نہیں ہیں، چودھری عبدالوحید موجود نہیں ہیں، محترمہ زوبیہ رُباب ملک موجود نہیں ہیں، الحاج محمد الیاس چنیوٹی موجود نہیں ہیں، جناب محمد یٰسین سوہل موجود نہیں ہیں، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر زمردیا سمین رانا موجود نہیں ہیں، جناب محمد معین خان وٹو موجود نہیں ہیں، ڈاکٹر محمد اشرف چوہان موجود نہیں ہیں، محترمہ نسیم ناصر خواجہ موجود نہیں ہیں، سید ناظم حسین شاہ موجود نہیں ہیں، جناب علی حیدر نور خان نیازی موجود نہیں ہیں، میاں محمد رفیق موجود نہیں ہیں اور حاجی ذوالفقار علی موجود نہیں ہیں۔ اب میں آخر میں winding up کے لئے ڈاکٹر محمد اختر ملک سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ wind up speech شروع کریں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ نے تو بات کر لی تھی۔ چلیں، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پہلے جب نام لیا گیا تھا اس وقت میرا نام نہیں بولا گیا تھا اور لسٹ لمبی تھی۔ میں نے صرف دو منٹ کی بات کرنی ہے۔ میں development budget کے حوالے سے بات نہیں کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ development budget monitor ہوتا ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں اس دن Chair پر تھا میں نے رانا افضل صاحب کا نام پکارا تھا یہ موجود نہیں تھے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں پورا دن بیٹھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر Chair پر بیٹھ کر ruling دے رہے ہیں تو پھر یہ تو آپ کے خلاف جا رہی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ نیچے والی Chair سے دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن اس دن تو یہ Chair پر موجود تھے۔

رانا محمد افضل خان: نہیں، یہ موجود نہیں تھے اس دن خواجہ اسلام صاحب Chair پر موجود تھے۔ میری دومنٹ کی بات ہے۔ میں development budget کے سلسلے میں بات نہیں کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ اس میں monitoring اور limitations ہیں۔ اس ایوان میں جس کا ذکر کم ہوتا ہے وہ recurring budget ہے جو ہمارے routine کے expenses ہیں اور وہ تقریباً 400۔ارب روپے کو touch کرنے والے ہیں۔ ہم نے size of the government کو reduce کرنا تھا میں صرف ایک محکمے کی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ محکمہ بہبود عامہ میں پندرہ ہزار ملازمین ہیں۔ اگر آپ اس کو تین ساڑھے تین سو حلقوں پر تقسیم کریں تو چالیس ملازمین ایک ایم پی اے کی constituency میں آتے ہیں۔ مجھے سیاست میں بیس سال ہوگئے ہیں مجھے آج تک اس محکمے کا ایک بندہ نہیں ملا جو یہ کہے کہ آپ کے حلقے میں میرے لئے کیا کام ہے؟ ہم نے اپنے size of the government کو reduce کرنا ہے۔ میں نے پہلے بھی بات کی کہ ہمارے محکموں میں جو duplicity ہے، دو دو محکمے ایک ہی کام کر رہے ہیں جو کہ پیسوں کا ضیاع ہے۔ میں یہاں پر Health Department کے بارے میں بات کرنا چاہوں گا کہ سوشل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ ہسپتال بناتا ہے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہسپتال بناتا ہے۔ ایک CT Scan Machine فرانس سے لے کر آتا ہے، ایک CT Scan Machine جاپان سے لے کر آتا ہے اور ایک CT Scan Machine چائنا سے لے کر آتا ہے۔ کوئی standardization نہیں ہے، spare parts نہیں ملتے اور کوئی specialization نہیں ہے۔ آج دنیا کے ہر شعبے میں specialization ہے۔ اگر ہم نے specialization تعلیم کو اوپر لے کر جانا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ Labour Department اپنی priorities fix کرے کہ میری فیکٹری کے مزدوروں کو اتنی سیٹیں اس قسم کے سکول میں دے دی جائیں۔ Labour Department کہے کہ میری ملوں کے اتنے مزدور ہیں ان کے لئے DHQ ہسپتال میں، الائیڈ ہسپتال میں، کسی ٹیچنگ کالج کے ہسپتال میں اتنے beds کا ایک وارڈ بنا دیا

جائے لیکن جو Professors ہیں، جو Engineers ہیں، جو Technicians ہیں وہ Specialists محکموں کے ملازم ہوں۔ اس طرح سے ہمیں economy of scale ملے گی جو ہمارے بجٹ کا بہترین مصرف ہو گا۔ میری اتنی ہی گزارش ہے کہ بجٹ میں ہم ان محکموں کو consolidate کریں۔ آج دنیا بھر میں consolidation کا دور ہے اور ہم diversification میں جا رہے ہیں۔ دو دو، تین تین محکمے ایک ہی کام کر رہے ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا میری نظر میں یہ سب سے اہم معاملہ ہے۔ آج اس چھوٹے سے House میں جس میں، میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتا میرے حساب سے ایک non technical قرارداد pass کی گئی۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے pass کروائی لیکن اگر اس کے technical پہلوؤں پر وہ غور کریں گے تو شاید میری بات ان تک پہنچ جائے۔ بہت شکریہ

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف ایک بات کی اجازت ہے۔ فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اب جیسا کہ جناب کو بھی علم ہے، پورے پنجاب کی عوام کو بھی علم ہے اور ہمارے میڈیا کے دوستوں کو بھی علم ہے کہ جو سابقہ ناظمین تھے وہ الحمدللہ اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں۔ جو TMA اور ضلع اسمبلی کا بجٹ ہے اس میں میری گزارش ہے کہ ہمارے صوبائی اسمبلی کے ممبران کی identification پر، ان کی نشاندہی پر سکیمیں بنائی جائیں۔ بجٹ میں باقاعدہ طور پر اس کو رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک اختر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے فنانس (ڈاکٹر محمد اختر ملک): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کے توسط سے معزز ایوان کو ایک بامقصد، مفید اور کامیاب Pre Budget Session منعقد کروانے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ جمہوری روایات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس سال بھی ہم نے اس Session کا انعقاد کیا تاکہ ہم فاضل ممبران کی آراء سے مستفید ہو سکیں اور ان کی روشنی میں بجٹ بنایا جا سکے۔ یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ Pre Budget Session میں ہمارے فاضل ممبران نے بھرپور شرکت کی، اپنی قیمتی

آراء سے اس ایوان کو آگاہ کیا اور بہت مثبت تجاویز پیش کیں۔ مجھے امید ہے کہ جیسے جیسے یہ روایات آگے بڑھیں گی ہم ایک متوازن، ترقیاتی اور فلاحی بجٹ اس صوبے کی عوام کو دینے کے اہل ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بجٹ حکومت کی سمت متعین کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور حکومت کی کوشش ہوتی ہے کہ ایک ایسا بجٹ پیش کیا جائے جس میں اخراجات اور محاصل میں توازن ہو۔ میں معزز ممبران کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنی آراء سے حکومت کو بجٹ تجاویز کو priorities دینے میں مدد دی۔ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ بجٹ برائے مالی سال 11-2010 میں ان تجاویز کو مد نظر رکھا جائے گا اور اس بات کی بھرپور کوشش کی جائے گی کہ حکومت منتخب ایوان کی توقعات پر پورا اتر سکے۔

جناب سپیکر! یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ معزز ممبران نے ایسے سیکٹر کی نشاندہی کی جن میں بہتری لانے سے مجموعی طور پر صوبے کا معاشی، معاشرتی اور سماجی ڈھانچہ مضبوط ہو سکے۔ میں خاص طور پر خواتین ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بجا طور پر خواتین اور بچوں کو در پیش مسائل پر آواز اٹھائی ہے اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ انہیں ترقیاتی دھارے میں شامل کئے بغیر صوبائی ترقی ادھوری اور نامکمل رہے گی۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فاضل ممبران کی بجٹ محاصل اور اخراجات کے متعلق جو مثبت تجاویز ہیں ان پر خصوصی طور پر غور کیا جائے گا اور یہ کوشش کی جائے گی کہ physical management اور physical discipline کو مزید مضبوط کیا جائے گا اور اس امر کی بھی بھرپور کوشش کی جائے گی کہ بجٹ estimate حقیقت پسندانہ ہو اور ترقیاتی سکیمیں بروقت مکمل ہو سکیں۔ میں اس ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ صوبائی محاصل میں اضافہ کے لئے tax net کو وسیع اور غیر ترقیاتی اخراجات کو کنٹرول کیا جائے گا۔ جیسا کہ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی Pre budget سیشن کی افتتاحی تقریر میں واضح کیا تھا کہ اس معزز ایوان کے اراکین اور ماہرین اقتصادیات پر مشتمل مختلف کمیٹیاں ریونیو اور اخراجات کو rationalize کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں

۔میں اس ایوان کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ان کمیٹیوں کی سفارشات کو جلد از جلد عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

جناب سپیکر! سالانہ ترقیاتی پروگرام کے بارے میں دی گئی تجاویز کے بارے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ دوران بحث معزز اراکین نے جنوبی پنجاب اور نسبتاً کم ترقی یافتہ اضلاع کے لئے فنڈز کی تقسیم کا ذکر کیا ہے تو اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے اگلے مالی سال کے ترقیاتی پروگرام کے لئے جن ترجیحات کا تعین کیا ہے ان میں صوبہ کے تمام علاقوں اور طبقوں کو برابری کی بنیاد پر ترقی دینا، غربت میں کمی اور روزگار میں اضافہ کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنا سرفہرست ہیں۔ قائد حزب اختلاف چودھر ظہیر صاحب نے جو تجاویز دی تھیں ان کے بارے میں عرض کرتا چلوں کہ حکومت پنجاب نے land record کو computerize کرنے کے لئے 6۔ارب سے زائد لاگت سے ایک منصوبہ جس کو Land Record Management Information System کا نام دیا گیا ہے اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے جو ان کے تحفظات تھے ان پر حکومت عملدرآمد کر رہی ہے اور ان پر 6۔ارب روپے سے زائد خرچہ آرہا ہے اس منصوبہ کی ایکنک سے اگست 2009 میں منظوری بھی ہو چکی ہے اور اس طرح دوسرے منصوبہ جات جیسے لاہور رنگ روڈ اور وزیر آباد میں Cardiology Centre کے قیام کا ذکر کیا گیا ان پر تیزی سے عملدرآمد جاری ہے اور لاہور رنگ روڈ پر حکومت نے پچھلے دو سال میں 23۔ارب اور 46 کروڑ روپے خرچ کئے اور اس سال بھی اس مد میں تقریباً 12۔ارب روپے سے زائد کا تخمینہ لگایا گیا ہے اور رقم بھی مختص کر دی گئی ہے اور اسی طرح زراعت، لائیوسٹاک اور فنی تعلیم کے شعبوں میں حکومت خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ شعبہ زراعت کے لئے اس سال 2۔ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جن کے تحت Sprinkle Irrigation اور Drip Irrigation جیسے دوسرے منصوبے زیر عمل ہیں۔ اسی طرح حزب اختلاف کے ایک معزز رکن نے جنوبی پنجاب کے لئے چاول کے Research Centre کے قیام کا ذکر کیا تھا تو میں یہ بتاتے ہوئے خوشی بھی محسوس کر رہا ہوں کہ 14 کروڑ روپے کی لاگت سے بہاولنگر میں Rice Research Institute کی منظوری ہو چکی ہے اور اس منصوبہ پر عملدرآمد کے لئے موجودہ مالی سال میں پانچ کروڑ روپے سے زائد رقم جاری کی جا چکی ہے۔ اسی طرح

لائیوسٹاک منصوبہ کے شعبہ میں موجود مالی سال میں 2۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے جس میں جنوبی پنجاب میں ایک ویٹرنری یونیورسٹی کا قیام عمل میں آرہا ہے اور اس کے علاوہ چولستان میں لائیوسٹاک کی ترقی کے لئے 67 کروڑ روپے زائد کی لاگت سے دو منصوبہ جات شروع کئے جارہے ہیں۔ فنی تعلیم کی ترویج کے لئے بھی کافی ممبران نے اپنی آراءسے اس ایوان کو آگاہ کیا۔ حکومت اس شعبہ کی ترقی کے لئے خصوصی توجہ دے رہی ہے اور اس کے لئے 2۔ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں 55 کروڑ روپے نئی سکیموں کے لئے رکھے گئے ہیں اور نئے سنٹروں کے قیام کے علاوہ موجودہ سنٹروں کا درجہ بڑھانے اور نیا سلیبس اور اساتذہ کی تربیت بھی فنی تعلیم کا اہم جز اس میں رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت نے اس سال جنوبی پنجاب کی ترقی کے لئے 5۔ارب روپے کا خصوصی پیکیج شروع کیا اور یہ رقم رواں سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ ہے اور اس اضافی رقم سے جنوبی پنجاب کے اضلاع میں مختلف شعبوں میں 125 نئے منصوبے شروع کئے جارہے ہیں اور ان سکیموں پر عملدرآمد کے لئے یہ رقوم متعلقہ محکموں کو جاری کر دی گئی ہیں ۔ دوران بحث یہ تجاویز بھی سامنے آئی تھیں کہ ہر یونین کونسل میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ایک ہائی سکول کا قیام یقینی بنایا جائے تو سماجی شعبہ کی ترقی میں حکومت کی اولین دلچسپی ہے اور اولین ترجیحات ہیں، موجودہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں 46 فیصد سماجی شعبہ کے لئے مختص ہے جس میں 23۔ارب سے زائد تعلیم پر خرچ کئے جارہے ہیں اور یونین کونسل کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے ہائی سکولز کے قیام کی تجویز اگلے مالی کے ترقیاتی بجٹ میں انشاءاللہ اس پر غور کر کے اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ میں 47 کروڑ روپے سے زائد کی لاگت سے Mobile Health Units کی سکیم شروع کی جارہی ہے اس طرح انشاءاللہ موجودہ مالی سال میں ہی ڈیرہ غازی خان، گوجرانوالہ میں نئے میڈیکل کالجز کے منصوبہ پر کام شروع کیا جارہا ہے جس کے لئے فنڈز مختص ہو چکے ہیں اور علاوہ ازیں بہاولپور میں 3۔ ارب سے زائد مالیت کے تین سو beds کا نیا اور جدید ہسپتال کا قیام بھی عمل میں لایا جارہا ہے ۔ملتان میں بھی 268 beds پر مشتمل ایک DHQ ہسپتال کی

establishmentکا کام بھی جاری ہے اور ساتھ ساتھ ایک Kidney Centreکا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور جو کہ سندھ میں جو Kidney Centreہے اس کے مقابلے کا ایک instituteبن رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو جنوبی پنجاب کے لئے اس گورنمنٹ کا تحفہ ہے۔اس میں Kidney Transplant, Cancer Treatmentاور وہ لوگ جو گردوں کے مسائل میں مبتلا مریض ہیں ان کو وہاں پر بڑی supportملے گی اور ان کا علاج ممکن ہو سکے گا۔

جناب سپیکر!میں اس ایوان کو اس امر سے بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ خزانہ اور P&Dکو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ صوبے کی مجموعی مالیاتی صورتحال اور ترقیاتی سکیموں کی پیشرفت کے بارے میں فاضل ممبران کو وقتاً فوقتاً آگاہ ضرور کریں اور اس سلسلے میں متعلقہ محکمہ گروپ میٹنگ کا شیڈول متعین کریں گے اور مجھے امید ہے کہ اس عمل سے فاضل ممبران کو اس سال کی مالیاتی صورتحال اور اگلے سال کی physical spaceکے بارے میں بہتر آگاہی حاصل ہو سکے گی۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر سماجی ترقی کے حوالے سے subsidiesکا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ اس گورنمنٹ نے subsidiesبھی دی ہوئی ہیں جس میں food stamps scheme پر 14.2 بلین روپے سستی روٹی سکیم پروگرام پر 7.5 بلین روپے اور گندم پر 4 بلین روپے سبسڈی دی جارہی ہے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے ابھی حال ہی میں ایک ارب روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور اس کا انشاءاللہ overallبڑا اچھا impactپڑے گا۔

جناب سپیکر!مجھے پوری امید ہے کہ اس عمل سے ہمیں ایک متوازن اور حقیقت پسندانہ بجٹ بنانے میں بھرپور مدد ملے گی اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ Pre Budgetسیشن کی اس روایت کو مسلسل آگے بڑھایا جائے گا تاکہ بجٹ سازی کے عمل میں اسمبلی کی oversightکو یقینی بنایا جاسکے اور عوامی اُمنگوں اور خواہشات کا ترجمان بجٹ تشکیل دیا جاسکے۔میں ایک بار پھر فاضل ممبران کا تہہ دِل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھرپور حصہ لیا اور اپنی آراء سے مستفید کیا اور آپ کا بھی بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،بہت شکریہ

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے بہت اچھی speech کی لیکن بہت افسوس کی بات ہے کہ تینوں صوبوں اور مرکز میں خواتین ممبران کو development funds دیئے جا رہے ہیں۔ یہاں خواتین کی طرف داری تو بڑی کر دی گئی۔ ان کی حمایت کا شکریہ ادا کیا گیا لیکن آج انہوں نے خواتین کے لئے development funds مختص کرنے کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ جن فنڈز کا خواتین سے وعدہ کیا گیا تھا وہ بھی آج تک خواتین کو نہیں دیئے گئے لہذا یہ جو انہوں نے سب کچھ پڑھا ہے میں اس کو خواتین ممبران کے حوالے سے رد کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ 8 ملین روپے خواتین کے فنڈز کے لئے مختص کئے جا چکے ہیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: آپ نے ذکر نہیں کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): Pre Budget بحث میں ہم نے آپ سے تجاویز لی تھیں۔ آپ نے کوئی منصوبہ یا اپنے حلقہ کا کوئی project تو نہیں دیا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: میں نے بہت دیئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): آپ کی جو آراء ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کو wind up کیا ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: تو آپ نے تقریر میں ذکر کرنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): بی بی! آپ سپیکر سے بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی بات ختم ہونے دیں پھر آپ بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): ہم نے 8 ملین روپے خواتین کے لئے مختص کر دیئے ہوئے ہیں اور انشاءاللہ ان کو مل جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس کے بعد Discussion on a matter of public importance arising out of Adjournment Motion No. 62/10. مورخہ 11۔فروری 2010 کو جناب احمد خان بلوچ ایم پی اے نے کھاد کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے بارے میں تحریک التوائے کار نمبر 62/10 پیش کی تھی جسے اسمبلی نے مورخہ 17۔فروری 2010 کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 87 کے تحت دو گھنٹے کی بحث کے لئے منظور کر لیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ جناب احمد خان بلوچ اپنی تحریک پیش کریں۔

قاعدہ 87 کے تحت تحریک التوائے کار نمبر 62/10 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث کے لئے تحریک کا پیش کیا جانا

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر 62/10 میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جا سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر 62/10 میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جا سکے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اسمبلی اب اپنی کارروائی ملتوی کرے تاکہ تحریک التوائے کار نمبر 62/10 میں فوری اہمیت عامہ (کھاد کی مہنگائی) کے معاملہ پر بحث کی جا سکے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

MR. DEPUTY SPEAKER. The motion moved is that the Assembly do now adjourned.

اب جناب احمد خان بلوچ اپنی بحث کا آغاز کریں۔ دیگر جو مقررین تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنا نام مجھے بھجوا دیں۔ معزز اراکین کی اطلاع کے لئے دوبارہ عرض ہے کہ اس بحث کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت دو گھنٹے ہے۔ جی، بلوچ صاحب!

تحریک التوائے کار نمبر 62/10 سے پیدا ہونے والے

اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ اتنا اہم معاملہ ہے اب اتنے کم بندے بیٹھے ہیں اگر یہ بحث کل ہو جاتی تو زیادہ بہتر تھا کیونکہ یہ 80 فیصد آبادی کا معاملہ ہے۔ یہ کاشتکار ہی ہے جو اپنی زندگی قربان کر کے اپنے ملک کی خدمت کرتا ہے۔ شہروں میں رونقیں لاتا ہے، فیکٹریاں چلاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ کاشتکار طبقہ کی کوئی سُننے والا نہیں ہوتا۔ کاشتکار طبقہ ابھی پانی کے لئے رو رہا تھا، بجلی نہیں تھی load shedding ہو رہی تھی، ڈیزل کے ریٹ اتنے بڑھا دیئے، پانی کے لئے وہ ترس رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں زیور بیچ کر اپنی فصل کاشت کروں۔ اس نے فصل تو کاشت کر لی لیکن جب کھاد کا ٹائم آیا تو مجھے افسوس ہے کہ تمام محکمے ویسے تو کاشتکار کو کہتے ہیں کہ یہ ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن کسی محکمے نے ان کی خیر خواہی نہیں کی اور ان کے متعلق نہیں سوچا۔ 20۔ جنوری تک ڈی اے پی کھاد کی جو بوری -/1900 روپے کی بِک رہی تھی وہ 25۔ جنوری کو -/2600 روپے کی ہو گئی۔ ڈی اے پی کھاد ایک ایسی کھاد ہے جس کے بغیر کوئی فصل بھی تیار نہیں ہو سکتی چاہے وہ کاٹن، مکئی، گنا، چاول، سورج مکھی ہو۔ کاشتکار کیا بیچ کر اور کون کون سی چیزیں خریدے، کیا کرے؟ زمینی آفات کا مقابلہ کرے یا آسمانی آفات کا مقابلہ کرے۔ ایک واحد کاشتکار ہے جس کے پیروں پر جوتا نہیں ہوتا، تن پر کپڑے نہیں ہوتے لیکن اپنے ملک کی خدمت کر رہا ہے۔ اگر کوئی زر مبادلہ آ رہا ہے تو وہ کاشتکار کی محنت سے آ رہا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ جب بھی بجلی گرتی ہے تو وہ کاشتکار پر گرتی ہے، جب بھی مہنگائی آتی ہے تو کاشتکار سب سے زیادہ اس کی زد میں آتا ہے۔ کاشتکار کہاں جائے؟ پانی انڈیا نے روک دیا ہے۔ load shedding کا حال یہ ہے کہ ایک ایکڑ کے لئے پانی لے جاتے ہیں ابھی وہاں پر پہنچتا نہیں ہے تو ٹیوب ویل بند ہو جاتا ہے۔ ایک ایکڑ کے لئے دس دس مرتبہ ٹیوب

ویل چلاتے ہیں۔ اگر اس کا حساب کریں تو وہ کاشتکار کی برداشت سے باہر ہے۔ ڈیزل اس سطح پر پہنچ گیا ہے کہ اب ڈیزل کو خریدنا کاشتکار کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہ تو ڈیزل سے اپنی فصل کاشت کر سکتا ہے، ڈیزل سے ٹیوب ویل چلا سکتا ہے اور نہ ہی ٹریکٹر چلا سکتا ہے۔ ڈیزل اس کے بس میں ہے نہ بجلی۔ Load shedding اتنی ہو گئی ہے کہ وہ بجلی سے اپنی فصل کی پیاس بجھا سکتا ہے اور نہ ہی نہروں میں پانی آ رہا ہے۔ حالت یہ ہے کہ پہلے انڈیا نے ستلج کا پانی روکا، پھر کابل کا روکا، پھر چناب کا روک دیا۔ وہ ڈیم بنا رہا ہے اور ہمارے دریا رُک رہے ہیں۔ خدا نہ کرے! جو انڈیا چاہتا ہے اس کی مرضی پوری ہو یا اس کی سازشیں پوری ہوں۔ وہ تو پاکستان میں قحط سالی لانا چاہتا ہے اور پاکستان کے رقبے کو ریگستان بنانا چاہتا ہے۔ میں اپنی حکومت سے اور مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرتا ہوں کہ مہربانی کریں پانی، بجلی اور کھاد ان چیزوں کے بارے میں سوچیں۔ اگر کاشتکار تباہ ہو گیا تو یاد رکھیں ملک کی معیشت کبھی مضبوط نہیں ہو سکتی۔ ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے کے کوئی ذرائع نہیں ہیں سوائے کاشتکار کو مضبوط کرنے کے۔ کاشتکار کو خوشحال کریں گے تو ملک خوشحال ہو گا اور کاشتکار مضبوط ہو گا تو ملک کی معیشت مضبوط ہو گی۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ مرکزی حکومت کو یہاں سے ایک قرارداد کی صورت میں سفارش کریں اور قرارداد بھیجیں کہ پانی، بجلی اور کھاد کے مسئلہ کو پوری طرح کنٹرول کیا جائے۔ ورنہ یاد رکھیں جس طرح کالا باغ ڈیم نہ بنا کر بہت بڑی غلطی کی، آج دریاؤں کے پانی کو بھی واپس نہ لا کر، اس پر کنٹرول نہ کر کے آپ ایک بہت بڑی غلطی کریں گے۔ ملک ریگستان بن جائے گا، ملک میں قحط سالی آ جائے گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایک قرارداد اس House سے مرکزی حکومت کو بھیجی جائے۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کوئی اور ممبر اس پر بات ہی نہیں کرنا چاہتا۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے محمد اسلم صاحب!

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! ہم احمد خان بلوچ صاحب کی قرارداد کی مکمل طور پر تائید کرتے ہیں۔ بلاشبہ اگر کاشتکار، کسان کی معاشی حالت بہتر ہو گی، وہ مضبوط ہو گا تو پنجاب مضبوط ہو گا اور پنجاب

کی معیشت بہتر ہو گی۔ ہم اس قرارداد کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں اور بھرپور تائید کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ مرکزی حکومت کو بھی اس امر کی سفارش کی جائے۔ آج جب Pre Budget بحث پر ہو رہی تھی تو پنجاب کے بجٹ میں بھی زراعت کے لئے کاشتکار کی بھلائی کے لئے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھے جائیں اور وہ subsidies جو مرکز یا صوبہ مختلف صورت میں بھیک کے طور پر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ subsidies سے ملک نہیں چلتے، subsidies سے صوبے نہیں چلتے اور subsidies سے قومیں مضبوط نہیں ہوتیں۔ ان subsidies کی بجائے کاشتکار کے لئے بجلی مفت کر دی جائے، کھاد کی قیمتیں کم کر دی جائیں اور اچھی قسم کے بیج مفت provide کئے جائیں۔ اگر آپ کاشتکار کو facilities دیں گے، کسان کو سہولتیں دیں گے تو انشاء اللہ بہتری آئے گی۔ آج جو کاشتکاری کے حالات ہیں پنجاب ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان میں مجھے وقت نہیں بھولتا جب ایک ڈکٹیٹر نے، ایک فوجی آمر نے دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ کیا تھا اس وقت جو دریا پاکستان کے حصے میں آئے تھے ان میں سے تو انڈیا کو۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین سید حسن مرتضیٰ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: جی رائے محمد اسلم صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

رائے محمد اسلم خان: بڑی خوشی ہوئی ہے کہ آپ چیئرمین کی کرسی پر ہیں اور میں اپنی گزارشات اور معروضات پیش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! جس وقت پانی کی تقسیم کا معاہدہ ہوا اس وقت ملک میں جمہوریت نہیں تھی اس وقت منتخب نمائندے ان ایوانوں میں موجود نہیں تھے۔ جب اس آمر نے ہندوستان کے ساتھ یہ معاہدہ کیا اور جو دریا پاکستان کے حصے میں آئے ان میں سے تو ہندوستان کو پینے کے لئے بھی پانی دیا گیا ان کو تو کاشتکاری کے لئے بھی پانی دیا گیا لیکن جو دریا انڈیا کے حصہ میں آئے ان میں سے پاکستان کو کاشتکاری کے لئے پانی دیا گیا نہ پینے کے لئے پانی دیا گیا اور جس طرح آج انہوں نے پاکستان کے حصے کا پانی بھی روک رکھا ہے۔ اس پر بھی مختلف پراجیکٹ بنا رہے ہیں آج جمہوری ایوان موجود ہیں، آج ملک میں جمہوریت ہے، آج ملک میں اور صوبوں میں منتخب حکومتیں ہیں۔ آج بلاشبہ ہماری حکومتیں اس کے لئے کوشاں ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ آج اس issue پر پورے ملک کی عوام بھی ان کے

ساتھ ہے اور اگر اس پانی کے issue پر اس وقت جدوجہد نہ کی گئی اگر اس پر اب بھی کوئی صحیح فیصلہ نہ کیا گیا تو کل وہ پاکستان جو کبھی سونے کی چڑیا تھی وہ بنجر اور ویران ہو جائے گا۔ ہم نے آنے والی نسلوں کو بچانا ہے اور ہم نے آئندہ کے لئے پاکستان کو مضبوط کرنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آج ہماری منتخب حکومتیں اس کے لئے stand لیں بلکہ اس issue پر پانی کے لئے پاکستان کے شہریوں کی روزی اور روٹی کے لئے کچھ کریں کیونکہ پاکستان کے شہریوں کی روزی روٹی اس issue سے منسلک ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت پاکستان کو اس مسئلے پر انڈیا سے جنگ بھی لڑنا پڑے تو پیچھے نہیں ہٹنا چاہئے۔ آج چونکہ ڈکٹیٹر نہیں ہے، منتخب حکومتیں ہیں، منتخب صدر پاکستان ہے، منتخب وزیر اعظم پاکستان ہے اور منتخب وزرائے اعلیٰ ہیں تو میری آپ کی وساطت سے House سے، اپنے بھائیوں سے گزارش اور پُر زور اپیل ہے کہ جناب احمد خان بلوچ صاحب کی قرار داد کی بھرپور حمایت اس ایوان میں کرنی چاہئے چونکہ پنجاب کا ہر بچہ، ہر بوڑھا ہر نوجوان اور پاکستان کی پوری عوام اس issue پر اکٹھے ہیں متحد ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین: جناب کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo افضل الذکر لا الہ الااللہ و افضل الصلوۃ الھم صلی علی سیدنا محمد وآلہ وصاحبہ وسلم۔

جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں آپ کی وساطت سے جناب احمد خان بلوچ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے غریب کاشتکاروں، پنجاب کے عوام اور پنجاب کے ان لوگوں کا مسئلہ اٹھایا ہے جن سے پنجاب کے 9 کروڑ عوام کی امیدیں وابستہ ہیں۔ انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہ بھی مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ اس اہم مسئلے پر بحث ہو رہی ہے اور اس وقت معزز House میں ممبران کی جو تعداد ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے جبکہ اس معزز House کے 80 فیصد اراکین کی جو تعداد ہے وہ زراعت کے ساتھ منسلک ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو اہم issue اس floor پر اٹھایا گیا ہے اس پر عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی پالیسی بنائی جائے۔ کیونکہ قرآن مجید میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور علامہ اقبال نے اسے شاعرانہ انداز میں quote کیا ہے۔بسم اللہ الرحمن الرحیمoان اللہ لا یغیر مابقوم حتیٰ یغیر ما بانفسھمo

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جسے آپ اپنی حالت بدلنے کا

جناب سپیکر!اس ترقی یافتہ دور میں جب پاکستان کا ہر بچہ باشعور ہے اور اس معزز ایوان کی طرف نظریں لگائے ہوا ہے کہ ہمارے اراکین اسمبلی اس ملک کی خاطر اور اس صوبے کی خاطر کیا کر رہے ہیں۔چند لمحے پہلے جب آپ یہاں پر تشریف فرما تھے تو آپ نے ہی فرمایا تھا کہ ایسی قانون سازی نہ کی جائے جس پر ہم عملدرآمد نہ کرواسکیں۔میں اب آپ کی وساطت سے ہی وزیر موصوف صاحب سے یہی گزارش کروں گا کہ خدارا اب اس ملک کی خاطر، پنجاب کی خاطر، پنجاب کے غریب عوام کی خاطر اور اس پنجاب کے غریب کاشتکار کی خاطر کوئی ایسی پالیسی وضع کی جائے جس سے اس کو فائدہ ہو سکے اور پنجاب کے غریب لوگ، پنجاب کا غریب کاشتکار اپنے بچوں کی اور اپنی فصل کی صحیح طرح سے نشوونما کر سکے۔میں زیادہ وقت آپ کا نہیں لینا چاہتا۔بڑی مہربانی شکریہ

جناب چیئرمین:منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ):شکریہ۔جناب چیئرمین!سب سے پہلے تو آپ کو کرسی سپیکر پر براجمان ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ہم آپ کو دل کی گہرائیوں سے appreciate بھی کرتے ہیں۔اس وقت جو زراعت پر بحث چل رہی ہے میں چند ایک گزارشات جناب کی وساطت سے حکومت وقت سے کرنا چاہوں گا۔ہمارے جناب معزز وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں پہلے بھی دو تین دفعہ اسمبلی کے floor پر یہ بات کر چکا ہوں کہ اگر کبھی بھی پنجاب پر معیشت کے لحاظ سے کوئی اگر بُرا وقت آیا تو زراعت ایک واحد source of income ہے جو پاکستان کو بھی بچائے گا اور پنجاب کو بھی بچائے گا اور پانی کی کمی جو ہے۔۔۔

جناب چیئرمین:منڈا صاحب!قطع کلامی معاف۔بہت اہم issue ہے آپ بے شک رات 12 بجے تک بولیں بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر گفتگو کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پانی کی کمی کا مسئلہ جو اس وقت پورے صوبہ میں بلکہ پورے پاکستان میں چل رہا ہے اس پر ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔ ہمارے ہمسایہ ملک کے ساتھ ہمارے کچھ مطالبات ہیں جو ہمارے ان کے ساتھ treaties ہیں ان پر مکمل طور پر عملدرآمد کروانا چاہیئے۔ اگر ہمیں اقوام متحدہ تک بھی جانا پڑے تو ہمیں جانا چاہیئے۔ اگر ہم نے آج پانی کا نہ سوچا اگر اس ملک کی زراعت کے لئے ہم نے پانی کا کچھ بھی بندوبست نہ کیا تو خطرہ یہ ہے کہ کہیں یہ ملک بھی اتھوپیا کی شکل اختیار نہ کر جائے۔ اگر پانی نہیں ہے تو پھر زراعت بھی نہیں ہوگی۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں آپ کا تعلق بھی ایک زمیندار گھرانے سے ہے اور ہمارا تعلق بھی ڈسٹرکٹ شیخوپورہ سے ہے جو کہ ایک زرعی ضلع ہے زرعی علاقہ ہے۔ گندم، سبزی، چاول اور ہر قسم کے پھل وغیرہ کی جو پیداوار ہے لاہور کے گردونواح میں ہم ہی لوگ ہیں جو لاہور تک پہنچاتے ہیں اور یہ جو ایک کروڑ کی آبادی کا شہر ہے اس کو زرعی اجناس سبزیاں، پھل شیخوپورہ اور قصور کی وجہ سے ہی ان کو پہنچتی ہیں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس وقت پانی کا جو level ہے ہر سال دو تین فٹ نیچے جا رہا ہے وہ کیوں جا رہا ہے؟ وہ اس لئے جا رہا ہے کہ آپ کے دریاؤں میں بالخصوص دریائے چناب اور دریائے راوی میں پانی بالکل نہیں ہے اگر ہم نے اس پانی کا بندوبست نہ کیا تو زراعت تو بڑی دور کی بات ہے انسان کو پینے کے لئے صاف پانی بھی نہیں ملے گا بلکہ صاف کیا آنے والے کل میں جو حالات نظر آ رہے ہیں ان میں انسان کو پینے کے لئے کسی بھی قسم کا پانی نہیں ملے گا۔ ہمیں اس پر سوچنا چاہیئے، اس پر کوئی پالیسی بنانی چاہیئے اور اس پر کوئی کام کرنا چاہیئے صرف باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب والا! میں زراعت کے حوالے سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بات آپ کے ذاتی تجربے میں آئی ہوگی، پورا House، اس وقت House میں تشریف رکھنے والے دوست اور جو ہمارے میڈیا کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے پنجاب کے 9 کروڑ عوام کو گندم کا ایک بہت اچھا ریٹ دیا۔ ہم پورا House اور تمام لوگ اس اچھی قیمت دینے کے فیصلے کو appreciate کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: گندم کا ریٹ تو مرکزی حکومت طے نہیں کرتی؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! گندم کا ریٹ وفاقی حکومت کی supervision میں پنجاب حکومت نے دیا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس کی purchase کی اور پنجاب حکومت نے ہی اس کی payment کی ہے۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! بلاشبہ گندم کے ریٹ وفاقی حکومت دیتی ہے۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب کو پہلے بات مکمل کر لینے دیں پھر آپ کر لینا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب والا! اگر اس میں وفاقی حکومت کا حصہ ہے تو میں ان کو بھی appreciate کرتا ہوں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آئندہ سال جو گندم کی فصل آ رہی ہے اس کی خرید و فروخت پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گندم کی خرید کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم نے بڑی محنت کی ہے لیکن اس کے باوجود مڈل مین، میری مراد آڑھتی اور سرمایہ دار ہیں جنہوں نے اس بہتی گنگا میں خوب ہاتھ دھوئے۔ اب اس سال گندم کی purchase میں ہمیں معقول انتظام کرنا چاہئے اور اس مڈل مین کا کردار مکمل طور پر ختم کرنا چاہئے۔

آپ دیکھیں کہ مونجی کی خرید میں مڈل مین نے کیا کردار ادا کیا؟ مڈل مین نے وہ لوٹ مچائی اور وہ کام کیا جو شاید ہمارے بڑوں کے ساتھ بنیا بھی نہیں کرتا رہا لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس کی قیمت مقرر کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے اور درمیانے کاشتکار بلکہ وہ تمام زمیندار جو گندم، چاول اور گنا پیدا کرتے ہیں ان سے ان کی مکمل فصل اٹھانے کی گارنٹی ہونی چاہئے اور اسے اس کی فصل کی پوری قیمت بھی ملنی چاہئے۔ میں نے پہلے بھی ایک تجویز دی تھی کہ کوئی بھی شخص جب کوئی چیز پیدا کرتا ہے چاہے وہ دوائی کی شکل میں، کسی garments کی شکل میں یا کسی دوسری صنعت میں کوئی چیز پیدا کرتا ہے تو وہ producer، وہ صنعتکار، اپنی item کی قیمت مقرر کر سکتا ہے لیکن ایک بدقسمت کسان ہے، ایک بدقسمت زمیندار ہے جو اپنی جنس کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ یہ جو پنسل میرے ہاتھ میں ہے جو بھی صنعت کار اس کو بناتا ہے وہ اس کی تمام قیمت نکالنے کے بعد، اس کے تمام اخراجات نکالنے کے بعد اس کی قیمت مقرر کرتا ہے۔ وہ اس سے کم ریٹ پر اسے مارکیٹ میں فروخت نہیں کرتا لیکن ایک

بے چارا کسان ہے جو اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر ہوتا ہے، جو موسمی حالات کے رحم و کرم پر ہوتا ہے اور وہ اپنی جنس کی، اپنی پیداوار کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ یہ کتنی بڑی بد قسمتی اور کتنی بڑی بے چارگی کی بات ہے۔ پورے ملک میں جو اتنی بڑی پیداوار ہوتی ہے چاہے وہ سبزیوں کی شکل میں ہو، پھلوں کی شکل میں ہو، جنس کی شکل میں ہو، مونجی کی شکل میں ہو، چاول کی شکل میں ہو، آٹے کی شکل میں ہو، گندم کی شکل میں ہو یا کسی بھی شکل میں جو چیز پیدا کرتا ہے یا جو بھی اس کی پیداوار ہوتی ہے اسے اپنی چیز کا ریٹ مقرر کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس پر کسان اور زمیندار کی شراکت سے Agro Marketing Authority کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں کافی بات ہو گئی اب wind up کر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب! آپ نے تو مجھے چھٹی دی تھی۔

جناب چیئرمین: اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ چپ ہی نہ کریں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں ادب سے کہتا ہوں کہ آپ جو سبسڈی دے رہے ہیں اب تو وہ بھی بہت کم فیلڈز میں رہ گئی ہے۔ پہلے زراعت کے لئے ڈیزل ٹیوب ویل سبسڈی پر دیئے جاتے تھے، کھاد، بیج اور زرعی ٹریکٹروں کی مد میں بھی سبسڈی دی جاتی تھی لیکن اب وہ تمام سبسڈی ختم کر دی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمام سبسڈی ختم کر دیں ہم یہ سبسڈی نہیں لیتے۔ میں پنجاب کا نمائندہ ہونے اور اس ایوان سے تعلق ہونے کی وجہ سے کسانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ خدا کے لئے ہمیں اپنی جنس کی قیمت دے دیں۔ خدارا ہمیں جنس کی وہ قیمت دے دیں جو اس کی لاگت ہے۔ جو اس پر خرچ ہوتا ہے، اس کے مکمل اخراجات کے بعد اور اس کے تمام اخراجات نکالنے کے بعد ایک معقول آمدن دے دیں۔ ہم بہت زیادہ آمدن نہیں مانگتے۔ ہم اس معاشرے اور اپنی قوم کے ساتھ، پنجاب کی 9 کروڑ عوام کے ساتھ، اپنے پاکستان کی 16 کروڑ عوام کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم تو اپنا share مانگتے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ ہماری لاگت کے بعد ہمیں net profit کتنا دینا ہے؟ تاکہ زمیندار بھی اپنے بچوں کا علاج معالجہ، ان کی کتابوں، فیسوں، ان کے جوتے، ان کے کپڑوں اور خوراک کا بندوبست کر سکے۔ ایک بے چارہ کسان ہے جس کی زندگی کا

مکمل انحصار زراعت پر منحصر ہے لیکن یہ اپنی جنس کی قیمت مقرر کرنے اور اس کے جائز net profit کا حقدار نہیں ہے۔

جناب والا! آپ bell بجا رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔ میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ energy shortage اور کئی اور وجوہات کی وجہ سے ہماری صنعت بہت پیچھے جا رہی ہے لیکن اب ہمارا دوسرا ڈیپارٹمنٹ جسے میں ایک بہت بڑا فیلڈ کہوں گا جس سے ہمارا پورا ملک چلتا ہے، جس کی وجہ سے آج ہم زندہ ہیں، جس کی وجہ سے ہمارا وقت عزت کے ساتھ گزر رہا ہے اگر ہم نے اس کی بہتری اور اس میں بہتر اقدامات لانے کے لئے، اس میں بہتر ریسرچ کے لئے، اس میں آبپاشی نظام بہتر کرنے کے لئے، اس میں کھاد اور بیج کے اچھے انتظامات نہ کئے، کسانوں کو سستے اور آسان اقساط پر زرعی آلات نہ دیئے، کسانوں کے چھوٹے قرضوں کے سود معاف نہ کئے تو وہ دن دور نہیں جب زراعت کا بھی وہی حال ہو گا جو آج ہم نے صنعت کا کر دیا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ خدارا زراعت کے لئے جدید تقاضوں اور جدید وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے اور وقت کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے اقدامات کئے جائیں اور بہتر پالیسی لے کر آئیں اور خاص طور پر ان کی قیمت مقرر کرنے کے حوالے سے کوئی ایسا کام کر جائیں کہ ہماری آنے والی نسلیں دعائیں دیں اور ہمارے ملک کا مستقبل تابناک ہو جائے۔ بڑی مہربانی، شکریہ

جناب چیئرمین: وزیر زراعت! کیا زراعت کے یہ حالات ہیں؟ بڑا افسوس ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب چیئرمین! شکریہ۔ مجھے نہایت افسوس ہو رہا ہے کہ اتنا اہم issue زیر بحث ہے لیکن اس وقت House میں ممبران کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ ہمارے ملک کی 70 فیصد آبادی زراعت سے وابستہ ہے، ان کا دارومدار اور رہن سہن زراعت سے وابستہ ہے۔ زراعت سے وابستہ ہمارے ممبران کا اس وقت ایوان میں موجود نہ ہونا انتہائی باعث افسوس ہے۔ میں احمد خان بلوچ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جب بھی ان کو موقع ملا ہے، ہمیشہ انہوں نے اس شعبے کی بہتری کے لئے آواز اٹھائی ہے اور ہر forum پر آواز اٹھائی ہے۔ بڑے افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ ہر محکمہ میں، ہر طبقہ میں اور زندگی کے ہر شعبے میں یونین موجود ہے لیکن واحد زراعت کا شعبہ ایسا ہے کہ جس کی کوئی یونین ہے اور نہ ہی ان کی آواز کوئی اوپر

تک سنتا ہے۔ہم اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور لوگوں کی دعاؤں سے اس ایوان میں پہنچے ہیں تو ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم جس طبقے سے تعلق رکھتے اس کی بات یہاں پر پہنچائیں۔زمیندار اور کاشتکار یونین بنا ہی نہیں سکتے کیونکہ ان کی products ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو وہ زیادہ دیر تک نہیں رکھ سکتے۔لائیو سٹاک کو دیکھ لیں کہ کوئی دودھ کتنی دیر store کرے گا؟ان کے پاس اس طرح کے sources ہی ہیں،ان کے پاس alternate چیزیں ہیں کہ جن سے وہ ان کو process کروا کر store کر سکیں اور نہ ہی storage کا کوئی ایسا انتظام ہے کہ جس میں کاشتکار اپنی سبزیاں store کر سکیں۔میں یہاں پر اس بات کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گا کہ آپ نے دو سال پہلے سڑکوں پر آٹے کے لئے لائنیں لگی ہوئی دیکھی تھیں۔وفاقی حکومت کے ایک step سے حالات تبدیل ہو گئے۔وفاقی حکومت نے cultivation سے پہلے گندم کا proper rate announce کر دیا جس کی وجہ سے زمینداروں نے اس میں زیادہ دلچسپی لی اور اس کے نتیجے میں ہماری گندم کی ریکارڈ پیداوار ہوئی ہے۔الحمدللہ آج ہماری گندم کی فصل بہتر ہے،اللہ نہ کرے اگر کوئی اس طرح کا mishap ہوتا ہے تو ہمارے پاس اتنا ذخیرہ موجود ہے کہ ہم پچھلے سال والی گندم کے ساتھ یہ پورا سال بھی گزار سکتے ہیں تو زمینداروں کو ایک چھوٹا سا incentive دیا گیا اور زمینداروں نے اس ملک کی عوام اور حکومت کو گندم میں خود کفیل کر دیا۔آپ کو یاد ہو گا کہ تین سال پہلے کروڑوں ڈالر گندم کی مد میں اس ملک سے باہر گئے اور ایک چھوٹے سے step سے یہ سارا معاملہ cover ہو گیا۔میں آج یہ بھی بتاتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ آج کپاس کا جو ریٹ زمینداروں کو ملا ہے تاریخ میں کبھی اتنا زیادہ rate زمینداروں نے وصول نہیں کیا ہو گا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اس حکومت کی ایک بڑی کامیابی ہے۔چاول کا کچھ دنوں بحران رہا اور وہ بحران پیدا کرنے والے لوگ بھی کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ stockiest and middleman ہمیشہ زمیندار کی فصل پر آنکھیں گاڑھے بیٹھا ہوتا ہے کہ میں کیسے زمیندار کو لوٹ لوں۔

جناب چیئرمین!احمد خان بلوچ صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ ابھی ڈی اے پی کا جو -/600 روپے فی بوری rate بڑھایا گیا ہے یہ بڑی زیادتی کی گئی ہے۔منڈا صاحب نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ زمیندار کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی production کی قیمت متعین

کر سکے۔ ہمارے پاس کوئی ایسا ادارہ ہی نہیں ہے کہ جو اس چیز کوassess کر سکے کہ اس پر کتنی لاگت آئی ہے اور زمیندار کو کتناreturn جارہا ہے؟ میں ذاتی طور پر ایسے زمینداروں اور کاشتکاروں کو جانتا ہوں کہ جو دن بدن زبوں حالی کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ہمارا سفید پوش طبقہ ہے، جن کا دارومدار اسی زراعت پر ہے وہ زوال پذیر ہو رہا ہے۔ مجھے خوف آ رہا ہے کہ جب یہ سفید پوش طبقہ اس ملک سے ختم ہو جائے گا تو اس وقت انقلاب آئے گا۔ یہی سفید پوش طبقہ ہے جو کہ اس انقلاب کو روکے کھڑا ہے۔ ‘‘Haves’’ and ‘‘Have nos’’ میں جوdifferent بڑھتا جا رہا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری کوئی ایسی پالیسی ہونی چاہئے کہ ہمارے محروم طبقوں، خاص کر کاشتکاروں کے حوالے سے کوئی بورڈ بنایا جائے، ہمارے کاشتکار اور زمیندار اس بورڈ کے ممبرز ہوں اور وہ بیٹھ کر فصلوں کے rates متعین کریں۔ فرض کریں کہ اگر internationally کسی فصل کی قیمت پوری نہیں ہے تو حکومت اس کوsubsidize کر کے کاشتکار کوsupport کرے تاکہ کم از کم ان کے کھانے پینے کے لئے تو کوئی بندوبست ہو جائے۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کیونکہ وقت بھی کافی ہو چکا ہے۔ صرف اتنا عرض کروں گا کہ وفاقی سطح پر اور صوبائی سطح پر زرعی بورڈز ہونے چاہئیں۔ زمینداروں کوmiddleman کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ زرعی بورڈ فصل کاشت ہونے سے لے کر فصل تیار ہونے تک ان کے اخراجات دیکھ کر، مناسبprofit کا تعین کرنے کے بعد فصل کی قیمت مقرر کرے۔ یہ نہ ہو کہ ہماری فصل تیار ہو جائے اور اسے خریدنے والا کوئی نہ ہو۔ کاشتکاروں کو شامل کر کے price committees بنائی جائیں۔ میں اس ایوان کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس ایوان میں کاشتکاروں کے پُرسان حال بنیں گے تو صرف آپ پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان کی عوام کے لئے ایک احسن قدم اٹھائیں گے۔ یہ price committees فصل کی قیمت مقرر کریں اور ان کے اخراجات کا بھی تعین کریں اور کاشتکار کو اس کی فصل کی ایکbalance قیمت ملنی چاہئے۔ جس کا جتنا دل کرتا ہے وہ کھاد کےrates بڑھا دیتا ہے اور جس کا دل کرتا ہے وہ اپنی مرضی سے زرعی ادویات کی قیمتیں بڑھا دیتا ہے۔ اسی طرح بیج بھی اپنی من مانی قیمت پر فروخت کئے جاتے ہیں۔ کاشتکار کے لئے بڑے مسائل

ہیں، آپ بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔تو اس ایوان کی وساطت سے میری خواہش ہے کہ کاشتکاروں کی شمولیت ہر level پر ہونی چاہئے اور ان سے تجاویز لینی چاہئیں۔شکریہ

جناب چیئرمین: جی، وزیر زراعت صاحب! ڈاکٹر صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان پر کچھ غور کریں اور اگر آپ زمینداروں کے لئے کچھ کرسکتے ہیں تو ضرور کریں کیونکہ آپ بھی زمیندار ہیں اور ایک ذمہ دار جگہ پر فائز ہیں۔اگر کچھ کرسکتے ہیں تو اپنے طبقے کے لئے آپ کو ضرور کرنا چاہئے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے کہ یہاں House میں کھاد کا جو issue شروع کیا گیا ہے میں بھی اس پر اظہار خیال کر سکوں۔معزز فاضل اراکین نے اپنی تجاویز دی ہیں۔اس میں کوئی دوآراء نہیں ہیں کہ پاکستان کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔صنعتی شعبے میں بہت زوال آیا اور اس کا growth rate کوئی اتنا خوش کن نہیں ہے، تاہم agriculture sector نے ہماری معیشت کو سنبھالا دیا ہے۔یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ agriculture میں ہمارا growth rate 4.5 percent ہونے کی وجہ سے زراعت کو سنبھالا ملا ہے اور معیشت بہتر ہوئی ہے۔انڈسٹری میں تو مشینوں کے ذریعے process کیا جاتا ہے لیکن کاشتکاری کھلی فضا میں ہوتی ہے۔اس کو پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے لئے بہتر ماحول کی ضرورت ہوتی ہے اور اچھے موسمی حالات کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے ساتھ فصل پر بیماریاں حملہ کرتی ہیں اور موسمی اثرات بھی اس پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ان وجوہات کے باعث زراعت ایک مشکل شعبہ ہے اور واقعی پاکستان کے محنت کش کاشتکاروں کا یہ حوصلہ اور ہمت ہے کہ وہ تمام تر مشکلات کے باوجود کاشتکاری کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! کسان تمام تر مشکلات کے باوجود کاشتکاری کر رہا ہے۔زراعت اس لئے کٹھن ہے کہ ہماری زمینوں کی زرخیزی کم ہوتی جارہی ہے، بہت ساری زمینیں بے ترتیبی سے housing societies میں شامل ہو گئیں جس کی وجہ سے ہماری زیر کاشت زمین کم ہو گئی ہے۔اس ایوان میں پانی کے issue پر مسلسل بحث ہو رہی ہے اور پانی کے سلسلے میں ہندوستان کی

جارحیت بھی یہاں پر زیر بحث رہی ہے۔ ہمارے پانی کی اوسط 18 million acre feet رہی ہے لیکن اب وہ 34 فیصد کمی کے ساتھ 13 million acre feet دستیاب ہو رہا ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ زراعت بہت مشکل کام ہے اور کسان بڑی محنت اور ہمت سے زراعت کے ذریعے ملکی معیشت کو سنبھالا دے رہے ہیں۔ اس میں long term measures درکار ہیں جو short term measures ممکن تھے انہیں حکومت بڑی تندہی اور پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دے رہی ہے میں ان کا سرسری سا اعادہ کروں گا آپ دیکھیں کہ ہنگامی طور پر جو ممکن تھا تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی تقریر میں یہاں House میں یہ اعلان فرمایا کہ Scheme Green Tractor کے لئے 2۔ ارب روپے کی cross balance subsidy دی جائے گی اور اس میں فی ٹریکٹر 2 لاکھ روپے subsidy ہو گی اور چھوٹے کاشتکار جن کی 25 ایکڑ نہری زمین اور 50 ایکڑ بارانی زمین تھی ان کو 10 ہزار ٹریکٹر شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے فراہم کئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: اولکھ صاحب! total subsidy کتنی دی گئی تھی؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! 2۔ ارب روپے کی subsidy دی گئی تھی اور قرعہ اندازی اتنی شفاف تھی کہ صرف ایک کیس court میں گیا ہے باقی سب ٹریکٹر deliver ہو گئے ہیں۔ پورے پنجاب میں کوئی ایک شکایت بھی نہیں آئی کہ کوئی کہہ سکے کہ کہیں قرعہ اندازی یا کسی اور سلسلے میں کہیں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زرعی آلات کے لئے ایک ارب روپے کی subsidy دی جا رہی ہے ان میں ایسے بھی زرعی آلات ہیں جن میں بیج اور کھاد اکٹھے استعمال ہوتے ہیں جس سے کھاد تقریباً 30 تا 35 فیصد کم استعمال کرنی پڑتی ہے جس سے کھاد کی بچت ہوتی ہے۔ اسی طرح ان زرعی آلات میں drills ہیں، ploughs اور tunnel technology کے لئے 55 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے عملی طور پر دیئے گئے ہیں جس سے کہیں ایک شکایت بھی نہیں آئی اگر کہیں سے کوئی شکایت آتی ہے تو اسے فوری طور پر redress کیا جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی زراعت اور کسان کے ساتھ جو دلچسپی ہے اس حوالے سے انہوں نے اسی معزز ایوان میں اعلان فرمایا تھا کہ اس صوبہ کو زرعی ادویات یا انسانی صحت کی ادویات میں ملاوٹ کو پاک کیا جائے گا۔ میں بڑی بڑی فیکٹریوں میں خود گیا ہوں وہاں رجسٹر بنے ہیں، inventories بنی ہیں، بند روڈ ہے ٹھوکر

نیاز بیگ پر اپنی information کے مطابق میں خود گیا وہاں محکمے کو بلایا، وہاں پر پریس کو بلایا تا کہ پریس والے بھی دیکھیں کہ یہ جو کہہ رہے ہیں آیا وہ صحیح ہے یا غلط ہے؟ پنجاب میں جعلی، ملاوٹ شدہ یا غیر رجسٹرڈ مجموعی طور پر 35 کروڑ روپے کی زرعی ادویات recover ہوئی ہیں یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ایک ریکارڈ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں ہر قسم کے لوگ رہتے ہیں لالچ و حرص کی وجہ سے لوگ غلط کام کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ جعل سازی کے ذریعے پیسے بنائیں لیکن حکومت باخبر ہے اور محکمہ زراعت کا Pest Warning کا شعبہ بڑی تندہی سے کام کر رہا ہے، cases courts میں ہیں جہاں سے سزائیں ہو رہی ہیں۔ یہ تمام اقدامات term short تھے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب گندم، کپاس، چاول، شوگر کین، citrus, mango اور دیگر minor crops کا 70 تا 80 فیصد پیداوار فراہم کر رہا ہے اس لئے زراعت کے حوالے سے پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس پر ہم نے پوری طرح focus کیا ہوا ہے اس سے ہمارے خوراک کے معاملات زبردست ہیں، اس سے ہمارے export کے معاملات زبردست ہیں اور اس سے ہماری معیشت زبردست ہے تو اس وجہ سے حکومت نے اس پر پوری طرح focus کیا ہوا ہے۔ ہماری cotton, citrus دیگر پھل اور سبزیاں export ہو رہی ہیں تو اس وجہ سے جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ زراعت کی پیداوار بھی بڑھے اور مجموعی طور پر کاشتکاروں کو بھی فائدہ اور ان کی بہتری ہو۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ریسرچ اداروں نے cotton, wheat crops کی نئی اقسام تیار کی ہیں گندم کی نئی اقسام سحر، شفق اور چکوال 2002 ہے اسی طرح cotton کی نئی verities introduce کروائی گئی ہیں اور ان پر پوری طرح focus کیا ہوا ہے۔ ابھی پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب چائنا گئے ہیں تو ان کے ساتھ agreement ہوا ہے چائنا کی ایک کمپنی اسی environment میں verity تیار کر رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زراعت میں ایک انقلاب آئے گا اور cotton کی 10 verities مختلف مراحل سے گزر کر اور وزارت ماحول کی Bio Safety Committee کے ذریعے سے کہ یہ انسانی صحت کے لئے مضر تو نہیں ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ cotton کی 8 نئی اقسام approve ہوں گی۔ اسی طرح ہم نے Government Federal کو Pak Dealer Act بھیجا ہوا ہے جو منظوری کے مراحل میں ہے۔ ہمارے ذیلی اداروں میں PAMCO اور Punjab Agriculture

Research Board ہے جو بالکل non-functional تھے۔1997 میں اس بورڈ کے لئے amendment کی گئی تھی لیکن موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے انہوں نے کوئی کام نہیں کیا لیکن اب 48 کروڑ روپے کے projects allot ہو چکے ہیں مختلف اجناس پر research کے لئے اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کے لئے اور crops کو diseases سے بچانے کے لئے مختلف projects پر کام ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ Punjab Agricultural Research Board کے لئے ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے اس سے زراعت میں ایک بڑا انقلاب آئے گا۔ اسی طرح Punjab Agriculture Marketing ہمارا شعبہ تھا وہ بالکل non-functional تھا وہ تنخواہیں لے رہے تھے وزیر اعلیٰ پنجاب نے مہربانی کرتے ہوئے خود اس کی Chairmanship قبول کر کے اس کی متعدد meetings لیں اور فوری طور پر funds release کر کے لاہور میں ایک multi national company کے ذریعے trial basis پر 500 ٹن کا Storage Plant لگایا ہے تاکہ ہمارا Halal Meat، mango بہت قیمتی پھل ہے اسی طریقے سے ہمارا citrus ہے تو پنجاب میں بھلوال، ملتان، رحیم یار خان میں ہیں۔ یہ جلد مکمل ہو جائیں گے اسی طرح ایک Hot Water Treatment Plant process ہوتا ہے جس سے آم کی shelf life بڑھ جاتی ہے ابھی ہم نے آم باہر export کیا ہے اور مستقبل کے لئے ایک ایسی صورتحال پیدا ہو گئی ہے کہ cool chain کے ذریعے انتہائی valuable crops، سبزیات اور پھل ہیں جن کی فی ایکڑ پیداوار سے کسان بڑا نفع کما سکتا ہے اس کی قیمتیں زیادہ ہوتی ہیں تو ایک ایک ایکڑ سے 5/5 ,4/4 لاکھ کا فائدہ ہو سکتا ہے اور یہ چھوٹی crops ہیں اس لئے چھوٹے کاشتکاروں کو اس جانب لایا جا رہا ہے تاکہ انہیں منافع ہو اور جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اور Hot Water Treatment کے ذریعے ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آم اور citrus export کرنے کے قابل ہو جائیں گے جس سے کاشتکاروں کی مالی حالت بہتر ہو گی اور انہیں پھل کا صحیح معاوضہ ملے گا۔ اسی طرح میں نے پہلے سبزیات کے بارے میں عرض کیا ہے کہ بے موسمی سبزیوں کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور tunnel technology چھوٹے کاشتکاروں کے لئے بڑا مفید پروگرام ہے اس کے لئے بھی حکومت پنجاب بڑی معقول subsidy دے رہی ہے اس کے لئے 55 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پہلی دفعہ زراعت کے لئے اس قدر سوچ بچار کی جا رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب ترکی گئے تھے وہاں پر انھوں نے

با قاعدہ MOU پر دستخط کئے۔ ہمارے ہاں precise irrigation پر کام ہو رہا ہے کیونکہ ہمارے ملک میں پانی کے ذخائر کم ہو رہے ہیں اور گلیشئر کے نہ پگھلنے کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کے آنے کی مقدار کم ہو گئی ہے۔ یہ ہمارے لئے بڑا چیلنج ہے کہ ہم نے کم پانی سے پیداوار کو بڑھانا ہے اس کے لئے precise irrigation کے لئے جو Irrigation Drip یا Sprinkle Irrigation کے لئے بھی subsidy دی جارہی ہے اور Drip Irrigation کے لئے فی کاشتکار کو 63 ہزار روپے subsidy دی جارہی ہے۔ اس پر کام ہو رہا ہے اور مستقبل قریب میں بڑے پیمانے پر یہ کام ہو گا۔ گریٹر تھل کینال کے لئے 2۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں ایک ارب روپے کی لاگت سے وہاں پر اصلاح آبپاشی کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ اس میں کھالے پختہ کرنے اور water courses کو ٹھیک کرنے کا منصوبہ تھا۔ اس میں ہمیں دشواری ہے کیونکہ کچھ فنڈز وفاقی حکومت کی طرف سے رک گئے ہیں جو release نہیں ہو رہے۔ ہماری کوشش ہے کہ وہ فنڈز release ہو جائیں تاکہ کھالے پختہ کئے جاسکیں۔ اس طرح 25 فیصد پانی ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے۔ یہ 66 بلین روپے کا منصوبہ تھا جس کے تحت اصلاح آبپاشی کے کھالہ جات بنائے گئے ہیں اور باقی کھالہ جات بنائے جارہے ہیں، اس سے پانی کی بچت ہو گی۔ یہ سارے اقدامات کاشتکار کی مدد کے لئے حکومت کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ صوبوں کی مشاورت سے وزیراعظم پاکستان نے گندم کی قیمت -/950 روپے مقرر کی یہ کاشتکاروں کے لئے بہت اچھا اقدام تھا۔ گندم کی قیمت کا اعلان کرنا پالیسی کا تو حصہ ہے لیکن پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک کروڑ 85 لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی ہے۔ اس سے پہلے پاکستان میں کبھی نہیں ہوئی۔ اس سال ایک کروڑ 70 لاکھ ایکڑ پر گندم کاشت ہو چکی ہے۔ اس سال وفاقی حکومت نے پنجاب حکومت کو 30 لاکھ ٹن گندم خرید کرنے کا target دیا تھا لیکن جب گندم کی خریداری شروع ہوئی تو وزیراعلیٰ پنجاب نے متعدد میٹنگز کی اور گندم کی خریداری کے سلسلے میں سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں کمیٹی بنی۔ انھوں نے دیکھا کہ گندم کی پیداوار ملک میں بہت زیادہ ہو رہی ہے تو گزشتہ سال 25 لاکھ ٹن گندم بمشکل procure کی جاسکی تھی لیکن اس سال وفاقی حکومت سے 30 لاکھ ٹن کا target ملا، پھر 35 لاکھ ٹن کا ہم نے بنایا، پھر 40 لاکھ ٹن کا اور آخر کار 60 لاکھ ٹن گندم خرید کرنے

کا پروگرام بنا۔ ہم نے کوشش کی کہ باردانہ باہر سے مل جائے لیکن ہمیں باردانہ نہیں ملا۔ ہم نے بنگلہ دیش سے کوشش کی، انڈیا سے کوشش کی لیکن ہمیں بوریاں نہیں مل سکیں۔ ہم نے propylene bagsکا استعمال کرایا اور باہر گنجیاں لگائیں۔ ہماری 23لاکھ ٹن تک گندم کو سٹور کرنے کی capacity ہے۔ Labour کا انتظام کرنا، کاشتکاروں کو -/950روپے فی من گندم کی ادائیگی کرنا اور storage کا انتظام کرنا مشکل ترین کام تھا۔

جناب چیئرمین: ایوان کا وقت مزید 10منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ بڑی محنت کا کام تھا۔ آپ یقین کریں کہ وزیر اعلیٰ، ان کی کابینہ، تمام ایم پی ایز صاحبان اور تمام سرکاری مشینری تمام صوبے میں اسی ایک کام پر لگی ہوئی تھی کہ کاشتکار سے ہر صورت اس کی گندم خریدی جائے اور کوئی کاشتکار ایسا نہ رہ جائے جس کو -/950 روپے سے کم قیمت ملے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معجزاتی کام تھا کہ 60لاکھ ٹن کا target تھا اور 58لاکھ ٹن گندم خرید کی گئی اور کاشتکار کو ادائیگی کی گئی۔ اس کی قیمت ایک کھرب 38۔ارب روپے بنتی ہے یعنی 138 بلین روپے کی ادائیگی کسانوں کو کی گئی جو کہ معجزے سے کم نہیں تھا۔ اس میں storage کا انتظام کیا گیا یہ ممکن ایسے ہوا کہ کاشتکار نے خون پسینے کی محنت کی تھی اور حکومت نے کاشتکار سے commitment کی تھی کہ ہم گندم کا ایک ایک دانہ خرید کریں گے اور حکومت نے ایک ایک دانہ خرید کر دکھایا۔ مجھ سے کاشتکار پوچھتے تھے کہ آیا یہ ممکن ہو گا تو میں ان کو یقین دلاتا تھا کہ انشاء اللہ ممکن ہو گا اور وہ ممکن ہوا۔ اس کے نتیجے میں کاشتکار کی معاشی حالت میں بہتری آئی جو بے چارہ عرصہ دراز سے لٹ رہا تھا۔ میں یہاں پر کیا اظہار کروں آپ خود سمجھتے ہیں کہ اس میں pesticides companies کا اپنا کردار ہے، middleman کا اپنا کردار ہے، agent commission کا اپنا کردار ہے اور کھاد کی کمپنیوں کا اپنا کردار ہے۔ اس طرح کاشتکار بڑے دباؤ میں تھا اس کو پہلی دفعہ یہ ریلیف ملا جس کے نتیجے میں کاشتکار نے اس مرتبہ پچھلے سال کے مقابلے میں DAP کھاد 13 فیصد زیادہ استعمال کی اور یوریا کھاد کا زیادہ استعمال کیا۔ اس سال ایک کروڑ 70لاکھ ایکٹر پر گندم کاشت ہوئی ہے۔ یہ بدقسمتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کی وجہ سے ہم پر رحم کرے کہ بہت شاندار فصل ہونے کے باوجود بارانی علاقوں میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے گندم کم کاشت ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ 4/5لاکھ ٹن گندم کی

کمی ہو گی لیکن وہ کمی نہری علاقوں سے cover ہو جائے گی کیونکہ DAP کھاد کا استعمال 13 فیصد زیادہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! اب میں کھاد پر آتا ہوں کیونکہ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے اور اراکین بھی تھک چکے ہیں۔ ہمارے پاس یوریا کھاد کے ذخائر ایک لاکھ 70 ہزار ٹن موجود تھے اور 10-2009 کے لئے ملکی پیداوار 24 لاکھ 44 ہزار ٹن تھی اور ملک کی کل ضرورت 30 لاکھ 30 ہزار ٹن یوریا کی ہے میں ربیع کی بات کر رہا ہوں کہ 6 ماہ کے اندر 22 لاکھ 58 ہزار ٹن یوریا استعمال ہونی تھی یہ ہماری ضرورت ہے اور 6 لاکھ 41 ہزار ٹن یوریا درآمد کی گئی ہے۔ پچھلے سال یوریا کا استعمال اس لئے کم ہوا تھا کہ کاشتکار کو کھاد کم اس لئے ملی تھی کہ یوریا کی وقت پر درآمد نہیں ہوئی تھی۔ ہمارے ملک کی پیداوار 49 لاکھ ٹن ہے جس میں 29 لاکھ ٹن F.F.C والے پیدا کر رہے ہیں 10 لاکھ ٹن Angro والے پیدا کر رہے ہیں ان کے علاوہ پاک عرب اور دوسرے 20 فیصد کے قریب پیدا کر رہے ہیں۔ ہماری ربیع کے لئے پیداوار 40 لاکھ ٹن ہے جبکہ ہمیں ربیع کے کل عرصے میں 30 لاکھ ٹن دستیاب ہو گی، 6 لاکھ 41 ہزار ٹن درآمد کی گئی ہے۔ میں احمد خان بلوچ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کی اطلاع کے لئے بتانا چاہتا ہوں کہ میں خود اسلام آباد گیا تھا کھاد درآمد کرنے کا پروگرام مکمل کروایا۔ یہ ایک issue تھا کہ کھاد کب درآمد کی جائے تو ہم نے وہاں ایک رائے کے ساتھ بات کی کیونکہ پچھلے سال بہت مسائل درپیش تھے۔ پچھلے سال کھاد درآمد تو کی گئی لیکن بعد میں کی گئی تھی جب اس کا موسم گزر رہا تھا اور کاشتکاروں کو دقت ہوئی لہٰذا اس سال یہ تجویز دی گئی کہ 4 لاکھ ٹن کی بجائے 6 لاکھ ٹن درآمد کی جائے اور وہ بھی پہلے کی جائے۔ میرے پاس مہینہ وار تفصیل موجود ہے کہ کس کس مہینے میں کتنے یوریا کھاد کے ship آئے ہیں اس لئے 6 لاکھ 41 ہزار ٹن یوریا کھاد درآمد ہونے سے جو دباؤ تھا اس میں یوریا کھاد مارکیٹ میں میسر رہی۔ جہاں تک DAP کی بات ہے تو صورتحال اس طرح ہے کہ ہمارے ملک کے اندر ایک F.F.C کا کارخانہ پورٹ قاسم پر ہے وہاں تھوڑی بہت تقریباً 20 فیصد سے زیادہ کہنے کو تو 50 ہزار ٹن ماہانہ ہے لیکن ڈی اے پی کی 2 لاکھ 63 ہزار ٹن local production ہوئی ہے۔ تمام تر ڈی اے پی ہمیں باہر سے import کرنی پڑتی ہے۔ اُس import کے حوالے سے میں بتاتا ہوں کہ ہمارے پاس ڈی اے پی کا بقایا سٹاک ایک لاکھ 25 ہزار ٹن تھا اور ڈی اے پی کی ٹوٹل ملکی پیداوار 2 لاکھ 63

ہزار ٹن تھی۔ ہمارے ملک کی ضرورت تقریباً 8 لاکھ ٹن بنتی ہے اور ان تین چار ماہ میں 4 لاکھ 73 ہزار ٹن import کی گئی ہے اس لئے کل دستیابی 8 لاکھ 65 ہزار ٹن ہو گئی، 6 لاکھ 59 ہزار ٹن گندم کے لئے استعمال ہوئی ہے جبکہ پچھلے سال ساڑھے چار لاکھ ٹن استعمال ہوئی تھی۔ یہ جو 13/14 فیصد زائد استعمال ہوئی ہے اس کے اثرات کی وجہ سے گندم کی فصل انشاءاللہ العزیز بہت اچھی ہے۔

جناب والا! میں نے وہاں پر وفاقی حکومت سے بات کی تھی اور کہا تھا کہ زمانہ بہت آگے چلا گیا ہے لہٰذا کاشتکار کو تحفظ اور اُن کو ان کا حق ملنا چاہئے۔ پاکستان میں یوریا کھاد یا ڈی اے پی کے کارخانے بھاری منافع کما رہے ہیں یعنی تقریباً 8,8۔ارب روپے ان کے منافع جات ہیں۔ ایک کارخانہ 1980 میں لگایا ہے تو اب تک اُن کی قیمتیں ادا ہو چکی ہیں، تمام تر را میٹیریل لوکل ہے، گیس لوکل ہے اور اُس پر subsidy دی جا رہی ہے اس کے باوجود ہم نے قیمتوں پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی۔ اس کی قیمت -/590 روپے سے بڑھتے بڑھتے اوپر چلی گئی، گزشتہ سال کی میرے پاس details ہیں جو میں بتا سکتا ہوں کہ کون کون سے ایام اور کون کون سے مہینے میں یہ کھاد import ہوئی ہے اور جس طرح قیمتیں بڑھی ہیں ان کا گوشوارہ بھی میرے پاس موجود ہے۔ اب یوریا کھاد کی انٹرنیشنل قیمت -/1300 روپے فی بیگ پڑتی ہے لیکن وفاقی حکومت نے اس میں -/600 روپے subsidy دی۔ Subsidy دینے کے بعد جو 6 لاکھ ٹن باہر سے import ہوئی تو اس کھاد کی قیمت -/710 روپے مقرر ہوئی تھی لیکن بعد میں اب اُس کی قیمت -/770 روپے ہو گئی۔ جو کھاد local production ہے اُن کی قیمت بڑھائی گئی۔ جب کھاد import کرنے کے حوالے سے میٹنگ ہو رہی تھی تو اُس میٹنگ میں شوکت ترین صاحب، وفاقی منسٹر نذر محمد گوندل صاحب، وزیر پروڈکشن میاں منظور وٹو صاحب بھی موجود تھے تو میں نے وہاں پر کہا کہ آپ پہلے میرے ساتھ کھاد کے بنیادی issues پر discuss کریں کیونکہ میں صوبہ پنجاب کی نمائندگی کر رہا ہوں اور صوبہ پنجاب ایک بہت بڑا stakeholder ہے۔

جناب چیئرمین! میں علی پور سستا رمضان بازار گیا تو ڈی او اور ڈپٹی ڈی او بھی میرے ساتھ تھے۔ میں وہاں پر ایک گاؤں میں کھڑا ہو کر کاشتکاروں سے پوچھ رہا تھا کہ تم نے کھاد کس ریٹ پر لی جس پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے کھاد -/750 روپے فی بیگ لی ہے۔ میں نے وہاں suspension کا

آرڈر کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ ڈیلر سے پوچھیں۔ڈیلر سے پوچھا کہ کھاد کا کیا ریٹ ہے تو اُس وقت announced price -/710روپے فی بیگ تھی لیکن انہوں نے بتایا کہ ہمیں تو sms ملا ہے کہ -/750روپے ہو گئی ہے۔ میں نے میٹنگ میں کہا کہ میں ایک صوبے کا وزیر زراعت ہوں لیکن میرے علم میں بھی نہیں ہے کہ -/750روپے فی بیگ قیمت ہو گئی ہے جبکہ دو دن پہلے -/710روپے ریٹ تھا لہذا یہ ریٹ کیسے بڑھ گیا ہے؟ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتائیں کہ اس کی قیمت بڑھانے کا کیا mechanism ہے، کیا پیمانہ ہے اور کیا طریق کار ہے؟ وہاں پر بڑی بحث ہوئی جس کی میں تفصیل میں نہیں جاتا۔ میں نے کہا کہ پہلے نمبر پر آپ مجھے price mechanism بتائیں دوسری بات یہ ہے کہ اگر صابن کی ٹکیا پر قیمت پرنٹ ہے، چائے کی ڈبی پر قیمت پرنٹ ہے، شیمپو کے پیکٹ پر بھی پرنٹ ہے تو کھاد کے بیگ پر قیمت کیوں نہیں پرنٹ کی جاتی اور کمپنیوں کو اس بات پر پابند کیوں نہیں کیا جاتا؟ کھاد کی قیمت -/710روپے ہے تو اگر اُس پر قیمت پرنٹ ہو گی تو وہ -/750 روپے نہیں بلکہ -/710روپے میں ہی بکے گی۔ جب قیمت بڑھائی جائے گی اور دوبارہ قیمت پرنٹ کریں گے تو وہی ریٹ ہو گا یعنی کوئی ہیرا پھیری نہیں ہو گی اس لئے میں نے وہاں پر میٹنگ میں بھی یہ مطالبہ اور وزیراعظم صاحب کو بھی letter کے ذریعے یہ مطالبات بھیجے کہ ان کمپنیوں کو پابند کیا جائے اور Ministry of Production کو بھی اس بات پر پابند کیا جائے۔

جناب چیئرمین: ذرا جلدی wind up کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! میں صرف 10 منٹ میں بات ختم کر رہا ہوں کیونکہ کھاد کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: مزید 10 منٹ چاہئیں؟

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جی، 10 منٹ کوئی زیادہ نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ relevant بات کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں کوئی اور بات تو نہیں کر رہا، کھاد کی قیمتوں کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، بات کریں۔ ایوان کا وقت 10 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ کھاد کی قیمت بیگ پر پرنٹ ہو، price mechanism ہو تو کافی حد تک یہ بہتر ہو جائے گا۔

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! یہ اتنا اہم issue ہے اور آپ اتنا تھوڑا وقت دے رہے ہیں۔ اتنے اہم شعبے پر اتنا کم بجٹ اور اتنی اہم بحث پر اتنا کم وقت دینا بہت زیادتی ہے لہذا آپ انہیں زیادہ وقت دیں۔

جناب چیئرمین: اگر انہیں مزید وقت درکار ہو گا تو وہ خود ہی مانگ لیں گے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! چونکہ کھاد کی بات ہو رہی ہے تو میں House کو update کرنا چاہتا ہوں تاکہ سب کو پتا چلے کہ حکومت پنجاب اس کے لئے کیا کر رہی ہے۔ میں ڈی اے پی کی انٹرنیشنل قیمتیں بتاؤں گا کہ پاکستان میں کھاد کا ریٹ کیوں بڑھایا گیا ہے؟ میں یوریا کے حوالے سے بتا رہا تھا کہ بیگ پر قیمت پرنٹ ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ میں نے یہ کہا کہ ڈی اے پی اور یوریا کا link ختم کیا جائے چنانچہ یوریا کا ڈی اے پی سے link ختم ہو گیا لیکن کھاد کے بیگ پر ابھی قیمت پرنٹ نہیں ہوئی جس کا میں نے مطالبہ کیا کہ قیمت پرنٹ کی جائے۔ جہاں تک ڈی اے پی کی بات ہے تو آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال اُس کی قیمت ربیع کے سیزن میں تین ہزار روپے فی بیگ ہو گئی تھی اُس پر وفاقی حکومت کی طرف سے 27۔ارب روپے کی subsidy دی گئی، پہلے یہ subsidy فی بیگ -/250 روپے تھی پھر ایک ہزار روپے کر دی گئی اور اُس کے بعد -/2200 روپے فی بیگ subsidy دی گئی جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کیونکہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں 1300 ڈالر ڈی اے پی کھاد کی قیمت ہو گئی تھی جو -/5200 روپے فی بیگ پڑتی تھی۔ ہم نے میٹنگ بلائی اور کہا کہ آپ اس کا ریٹ تین ہزار روپے سے زیادہ نہیں بڑھا سکتے چنانچہ وہ تین ہزار روپے میں بکی۔ اس سال اتفاق کی بات ہے کہ کاشتکار کو یہ موقع ملا کہ ربیع کے سیزن میں کھاد 1800/1900 روپے میں بکی ہے۔ پچھلے سال ڈی

اے پی کھاد تین ہزار روپے فی بیگ ملی تھی لیکن اب -/1900 روپے میں ملی ہے۔ میں آخر میں آپ کو انٹرنیشنل قیمت جو اس وقت چل رہی ہے، بتاتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس سال کیا قیمت چل رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میرے پاس Fertilizer Industry Report ہے جو 18-2-10 کی ہے۔ اس میں 504 ڈالر international price ہے، اس میں freight insurance ساٹھ روپے ہے پھر یہ 564 ڈالر بن گئے۔ Port hindering کے لئے مستقل طور پر چارجز مقرر ہیں وہ -/70 روپے ہیں جو 634 ڈالر بن گئے، اگر اس کو روپوں میں convert کریں تو یہ -/53890 روپے فی ٹن بن گئے۔ فی ٹن 85 ڈالر ہو تو اس کی فی بوری کی قیمت -/2694 روپے بنتی ہے اگر ملتان تک کرایہ ڈالیں تو وہ -/83 روپے ہے، ڈیلر کا منافع -/20 روپے ہے اور importer کا incentive پچاس روپے ہے لہذا یہ قیمت -/2800 روپے میں پڑتی ہے۔ چونکہ کھاد کی international price ایک دم بڑھی ہے اس لئے اس کے اثرات خاصے پڑے ہیں۔ ڈی اے پی کھاد mostly برآمد ہو رہی ہے، پاکستان میں نہیں بن رہی۔ میں آپ کو فروری 2010 کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ international price 528 dollar تھی جس کی قیمت -/2647 روپے بنتی ہے اور ڈی اے پی کھاد اس وقت -/2600 روپے میں فروخت ہو رہی ہے جس کی وجہ یہی ہے کہ انٹرنیشنل قیمتیں بڑھی ہیں۔ اس کا مزید امکان ہے کہ اس کی قیمت اور بھی اوپر جائے گی۔ چونکہ ڈی اے پی کھاد برآمد کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ابھی subsidy نہیں مل رہی۔ فرٹیلائزر چونکہ provincial نہیں بلکہ Federal subject ہے اس لئے ہم وفاقی حکومت سے استدعا کریں گے کہ ڈی اے پی پر دوبارہ subsidy دی جائے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

دوسرے ملکوں میں یوریا اور ڈی اے پی پر subsidy دی جا رہی ہے لیکن پاکستان میں کاشتکار کی مدد کرنے کے لئے، زراعت کی خوشحالی کے لئے، ملکی معیشت کو بہتر کرنے کے لئے، فصلوں کو بچانے کے لئے یہ نائٹروجن کھاد اور فاسفورس کھاد ہماری فصلوں کے لئے اہم جز ہیں جس کے لئے subsidy required ہے۔ ہم اس کے لئے وفاقی حکومت سے مطالبہ اور گزارش کریں گے کہ

subsidy دے کر اس کی قیمت کم کی جائے۔ آپ سب کا بہت شکریہ بلکہ میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے آپ سب کو تنگ کیا ہے اور بہت وقت لیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: نہیں، آپ نے تو بہت اچھی باتیں کی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب چیئرمین! منسٹر صاحب نے بہت اچھی رپورٹ بھی پیش کی ہے اور بہت اچھی تجاویز بھی ان کے ذہن میں ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے جتنی بھی کھاد فیکٹریاں بیچ دی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس ملک اور قوم کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے اور ایک مناپلی قائم کروا دی ہے۔ انٹرنیشنل ریٹ چاہے بڑھیں یا نہ بڑھیں لیکن وہ اپنی مرضی کے ریٹ وصول کرتے ہیں اور بلیک کرتے ہیں۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہو گی کہ جب یہ اپنی تجاویز لکھیں تو جتنی subsidy یہ دو سالوں میں دے چکے ہیں اُس سے کم از کم دو نئی کھاد فیکٹریاں لگ سکتی تھیں جس سے لوگوں کو روزگار بھی ملتا اور قیمت میں بھی حکومت کا share ہوتا۔ اگر یہ تجویز دیں کہ کھاد فیکٹریاں نئی establish کرنی ہیں کیونکہ raw products تقریباً یہیں پر ہی مل جاتے ہیں۔ ہم نے اب اپنی ڈاڑھی دوسروں کے ہاتھ میں پکڑا دی ہے وہ جیسے مرضی اسے کھینچیں یا جیسے مرضی رکھیں۔ میری یہ request ہے کہ یہ تجاویز اپنے صوبے کے عوام کی طرف سے دیں کہ جتنی subsidy دے رہے ہیں اُس کے بدلے میں ہمیں نئی کھاد فیکٹریاں لگا دیں جس سے روزگار بھی ملے گا اور زمینداروں کا فائدہ بھی ہو گا۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، خان صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جب House میں اس حوالے سے بحث ہو جائے گی تو قرارداد آئے گی کیونکہ اولکھ صاحب نے آخر میں یہاں پر بات ختم کی ہے کہ یہ حکومت

پنجاب کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ مرکز کی بات ہے کہ وہ سبسڈی دے، کنٹرول کرے یا جس طرح کرے۔ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یہاں سے ایک قرارداد کی صورت میں House کی آواز مرکز تک پہنچانی ہے۔ وہ قرارداد بھی جناب کی table تک پہنچ چکی ہے۔ اگر اب ہو سکتی ہے تو اب مہربانی کر دیں نہیں تو اس کو کل کے لئے کسی طرح ضرور کر دیں۔ اگر یہ قرارداد مرکزی حکومت کو نہیں پہنچتی تو اتنی دیر تک بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں نے قرارداد لکھ کر دے دی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: قرارداد نوٹس آفس آگئی ہے اور کل تک وہ سپیکر صاحب کو پیش ہو گی۔ آپ ان سے مل لیں اگر وہ آپ کو out of turn پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! وہ بھی کہہ گئے تھے کہ قرارداد کی صورت میں ہم اس کو مرکز میں بھیجیں گے۔

جناب چیئرمین: اس کو کل دیکھیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر زراعت صاحب! آپ ڈاکٹر صاحب کی تجویز پر تھوڑا سا غور کر لیں کہ یہ آپ کی کمیونٹی کا مسئلہ ہے۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کو ہم اور آپ مل کر کریں گے۔

جناب چیئرمین: بالکل میں بھی حاضر ہوں لیکن اس پر غور کریں یہ واقعی بڑا serious issue ہے اور اس کو seriously لینا بھی چاہئے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! اب وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ نے جو بات کرنی ہے جلدی کر لیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی گزارش مکمل کر لوں گا۔ سب سے پہلے تو میں وزیر زراعت کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ no doubt کہ ہمارے تمام وزراء صاحبان تیاری کرتے ہیں لیکن ملک صاحب کا اس حوالے سے plus point ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے محکمہ پر بہت زیادہ اچھی تیاری کر کے آتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کو سمجھ آگئی ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): سمجھ بھی آتی ہے لیکن ملک صاحب اچھی تیاری کر کے آتے ہیں۔میں وزیر زراعت کی وساطت سے حکومت پنجاب سے demand کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح پہلے سال کے بجٹ میں ہم نے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے اور اس میں ہم نے دولاکھ روپیہ فی ٹریکٹر سبسڈی دی ہے اور اس پروگرام کو چلتے ہوئے دو سال ہوگئے ہیں۔اس سال کے بجٹ میں کوئی انقلابی step ہے، کوئی سبسڈی کا، کوئی زراعت کے لئے بجلی مفت دینے کا، یا اس کا ریٹ پچاس فیصد کم کرنے کا یا کوئی ڈیزل یا جو تیل وغیرہ جو زراعت کے لئے استعمال ہوتا ہے ایسے مقاصد کے لئے پچاس فیصد سبسڈی دینے کا کوئی ایسا پروگرام ہے؟ اگر نہیں ہے تو میں وزیر موصوف صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں کوئی انقلابی قدم اٹھانا چاہئے اور عوام کی بہتری کے لئے یہ فیصلہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، بلال کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین !میں آپ کی وساطت سے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کو گزارش کروں گا کہ جس طرح کا پوائنٹ احمد خان بلوچ صاحب نے اٹھایا ہے اگر اس کو اجلاس کے شروع میں ہی out of turn لے لیا جائے کیونکہ اس وقت ممبران بھی کافی ہوتے ہیں تاکہ تمام ممبران کی participation بھی ہو جائے اور جس طرح یہ قرارداد پیش کی ہوئی ہے اور ممبران کی رائے لے کر پاس کر دی جاتی تو بہت بہتر ہوتا۔

جناب چیئرمین: آپ اپنے پارلیمانی لیڈر سے بات کرلیں۔جب صبح بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں جائیں گے تو وہ وہاں پر out of turn لیں یہ بڑی اچھی بات ہے۔

ملک بلال احمد کھر: شکریہ۔جناب والا!دوسرا جو ڈاکٹر صاحب نے تجویز دی ہے کہ اگر صوبائی حکومت مرکزی حکومت کو سفارش کرے اور پرائیویٹائز کی گئی فیکٹریوں کو واپس لے لیا جائے۔شکریہ

رائے محمد اسلم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین!پنجاب کے عوام اور اس House کے ممبران آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ زراعت کی بہتری کے لئے کھاد میں سبسڈی کے لئے اور ٹریکٹرز کے لئے آپ چیئرمین صاحب آرڈر بھی دے سکتے ہیں اور رولنگ بھی دے سکتے ہیں۔پنجاب کے غریب کسان آپ سے یہ توقع رکھتے ہیں ان کی یہ توقع پوری کریں۔

جناب چیئرمین: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز منگل مورخہ 23۔فروری 2010 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔